عمران سیریز
ماورائی نمبر
ڈیول اٹیک
ارشاد العصر جعفری

محترم قارئین

السلام علیکم!

نیا ناول ’’ڈیول اٹیک‘‘ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ خیر و شر پر مبنی کہانیاں آپ کو بہت پسند آتی ہیں اور آپ ایسی کہانیوں کی فرمائش بھی کرتے رہتے ہیں اور میری تو ہمیشہ یہی کوشش ہوتی ہے کہ میں آپ کی ہر فرمائش پوری کروں۔ یہ ناول بھی آپ کی فرمائش پر لکھا گیا ہے۔ خیر و شر کی ازلی جنگ پر مبنی یہ ناول یقیناً آپ کے اعلیٰ معیار پر پورا اترے گا۔

یہ کہانی ہے ایک مظلوم اور معصوم لڑکی کی روح کی جو شیطانی طاقتوں سے خوفزدہ ہے اور ان کے شر سے بچنا چاہتی ہے اور اسی لئے وہ عمران سے مدد حاصل کرنے کے لئے عمران کے فلیٹ پر پہنچ جاتی ہے لیکن عمران تو اسے روح ماننے سے ہی انکار کر دیتا ہے اور جب عمران اسے مظلوم روح مان کر اس کی مدد کے لئے نکلتا ہے تو شیطانی طاقتیں اس پر مسلسل اور پے در پے وار کرتی ہیں اور شیطانی طاقتیں یہ فیصلہ کر لیتی ہیں کہ عمران کو ختم کر کے ہی دم لینا ہے۔

عمران اور اس کے ساتھی کیسے ان حملوں سے بچتے ہیں یہ تو آپ کو ناول پڑھنے کے بعد ہی معلوم ہو گا۔ میں صرف اتنا کہوں گا

کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے شیطانی طاقتوں کے خلاف جس طرح جدوجہد کی ہے وہ قابل ستائش ہے اور اس جدوجہد کے نتیجے میں جو کہانی سامنے آئی ہے وہ قارئین کو مدتوں یاد رہے گی۔ مجھے یقین ہے کہ اپنے مختلف پلاٹ، تیز رفتار ایکشن، خوفناک و دہشت ناک واقعات کی وجہ سے یہ کہانی یقیناً آپ سے داد وصول کرے گی اور آپ اس کہانی کو شروع کرنے کے بعد مکمل کئے بغیر نہیں چھوڑ سکیں گے اور میری تو خواہش بھی یہی ہے کہ میری لکھی ہوئی ہر کہانی آپ سے خوب داد حاصل کرے۔

مجھے اس وقت بے پناہ خوشی ہوتی ہے جب آپ میری لکھی ہوئی کہانی کو پسند کرتے ہیں اور مجھے خط لکھتے ہیں۔ آپ کے خطوط پڑھ کر مجھے حوصلہ ملتا ہے اور میں بہتر سے بہتر لکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ جہاں آپ کے تعریفی خطوط میرا حوصلہ بڑھاتے ہیں وہیں آپ کے تنقیدی خطوط میری اصلاح بھی کرتے ہیں اور ایک مصنف تو چاہتا بھی یہی ہے کہ اس کی اصلاح ہوتی رہے تاکہ اس کی تحریر میں مسلسل نکھار آتا رہے۔ اس لئے آپ نے ناول پڑھنے کے بعد مجھے خط لکھ کر اپنی رائے سے ضرور آگاہ کرنا ہے اور مجھے اپنے قیمتی مشورے بھی دینے ہیں۔ اب آپ ناول پڑھنا شروع کیجئے۔ انشاء اللہ آئندہ مزید باتیں ہوں گی۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

ارشاد العصر جعفری

جولیا جیسے ہی اپنے فلیٹ کے قریب پہنچی تو وہ ٹھٹھک کر رک گئی۔ اس کے فلیٹ کے دروازے کے قریب ہی ایک ضعیف آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس ضعیف آدمی کی بھنویں تک سفید ہو چکی تھیں۔ اس کے قریب ایک عصا رکھا ہوا تھا۔ یقیناً وہ اس عصا کا سہارا لے کر چلتا ہو گا۔ اس کی آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا اور ضعیف العمری کی وجہ سے اس کا سر ہل رہا تھا۔

"بابا جی۔ آپ کون ہیں اور یہاں اس طرح کیوں بیٹھے ہوئے ہیں"...... جولیا نے بزرگ کا جائزہ لیتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"میں غلام قادر ہوں بی بی۔ بہت بھوکا ہوں۔ لیکن یہاں تو کوئی بھی کھانا کھلانے والا نہیں ہے"...... بزرگ نے سر اٹھا کر جولیا کی طرف دیکھا اور لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ جولیا کو اس بھوکے بوڑھے پر بہت ترس آیا۔

"اچھا بابا جی۔ آپ دروازے کے سامنے سے ہٹیں۔ میں فلیٹ کھول کر آپ کو کھانا کھلاتی ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"اچھا۔ اچھا۔ خوش رہو۔ اللہ تمہارا بھلا کرے"...... بزرگ نے کہا اور پھر وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس نے اپنا عصا اٹھا کر فرش پر رکھا اور اس کے سہارے کھڑا ہونے لگا لیکن وہ کھڑا نہ ہو سکا۔ جولیا نے اپنا شاپنگ بیگ فرش پر رکھ دیا۔ وہ اس وقت مارکیٹ سے شاپنگ کر کے واپس آئی تھی۔ شاپنگ بیگ فرش پر رکھنے کے بعد اس نے بزرگ کو اٹھنے میں مدد دی۔

"جیتی رہو"...... بزرگ نے لرزتے ہوئے لہجے میں جولیا کو دعا دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ دروازے کے سامنے سے ہٹ گیا تو جولیا نے فلیٹ کا لاک کھولا اور فرش سے شاپنگ بیگ اٹھا لیا۔

"اندر آ جائیں بابا جی۔ میں آپ کو کھانا کھلاتی ہوں"...... جولیا نے فلیٹ میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو بزرگ نے بھی لرزتے ہوئے قدم فلیٹ میں رکھے اور پھر جولیا نے اسے ڈرائینگ روم میں بٹھایا اور خود کچن کی طرف بڑھ گئی۔ کچھ دیر بعد وہ کھانے کے برتن اٹھائے واپس آئی۔ اس نے وہ برتن بزرگ کے سامنے میز پر رکھ دیئے۔

"لیں بابا جی۔ کھانا کھائیں"...... جولیا نے بزرگ سے کہا تو وہ کھانا کھانے لگا۔

"واہ۔ واہ۔ بہت مزیدار کھانا ہے"...... کھانے کے دوران

بزرگ نے تعریف کرتے ہوئے کہا مگر جولیا اس کی تعریف پر خاموش رہی جبکہ بزرگ کے ہاتھ اور منہ تیزی سے چلنے لگے تھے۔ بزرگ نے ابھی کھانا ختم نہیں کیا تھا کہ ڈور بیل کی آواز سنائی دی تو جولیا اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"کون ہے"...... جولیا نے دروازے کے قریب پہنچ کر اونچی آواز میں پوچھا۔

"صفدر ہوں"...... باہر سے صفدر کی آواز سنائی دی تو جولیا نے دروازہ کھول دیا۔

"السلام علیکم"...... جیسے ہی جولیا نے دروازہ کھولا صفدر نے سلام کیا اور فلیٹ میں داخل ہو گیا۔

"وعلیکم السلام"...... جولیا نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں ڈرائینگ روم میں آ گئے۔ جیسے ہی صفدر ڈرائینگ روم میں داخل ہوا تو وہ بزرگ کو دیکھ کر چونک پڑا۔ بزرگ اب کھانے سے فارغ ہو چکا تھا۔

"السلام علیکم"...... صفدر نے بزرگ کو سلام کیا اور پھر سوالیہ نظروں سے جولیا کی طرف دیکھا۔

"میں انہیں نہیں جانتی۔ ان سے ابھی ملاقات ہوئی ہے۔ دروازے کے باہر بیٹھے تھے اور بھوکے تھے۔ میں انہیں کھانا کھلانے لے آئی"...... جولیا نے بزرگ کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

"بابا جی۔ آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں"...... صفدر

نے بزرگ سے پوچھا لیکن بزرگ نے اس کے سوال کا جواب نہ دیا۔

''انہوں نے اپنا نام غلام قادر بتایا ہے''...... جولیا نے بزرگ کا نام بتاتے ہوئے کہا۔

''جی۔ جی۔ میرا نام غلام قادر ہے''...... بزرگ نے جولیا کی بات پر سر ہلاتے ہوئے جلدی سے کہا۔

''میری بات سن کر تو آپ نے ایسے ظاہر کیا تھا جیسے آپ نے کچھ سنا ہی نہ ہو مگر جولیا کی بات آپ نے فوراً سن لی''...... صفدر نے کہا تو بزرگ نے ایسے ظاہر کیا جیسے اس نے صفدر کی بات سنی ہی نہ ہو۔

''بابا جی۔ یہ میرا ساتھی صفدر کہہ رہا ہے کہ آپ کو میری آواز تو سنائی دے رہی ہے مگر اس کی آواز کیوں سنائی نہیں دے رہی''۔ جولیا نے کہا تو بزرگ نے پہلے صفدر اور پھر جولیا کو غور سے دیکھا۔

''اس کی وجہ میرے کان کے پردوں کی خرابی ہے۔ میرے کانوں کے پردے کرخت آواز کو سننا پسند ہی نہیں کرتے جبکہ صنف نازک کی شیریں آواز کو فوراً ہی محسوس کر لیتے ہیں''۔ بزرگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کمال ہے۔ کیا یہ بھی کوئی بیماری ہے''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں بلند آواز سے کہا۔

''نہیں۔ یہ بیماری نہیں ہے یہ تو خوبی ہے بچہ''...... بزرگ نے

لرزتی ہوئی آواز میں کہا اور پھر مسکرانے لگا۔

''بابا جی۔ آپ کا گھر کہاں ہے اور اس بلڈنگ میں آپ کیا کرنے آئے ہیں''...... جولیا نے پوچھا۔

''آہ۔ کچھ دیر پہلے میرا بھی گھر تھا لیکن اب میرا کوئی گھر نہیں ہے''...... بزرگ نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

''کیا ہوا آپ کے گھر کو''...... صفدر نے پوچھا لیکن اس نے جیسے کچھ سنا ہی نہیں تو صفدر نے اونچی آواز میں دوبارہ کہا تو بزرگ نے صفدر کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھوں میں نمی آ گئی۔

''صفدر۔ بزرگ تو بہت دکھی معلوم ہوتے ہیں''...... جولیا نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں بزرگ کے لئے ہمدردی تھی۔

''کوئی ایسا ویسا دکھی۔ تم خود اندازہ کرو کہ جس کی بیوی اس کے گھر پر قبضہ کر لے اور اسے گھر سے نکال دے تو وہ شوہر بے چارہ کتنا دکھی ہو گا''...... بزرگ نے غمگین لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ آپ کی بیوی نے آپ کو گھر سے نکال دیا ہے''...... جولیا نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تم مجھے ایک بات بتاؤ''...... بزرگ نے جولیا کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''پوچھیں۔ کیا بات ہے''...... جولیا نے کہا تو بزرگ نے صفدر کی طرف دیکھا۔

"کیا یہ شخص تمہارا شوہر نامراد۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ شوہر نامدار ہے"...... بزرگ نے جولیا سے صفدر کے بارے میں پوچھا۔

"نہیں بابا جی۔ ہم ایک ہی دفتر میں کام کرتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ابھی تک تمہاری شادی نہیں ہوئی"۔ بزرگ نے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ کا خیال درست ہے۔ میں غیر شادی شدہ ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"ہونہہ۔ پھر تو تم میری مدد کر سکتی ہو"...... بزرگ نے ایک مرتبہ پھر جولیا کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کی مدد کر سکتی ہوں۔ مگر کیسے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اپنی بوڑھی اور مغرور بیوی پر ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ اس نے مجھ جیسے ہیرے کو چھوڑ کر کتنی سنگین غلطی کی ہے۔ مجھ سے شادی کرنے کے لئے تو ملکی و غیر ملکی جوان جہاں لڑکیاں ترستی ہیں"۔ بزرگ نے کہا تو صفدر کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی جبکہ جولیا نے منہ بنا لیا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ میں آپ کی بیوی سے جا کر کہوں کہ میں آپ سے شادی کرنے کے لئے تیار ہوں"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ اس سے جا کر کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ جب شادی ہو جائے گی تو اسے خودبخود پتہ چل جائے گا"...... بزرگ نے کہا تو جولیا کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا لیکن چونکہ اس کے سامنے ایک بزرگ تھا اس لئے اس نے اپنے غصے کو قابو میں رکھا۔ بزرگ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو جولیا اسے گولی مار دیتی۔

"مس جولیا۔ میں تنویر کو بلاتا ہوں۔ وہ آ کر بزرگ سے آپ کی شادی کے معاملات طے کرے گا"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر فون کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ بزرگ آدمی ہیں اور تنویر ان سے بدتمیزی سے پیش آئے گا"...... جولیا نے کہا۔

"یہ تنویر صاحب کون ہیں۔ کیا تمہارے بھائی ہیں"...... بزرگ نے جولیا سے پوچھا۔

"اگر آپ نے تنویر کے سامنے اسے جولیا کا بھائی کہہ دیا تو اس نے آپ کی بزرگی کا بھی لحاظ نہیں کرنا"...... صفدر نے اونچی آواز میں کہا۔

"اچھا۔ وہ کوئی بدمعاش ہے۔ لیکن میری بات بھی غور سے سن لو۔ میں بھی کسی سے کم نہیں ہوں"...... بزرگ نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے بازو کی مچھلیاں بھی دکھائیں۔

"اچھا۔ تو یہ بات ہے"...... صفدر نے معنی خیز انداز میں کہا اور بزرگ کو غور سے دیکھنے لگا۔

"کون سی بات۔ کیا سمجھ رہے ہو تم۔ دیکھو تم مجھے ایسا ویسا بوڑھا نہ سمجھ لینا۔ میں بہت خطرناک ہوں۔ ہاں"...... بزرگ نے اس مرتبہ تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اسے کھانسی کا دورہ پڑ گیا۔

"اب آپ کے کان کے پردوں کی بیماری کا کیا ہوا۔ اب آپ کرخت باتیں کیسے سن رہے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"یہ میری سماعت کا مرض ہے۔ وہ جب چاہے کسی کی بات سنے جب چاہے نہ سنے"...... بزرگ نے کہا۔

"چلیئے۔ اب آپ اپنی کینچلی بدل لیئے اور اپنی اصل جون میں آ جایئے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ بزرگ کے میک اپ میں عمران ہے جبکہ اس کی بات سن کر جولیا نے حیرت سے دونوں کو دیکھا۔

"کک۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ عمران ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس کا ہاتھ اپنے سینڈل کی طرف بڑھا اور اگلے ہی لمحے بزرگ جو کہ عمران ہی تھا بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور جولیا کی سینڈل صوفے سے جا ٹکرائی۔ دوسرے لمحے عمران دوسرے صوفے پر بیٹھا ہوا نظر آیا تو جولیا نے دوسرے پاؤں سے بھی سینڈل اتار کر اس کی طرف پھینکا۔ اب عمران کے صرف ہاتھ حرکت میں آئے اور اس نے سینڈل کیچ کر لیا۔

"واہ۔ سینڈل خوبصورت تو ہے لیکن پائیدار نہیں۔ ایسے فینسی

سینڈل صرف دو چار دن چلتے ہیں"...... عمران نے سینڈل کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ مس جولیا کو بہت ہی تنگ کرتے ہیں"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فراغت کے دن ہیں۔ میں تو ایکسٹو کے حکم پر جولیا کی بوریت دور کرنے آیا ہوں۔ الٹا تم مجھ سے ناراض ہو رہے ہو"۔ عمران نے مسکین سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

"آپ ایکسٹو کے حکم پر آئے ہیں"...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ جولیا بھی عمران کی بات پر حیران ہوئی تھی۔

"ہاں۔ اسی نے مجھے حکم دیا ہے کہ بہت دنوں سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران فارغ ہیں اور بور ہو رہے ہیں لہٰذا میں ان کی بوریت دور کروں تو اس کام کا بھی مجھے چیک ملے گا۔ اب مجھے تو چیک سے غرض ہے۔ وہ سیکرٹ مشن کے بعد ملے یا جوکر بن کر ملے۔ میں نے تو بھائی اپنا پیٹ پالنا ہے"...... عمران نے نہایت ہی سنجیدہ لہجے میں کہا تو صفدر اور جولیا نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"نہیں۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تم چیف کے حکم پر نہیں آئے"...... جولیا نے کہا۔

"فون کی سہولت موجود ہے۔ تم فون کر کے اپنے چیف سے پوچھ لو"...... عمران نے جلدی سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی پوچھ لیتی ہوں"...... جولیا نے کہا اور پھر اٹھ کر فون کی طرف بڑھ گئی۔

"رہنے دیں مس جولیا۔ چیف نے اس بات پر ڈانٹ دینا ہے"...... صفدر نے کہا تو جولیا رک گئی۔

"ہاں واقعی۔ یہ تو فضول سی بات ہے اور چیف فضول باتوں کو برداشت ہی نہیں کرتا"...... جولیا نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ اٹھیں اور واش روم میں جائیں۔ یہ میک اپ صاف کریں اور مس جولیا آپ کچن میں جا کر کافی بنائیں۔ میں آج آپ کے ہاتھ کی بنی ہوئی کافی پینے آیا تھا اور اتنی دیر عمران صاحب کے ڈرامے میں لگ گئی"...... صفدر نے پہلے عمران اور پھر جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ بہت ہی سپیشل میک اپ ہے۔ یہ بھلا پانی سے کہاں صاف ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"آپ باتیں نہ بنائیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم سب کے پاس ہر قسم کا میک اپ صاف کرنے کے کیمیکل موجود ہوتے ہیں"۔ صفدر نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کر واش روم کی طرف بڑھ گیا جبکہ جولیا کافی بنانے کے لئے کچن میں چلی گئی۔

کئی دنوں کے بعد آج عمران فلیٹ سے باہر گیا تھا۔ جتنے دن عمران فلیٹ میں رہا تھا سلیمان کی جان عذاب میں پھنسی رہی تھی۔ ہر آدھ گھنٹے کے بعد اسے عمران کے لئے چائے بنانی پڑتی تھی۔ سلیمان کے لاکھ انکار کرنے کے باوجود عمران کی چائے کی فرمائش برقرار رہتی تھی۔ سلیمان کے انکار پر عمران اس سے یہی کہتا تھا کہ وہ لکھنے پڑھنے کا کام کر رہا ہے جس سے دماغ تھک جاتا ہے اور چائے دماغ کو تازہ رکھتی ہے۔ سلیمان کو اس کے لئے چائے بنانی ہی پڑتی تھی۔ سلیمان لاکھ عمران سے کہتا کہ چائے معدے کو تباہ کرتی ہے، صحت کے لئے مضر ہے لیکن عمران اس کی ایک نہ سنتا تھا۔

آج اس کا لکھائی پڑھائی کا کام ختم ہوا تھا اور وہ گھومنے پھرنے کے لئے باہر گیا تھا اس لئے سلیمان آج بہت خوش تھا اور چونکہ

عمران سے مغز ماری کر کے اس کا اپنا دماغ بھی تھک چکا تھا اس لئے اب وہ باداموں کا حلوہ تیار کر رہا تھا جس میں خالص دیسی گھی اور مقوی دماغ اجزاء شامل ہوتے تھے۔ سلیمان حلوہ تیار کرنے کے ساتھ ساتھ گنگنا بھی رہا تھا۔ پھر جیسے ہی حلوہ تیار ہوا ڈور بیل بج اٹھی۔ ڈور بیل کی آواز سن کر سلیمان کا خوشگوار موڈ یکدم خراب ہو گیا۔

''سکون سے حلوہ بھی نہیں کھانے دیتے۔ نجانے کہاں سے ندیدے لوگ آ جاتے ہیں''...... سلیمان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے دوبارہ ڈور بیل کی آواز سنائی دی تو سلیمان نے سر کو جھٹکا دیا اور حلوے کی خوشبو سونگھنے لگا۔

''پورے فلیٹ میں حلوے کی خوشبو پھیل گئی ہے۔ آنے والا تو لازماً حلوہ مانگ لے گا''...... سلیمان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن اسی وقت پھر ڈور بیل کی آواز سنائی دی۔ اس بار لگتا تھا کہ آنے والا بٹن پر انگلی رکھ کر ہٹانا بھول گیا ہے۔ سلیمان کو شدید غصہ آیا اور وہ غصے کی حالت میں اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔

''ڈور بیل بجانے کے بھی کچھ آداب ہوتے''...... سلیمان نے دروازہ کھولتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا لیکن پھر اس کا جملہ ادھورا ہی رہ گیا۔ دروازے پر سحر انگیز شخصیت موجود تھی۔ چاندنی میں ڈھلا ہوا چہرہ، لمبے لمبے سیاہ بال، بڑی بڑی آنکھوں میں ہیرے کی سی چمک اور سفید لباس۔ وہ بالکل جنت کی حور دکھائی دے رہی تھی۔

اس کے ہونٹوں پر بہت ہی دلآویز مسکراہٹ تھی اور سلیمان بت بنا اسے دیکھ رہا تھا۔

''اب راستہ دو گے یا میں تمہیں دھکیلتی ہوئی اندر داخل ہو جاؤں''...... اس لڑکی کی شیریں آواز سنائی دی تو سلیمان لاشعوری طور پر ایک طرف ہٹ گیا اور لڑکی مسکراتی ہوئی اس کے قریب سے گزر کر ڈرائینگ روم کی طرف بڑھی۔ سلیمان کو ایسے محسوس ہوا جیسے بادِ نسیم کا جھونکا اسے چھو کر گزرا ہو۔ وہ لڑکی کے پیچھے پیچھے ڈرائینگ روم میں آ گیا۔ لڑکی ڈرائینگ روم میں آ کر اس طرح صوفے پر بیٹھ گئی جیسے وہ اکثر یہاں آتی رہتی ہو۔ سلیمان اس کے سامنے سحر زدہ سا کھڑا ہو گیا۔

''تمہارا نام سلیمان ہے نا''...... اس لڑکی نے اپنی شیریں آواز میں سلیمان سے پوچھا تو اس نے سر ہلا دیا۔

''میرا نام رازش ہے اور میں بہت دور سے آئی ہوں''...... لڑکی نے سلیمان کو اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

''رازش۔ بہت ہی عجیب نام ہے لیکن ہے خوبصورت''۔ سلیمان نے لڑکی کا نام دوہراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ تمہارے لئے عجیب نام ہی ہے کیونکہ یہ نام اس علاقے میں عام نہیں ہے۔ میں جس علاقے سے آئی ہوں وہاں یہ نام عجیب نہیں ہے''...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم کس علاقے سے آئی ہو''...... سلیمان نے رازش سے

پوچھا۔ وہ ابھی تک اس کے سامنے کھڑا تھا۔

''کوہ ہمالیہ کی ترائی میں ایک چھوٹی سی ریاست ہے۔ میں اس ریاست سے آئی ہوں''...... رازش نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر سلیمان بے اختیار چونک پڑا کیونکہ کوہ ہمالیہ کی ترائی میں تو عمران نے ایک فرضی ریاست ڈھمپ بنائی ہوئی تھی اور وہ خود کو اس ریاست کا پرنس کہتا تھا۔

''کوہ ہمالیہ کی ترائی میں ایک ریاست۔ کیا نام ہے تمہاری اس ریاست کا''......سلیمان نے پوچھا۔

''میری ریاست کا نام ڈھمپ ہے اور میں وہاں کی پرنسز ہوں''...... رازش نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ ریاست ڈھمپ کے نام سے میرے صاحب دنیا کو بے وقوف بناتے ہیں اور تم مجھے بے وقوف بنانے آئی ہو''۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو رازش کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔

''کہتے ہیں کہ بنے بنائے کو بے وقوف نہیں بنایا جا سکتا ہے''۔ رازش نے کہا تو سلیمان کا چہرہ مزید بگڑ گیا۔

''کیا میں تمہیں بے وقوف نظر آ رہا ہوں''...... سلیمان نے ناراض لہجے میں کہا تو رازش کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''اچھا چھوڑو ان باتوں کو۔ تمہارے فلیٹ سے بہت اچھی خوشبو آ رہی ہے۔ کیا تم نے باداموں کا حلوہ بنایا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ تم بہت ہی اچھے کھانے بناتے ہو''...... رازش نے کہا تو سلیمان

اپنی تعریف سن کر خوش ہوگیا۔

''ہاں۔ تم نے ٹھیک سنا ہے۔ میں تمہارے لئے حلوہ لاتا ہوں''۔ سلیمان نے کہا۔

''رہنے دو۔ میں میٹھا نہیں کھا سکتی''...... رازش نے کہا تو سلیمان کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے۔

''تم میٹھا نہیں کھا سکتیں۔ مگر کیوں''...... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس لئے کہ مجھے شوگر ہے''...... رازش نے کہا تو سلیمان یکدم اداس ہوگیا۔

''اوہ۔ تم تو پریوں سے بھی بڑھ کر حسین ہو۔ بالکل جنت کی حوروں جیسی۔ تمہیں یہ بیماری کیونکر ہوگئی''...... سلیمان نے اداس سے لہجے میں کہا۔

''تم جیسے لوگوں کی وجہ سے ہوئی ہے''...... رازش نے کہا تو سلیمان بے اختیار چونک پڑا۔

''مجھ جیسے لوگوں کی وجہ سے۔ کیا مطلب ہے تمہارا''۔ سلیمان نے پوچھا۔

''لوگ مجھے دیکھتے ہی میٹھی میٹھی باتیں شروع کر دیتے ہیں۔ جیسے تم نے کہا کہ میں پریوں سے بڑھ کر حسین ہوں۔ جنت کی حوروں جیسی ہوں۔ اب تمہیں معلوم ہی نہیں کہ تمہاری اس بات میں کتنی مٹھاس ہے۔ سو اس قسم کی میٹھی باتوں نے مجھے شوگر کی

مریضہ بنا دیا ہے“...... رازش نے ایک مرتبہ پھر مسکراتے ہوئے کہا تو سلیمان نے اطمینان کا گہرا سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ رازش اس سے مذاق کر رہی ہے۔

”تمہاری بیماری کا سن کر مجھے واقعی دکھ ہوا تھا۔ بہرحال میں ابھی تمہارے لئے حلوہ لاتا ہوں“...... سلیمان نے کہا اور وہ ایک مرتبہ پھر کچن کی طرف مڑا۔

”سلیمان۔ میں نے کہا نا کہ مجھے حلوہ نہیں کھانا“...... رازش نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو سلیمان رک گیا۔

”اچھا۔تم حلوہ نہیں کھاتیں تو پھر میں تمہارے لئے شامی کباب لے کر آتا ہوں“...... سلیمان نے ایک مرتبہ پھر کچن کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ مجھے شامی کباب بھی نہیں کھانے“...... رازش نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”چائے بنا لاؤں۔ کافی لے آؤں یا کولڈ ڈرنکس۔ کچھ تو کھا پی لو“......سلیمان نے کہا۔

”نہیں۔ مجھے کچھ نہیں کھانا پینا۔ بس تم میرے سامنے بیٹھ جاؤ“...... رازش نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں تمہارے سامنے بیٹھ جاتا ہوں۔ پھر تم مجھے وہ گانا سناؤ گی“......سلیمان نے کہا۔

”کون سا گانا“...... رازش نے سلیمان کی طرف دیکھتے ہوئے

کہا۔

”وہ میرے سامنے تصویر بنے بیٹھے ہیں“...... سلیمان نے باقاعدہ گنگناتے ہوئے کہا۔

”لیکن میں نے تو یہ گانا نہیں سنا ہوا“...... رازش نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ پھر یہ گانا تو سنا ہو گا۔ تنوں سامنے بٹھا کے شرماں“۔ سلیمان نے ایک بار پھر گنگناتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں نے یہ گانا بھی نہیں سنا بلکہ میں نے تمہارے علاقے کا کوئی بھی گانا نہیں سنا ہوا“...... رازش نے کہا۔

”اچھا۔ میرے علاقے کا گانا نہ سہی تم اپنے علاقے کا گانا سنا دو“......سلیمان نے کہا۔

”میرے علاقے کی زبان تمہیں سمجھ نہیں آئے گی اس لئے وہ بھی بے کار ہے“...... رازش نے کہا۔

”دراصل تم گانا سنانا ہی نہیں چاہتیں“..... سلیمان نے مایوس سے لہجے میں کہا۔

”یونہی سمجھ لو۔ بس میں چاہتی ہوں کہ تم میرے سامنے بیٹھ جاؤ“...... رازش نے کہا۔

”لو بیٹھ گیا میں تمہارے سامنے“...... سلیمان نے اس کے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”صوفے پر بیٹھے ہوئے تم کتنے اچھے لگ رہے ہو“..... رازش

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"رازش۔ تم مجھے بہت ہی عجیب اور پراسرار قسم کی لڑکی لگ رہی ہو۔ بتاؤ تم کون ہو اور یہاں کیوں آئی ہو"...... سلیمان نے نہایت ہی سنجیدہ لہجے میں کہا تو وہ ہنسنے لگی۔

"تمہیں مجھ سے خوف محسوس ہو رہا ہے کیا"...... رازش نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سچی بات تو یہ ہے کہ واقعی مجھے اب تم سے خوف محسوس ہو رہا ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"صرف خوف ہی محسوس ہو رہا ہے یا کوئی اور بات بھی محسوس کر رہے ہو"...... رازش نے شوخ لہجے میں کہا۔

"کچھ خنکی سی بھی محسوس ہو رہی ہے"...... سلیمان نے کہا۔ اسے واقعی سردی سی محسوس ہو رہی تھی۔

"سردی تو مجھے بھی محسوس ہو رہی ہے۔ البتہ خوف محسوس نہیں ہو رہا۔ اس کا مطلب ہے کہ تم مرد ہو کر بھی بزدل ہو اور میں لڑکی ہونے کے باوجود بھی نڈر اور بہادر ہوں"...... رازش نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ چھوڑو ان باتوں کو اور میرے سوال کا جواب دو"۔ سلیمان نے رازش کے طنز کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا لیکن وہ حقیقتاً اس سے مرعوب ہو چکا تھا۔

"کیسا سوال"...... رازش نے ایک مرتبہ پھر شوخ لہجے میں کہا۔

"یہی کہ تم کون ہو اور یہاں کیوں آئی ہو"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ میں پرنسز آف رھمپ ہوں"۔ رازش نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی سلیمان نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ اس کی آنکھیں بہت ہی حسین تھیں لیکن اس وقت نجانے اس کی آنکھوں میں کیا بات تھی کہ سلیمان کے جسم میں سرد لہر سی دوڑ گئی۔

"میرے سوال کا دوسرا حصہ تو رہ گیا کہ یہاں کیوں آئی ہو"۔ سلیمان نے نظریں جھکائے ہوئے کہا۔

"میں تم سے شادی کرنے آئی ہوں"...... رازش نے کہا تو سلیمان حیرت سے اچھل پڑا۔

"تم مجھ سے شادی کرنے آئی ہو"...... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تم حیران کیوں ہو رہے ہو۔ کیا تم مجھ سے شادی نہیں کر سکتے"...... رازش نے کہا۔

"شادی تو میں کر سکتا ہوں لیکن تم سے نہیں"...... سلیمان نے جواب دیا۔

"تم مجھ سے شادی کیوں نہیں کر سکتے۔ میں خوبصورت نہیں ہوں۔ نوجوان نہیں ہوں یا مجھ میں تمہیں کوئی خرابی نظر آ رہی ہے"...... رازش نے ناراض سے لہجے میں کہا۔

"تم حسن کا شاہکار ہو لیکن میرا دل تمہاری طرف سے خوفزدہ ہے اس لئے میں تم سے کبھی شادی نہیں کر سکتا"...... سلیمان نے کہا تو رازش کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ہوتا تو ایسے ہی ہے نا۔ شوہر بیوی سے ڈرتے ہیں"۔ رازش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سچ سچ بتاؤ کہ تم کون ہو۔ میرا دل بہت گھبرا رہا ہے"۔ سلیمان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا میں تمہیں چڑیل لگ رہی ہوں جو تم مجھ سے گھبرا رہے ہو"...... رازش نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ ابھی سلیمان نے رازش کے سوال کا جواب نہیں دیا تھا کہ ڈور بیل کی آواز سنائی دی۔

"صاحب آ گئے ہیں۔ میں دروازہ کھولتا ہوں"...... سلیمان نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازے پر واقعی عمران تھا۔ عمران نے سلیمان کا چہرہ دیکھا تو وہ چونک پڑا۔

"خیریت تو ہے سلیمان۔ تم کچھ پریشان لگ رہے ہو"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں سلیمان سے پوچھا۔

"صاحب۔ ڈرائینگ روم میں ایک لڑکی بیٹھی ہے اور مجھے اس سے خوف محسوس ہو رہا ہے"...... سلیمان نے دھیمے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو عمران کی حیرت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ سلیمان تو کسی سے بھی خوفزدہ ہونے والا نہیں تھا اور وہ ایک لڑکی سے خوف

محسوس کر رہا تھا۔

"کیا لڑکی اتنی ہی خوفناک شکل والی ہے"...... عمران نے دل میں سوچا اور ڈرائینگ روم کی طرف بڑھا جبکہ سلیمان کچن میں چلا گیا تا کہ عمران اور رازش کے لئے چائے بنا سکے۔

عمران ڈرائینگ روم میں داخل ہوا تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ ڈرائینگ روم میں ایک خوبصورت لڑکی موجود تھی۔ اس لڑکی کا حسن دیکھ کر تو خوفزدہ لوگ بھی پرسکون ہو سکتے تھے جبکہ سلیمان اسے دیکھ کر خوف محسوس کر رہا تھا۔ یقیناً سلیمان نے اسے فول بنانے کی کوشش کی تھی۔

"السلام علیکم"...... عمران نے ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ کا نام علی عمران ہے اور میں رازش ہوں"...... لڑکی نے عمران کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"...... عمران نے کہا اور پھر اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"آپ کا نام بہت عجیب سا ہے"...... عمران نے کہا کیونکہ اس نے یہ نام پہلی بار سنا تھا۔

"شکر ہے آپ کو صرف میرا نام عجیب لگا ہے۔ آپ کے باورچی کو تو میں مکمل ہی عجیب لگی ہوں"...... رازش نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی وقت سلیمان چائے کے برتن لے کر آ گیا۔ اس

نے برتن میز پر رکھے اور ڈرائینگ روم سے باہر چلا گیا۔ عمران نے چائے بنانے کے لئے ہاتھ میز کی طرف بڑھایا۔

"چائے آپ صرف اپنے لئے بنائیں گے"...... رازش نے کہا تو عمران نے ہاتھ پیچھے کر لیا۔

"اگر آپ چائے نہیں پئیں گی تو میں بھی نہیں پیوں گا"۔ عمران نے کہا۔

"میں تو چائے بالکل نہیں پیتی۔ لیکن آپ تو شوق سے پیتے ہیں"...... رازش نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"چائے میں بعد میں پی لوں گا۔ پہلے آپ سے باتیں ہو جائیں"۔ عمران نے کہا۔

"جی۔ میں بھی آپ سے باتیں کرنی آئی ہوں۔ آپ کے آنے میں چونکہ کچھ دیر تھی اس لئے میں آپ کے باورچی سے باتیں کرنے لگی لیکن آپ کا باورچی جو دوسروں کو بولنے کا موقع ہی نہیں دیتا میرے سامنے خاموش ہو گیا تھا"...... رازش نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے غور سے اس کی طرف دیکھا۔

"وہ ایسے ہی خاموش رہنے والا نہیں ہے۔ اس نے لازماً کوئی بات محسوس کی ہو گی"...... عمران نے کہا۔ رازش کو غور سے دیکھنے کے بعد عمران کو بھی عجیب سی بے چینی کا احساس ہوا تھا۔

"میں آپ دونوں کی حسیات کی داد دیتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی خوبیاں اور صلاحیتیں عطا کی ہیں۔ آپ کے اندر

اس کائنات کے بہت سے رنگ موجود ہیں اور آپ کے کچھ رنگوں کا اثر شاید آپ کے باورچی پر بھی ہو گیا ہے"...... رازش نے سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں تو ایک عاجز اور گنہگار بندہ ہوں۔ مجھ میں کیا خوبیاں اور صلاحیتیں ہو سکتی ہیں"...... عمران نے انکسارانہ لہجے میں کہا تو رازش کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"عمران صاحب۔ میں آپ کو بہت اچھی طرح جانتی ہوں"۔ رازش نے کہا اور خاموش ہو گئی۔

"آپ نے میرے نام پر حیرت کا اظہار کیا تھا"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد رازش نے کہا۔

"ہاں۔ آپ کا نام عجیب سا ہے۔ میں نے پہلے کبھی نہیں سنا"...... عمران نے کہا۔

"ہزاروں سال پہلے یہ نام عام ہوا کرتا تھا۔ اب تو متروک ہو چکا ہے"...... رازش نے کہا۔

"آپ کے والدین نے آپ کا نام ہزاروں سال پرانا کیوں رکھ دیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیونکہ ان کے لئے یہ نام متروک نہیں تھا۔ انہوں نے اپنے زمانے کے حساب سے ہی میرا نام رکھا ہے"...... رازش نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"کیا مطلب۔ میں تمہاری بات نہیں سمجھا"...... عمران نے

حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''آپ سمجھ نہیں سکے یا جان بوجھ کر انجان بن رہے ہیں''۔ رازش نے کہا۔

''آپ سچ بتائیں کہ آپ کون ہیں اور کس مقصد کے تحت یہاں آئی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تو سنیں عمران صاحب۔ میں ایک روح ہوں''...... رازش نے اتنا کہا اور خاموش ہوگئی۔ اس کی بات سن کر عمران بری طرح چونکا اور اس نے غور سے رازش کی طرف دیکھا۔ اسے پہلی بار احساس ہوا کہ رازش کے قریب بیٹھنے سے اسے خنکی محسوس ہو رہی ہے۔

''یہ کیونکر ممکن ہے۔ جسم سے جدا ہونے کے بعد روح اپنے جہاں میں چلی جاتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ روحوں کی دو وادیاں ہیں۔ ایک وادی کا نام مقام علیین ہے جس کا مطلب ہے بلند مقام جہاں نیک روحیں جاتی ہیں اور دوسری وادی کا نام مقام سجین یعنی نیچی جگہ، پست جگہ۔ یہاں بدروحیں جاتی ہیں۔ مجھے بھی مقام علیین پر جانا چاہئے تھا لیکن میں نہیں جا سکی''...... رازش نے اداس لہجے میں کہا۔

''تمہاری پہلی باتیں تو ٹھیک ہیں لیکن آخری بات میں نہیں مانتا۔ اگر تم روح ہو تو تمہیں ان دونوں مقاموں میں سے کسی ایک مقام پر ہونا چاہئے تھا۔ جسم کے بعد روح کا ناطہ اس دنیا سے ختم ہو جاتا ہے۔ اسے اپنی دنیا میں جانا ہوتا ہے۔ ہر حال میں''...... عمران

نے کہا۔

''انسان کے مرنے کے بعد اس کا جسم بھی تو فنا ہو جاتا ہے''۔ رازش نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بھی درست ہے۔ انسان کے مرنے کے بعد اس کا جسم فنا ہو جاتا ہے''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''مصر کے فرعون آج سے ہزاروں سال پہلے مر گئے تھے لیکن ان کے جسم آج بھی مصر میں موجود ہیں''...... رازش نے کہا۔

''ہاں۔ اس قوم نے ایسا علم حاصل کر لیا تھا اور ایسے کیمیکل بنا لئے تھے کہ انہوں نے لاشوں کو محفوظ کر لیا۔ اب یہ لاشیں ہزاروں سال تک ویسی ہی رہیں گی''...... عمران نے کہا۔

''علم اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا عطیہ ہے۔ آل فرعون نے لاشوں کو محفوظ کرنے کا علم حاصل کر لیا اور اگر کسی ایک انسان کو کہیں سے ایسا علم میسر آ گیا ہو کہ وہ کسی انسان کی روح کو اس کے اصل مقام کی طرف نہ جانے دے تو آپ اس بارے میں کیا کہیں گے''...... رازش نے کہا۔

''میری عقل تو اس بات کو تسلیم نہیں کرتی''...... چند لمحے سوچنے کے بعد عمران نے کہا۔

''میں آپ کو آپ کے زمانے سے باہر نہیں لے جاتی۔ تھوڑا عرصہ پہلے کی بات کرتی ہوں۔ ایک جاسوسی ناول نگار ہوا کرتے

تھے۔ انہوں نے اپنے ایک ناول میں انسان کو چاند پر پہنچا دیا۔ ابھی انسان نے چاند کو تسخیر نہیں کیا تھا۔ ان کی اس بات پر ان کے خلاف پرچہ ہو گیا اور کفر کا فتویٰ لگ گیا۔ ان کے اس ناول کے چند سال بعد ہی انسان نے واقعی چاند کو تسخیر کر لیا۔ کس چیز کی بدولت، علم کی بدولت۔ اس مصنف کے خلاف پرچہ کاٹنے والوں اور ان پر کفر کا فتویٰ لگانے والوں کی عقل نے بھی اس وقت اس کی اس بات کو تسلیم نہیں کیا تھا جس طرح اب آپ میری بات کو تسلیم نہیں کر رہے''...... رازش نے دلیل دیتے ہوئے کہا تو عمران لاجواب ہو گیا۔

''میں اگر آپ کی بات قصے کہانی کے طور پر مان لوں تو اب آپ آگے کہیں کہ آپ مجھ سے کیا چاہتی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''قصے کہانی کے طور پر سہی۔ آپ نے مانا تو''...... رازش نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران نے اس کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ رازش کے بولنے کا انتظار کرنے لگا۔

''آج سے اڑھائی ہزار سال پہلے کی بات ہے۔ میں اپنے والدین کے ساتھ رہتی تھی''...... رازش نے کہا۔

''میرے والدین نیک اور عبادت گزار تھے۔ علاقے میں انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ میں اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھی۔ میرے جوان ہونے سے قبل ہی میرے حسن کا چرچا دور دور تک پھیل گیا اور جب میں جوان ہوئی تو ہزاروں لاکھوں مرد مجھ

سے شادی کرنے کے لئے بیتاب ہو گئے''...... رازش نے اتنا کہا اور خاموش ہو گئی۔ عمران اب بھی اسے خاموشی سے دیکھتا رہا۔

''ہمارے علاقے میں شاتام نامی ساحر رہتا تھا۔ یہ ساحر شیطان کا پجاری تھا۔ شیطان نے اسے بہت سے کالے علوم اور طاقتیں دی ہوئی تھیں۔ یہ ان کالے علوم اور طاقتوں کے بل بوتے پر نیک لوگوں کو راہ حق سے بھٹکانے کی کوشش بھی کرتا رہتا تھا۔ اس نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا۔ یہ شاتام حسن پرست بھی تھا۔ اس نے بہت سی معصوم لڑکیوں کو خراب کیا۔ پھر اس کے کانوں میں میرے حسن کے چرچے پہنچے اور یہ ہمارے گھر آ گیا۔ اس نے میرے والدین اور مجھے دولت کا لالچ دیا اور اپنے جادو اور طاقتوں سے ڈرانے کی کوشش کی لیکن میں اور میرے والدین اس سے ذرا بھی مرعوب نہ ہوئے۔ اس شاتام کو شادی سے نفرت تھی۔ وہ بغیر شادی کے عورتوں کو اپنے پاس رکھتا تھا اور پھر کچھ عرصے بعد انہیں چھوڑ دیتا تھا۔ آپ میری بات سن رہے ہیں نا''...... رازش نے اپنی کہانی سناتے سناتے اچانک رک کر عمران سے پوچھا جو اس کی باتیں غور سے سن رہا تھا۔

''جی ہاں۔ میں آپ کی باتیں سن رہا ہوں۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں''...... عمران نے کہا۔

''جب ہم کسی بھی طرح اس کے دباؤ میں نہ آئے تو اس نے زبردستی مجھ سے زیادتی کرنے کی کوشش کی لیکن ہمارے گھر کے

قریب ایک بزرگ رہتے تھے جو اللہ کے برگزیدہ بندے تھے۔ انہوں نے ہماری مدد کی اور شاتام کو ایک تابوت میں بند کر دیا کیونکہ شاتام نے اپنی روح شیطان کے پاس گروی رکھی ہوئی تھی اور شیطان نے اڑھائی ہزار سال تک اس کی روح کو اپنے پاس رکھنا تھا جس کی وجہ سے شاتام کو اڑھائی ہزار سال تک موت نہیں آ سکتی تھی اس لئے بزرگ نے بھی اسے اڑھائی ہزار سال کے لئے تابوت میں بند کر دیا۔ اب وہ اڑھائی ہزار سال پورے ہونے والے ہیں۔ اڑھائی ہزار سال پورے ہونے پر اسے تابوت سے رہائی مل جائے گی اور وہ شیطان زندہ انسانوں کی طرح اس دنیا میں زندگی گزارے گا''...... رازش نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر خاموش ہوگئی۔

''اڑھائی ہزار سال پورے ہونے پر تو اسے موت آ جانی چاہئے۔ وہ زندہ انسانوں کی طرح کیسے زندگی گزارے گا''۔ رازش کے خاموش ہونے پر عمران نے اس سے پوچھا۔

''میں جس زمانے میں رہتی تھی اس زمانے میں انسان کی اوسط عمر دو سو سال سے اوپر تھی۔ شاتام نے جس وقت اپنی روح شیطان کے پاس گروی رکھی اس وقت اس کی عمر تقریباً ایک سو سال تھی۔ یوں ابھی اس کی طبعی عمر کے سو سال باقی ہیں۔ تابوت سے رہائی پانے کے بعد وہ تقریباً سو سال تک زندہ رہ سکتا ہے''۔ رازش نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''یہ تو تھی شاتام کی بات۔ اب تم اپنی بات کرو''...... عمران نے اس مرتبہ بے تکلفی سے کہا۔

''شاتام کا ایک شاگرد ہوتا تھا شالام۔ جب شاتام تابوت میں بند ہوگیا تو شالام نے شیطان سے رابطہ کیا۔ اس نے بھی اپنی روح شیطان کے پاس گروی رکھی اور اس نے قسم کھائی کہ وہ اپنے استاد کی خواہش پوری کرے گا۔ اڑھائی ہزار سال سے پہلے وہ تابوت کھول تو نہیں سکتا تھا لیکن وہ تابوت کو اٹھا کر ایک محفوظ مقام پر لے گیا اور اس کے ساتھ ہی وہ موقع کی تلاش میں بھی رہا۔ اس نے شیطان سے کوئی خصوصی کالا علم بھی حاصل کر لیا تھا۔ پھر امر ربی سے اللہ کے اس برگزیدہ بندے کا انتقال ہوگیا۔ ہمارے سر پر جو چھت تھی ہم اس سے محروم ہو گئے۔ ان کے فوت ہوتے ہی شالام میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ اس کا استاد شاتام مجھے ضرور حاصل کرے گا چاہے اڑھائی ہزار سال بعد ہی کیوں نہ کرے۔ یہ کہہ کر اس نے میرے گرد ایک حصار کھینچا اور مجھے قتل کر دیا۔ اس طرح میری روح اس حصار کی وجہ سے اپنی وادی میں نہیں جا سکتی تھی۔ اب جب اس کا استاد تابوت سے رہائی پائے گا تو مجھے کسی معصوم اور خوبصورت لڑکی کے جسم میں داخل کرے گا۔ اس لڑکی کا سانس بند کر کے اسے ہلاک کرنے کے بعد۔ پھر وہ مجھے زیادتی کا نشانہ بنائے گا جو میرے لئے بہت ہی عبرت ناک اور اذیت ناک ہو گا۔ شاید میں قیامت تک سسکتی

رہوں، تڑپتی رہوں''...... رازش نے کہا اور خاموش ہو گئی۔ عمران نے دیکھا کہ اب رازش کے چہرے پر اداسی اور پریشانی کے تاثرات پھیل گئے تھے۔

''اس سلسلے میں، میں تمہارے کس کام آ سکتا ہوں''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

''آج سے ٹھیک دو ہفتوں کے بعد اس کے اڑھائی ہزار سال کی مدت پوری ہو رہی ہے۔ اگر یہ مدت پوری ہونے سے پہلے اس تابوت کو جلا دیا جائے تو اسے تابوت سے نکلنے کا موقع ہی نہیں ملے گا اور وہ اس تابوت میں ہی جل کر ہلاک ہو جائے گا''...... رازش نے کہا۔

''اس کے تابوت کو تو کوئی بھی جلا سکتا ہے۔ میرا جلانا ضروری تو نہیں ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''اس تابوت کو جلانے والے کے لئے چند شرائط ہیں۔ پہلی تو یہ کہ وہ بالکل عام انسان ہو۔ لالچ سے ہمیشہ دور رہا ہو۔ اس نے کبھی کسی کو دھوکا فریب نہ دیا ہو۔ کبھی کسی عورت کی عزت سے نہ کھیلا ہو۔ یہاں تک کہ اس نے کسی عورت پر ہوس کی نگاہ بھی نہ ڈالی ہو''...... رازش نے کہا۔

''یہ سب باتیں ایک عام انسان میں کیسے ہو سکتی ہیں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں پچھلے دو ماہ سے کسی ایسے انسان کی تلاش میں تھی۔ مجھے

یقین تھا کہ ایسا انسان مجھے ضرور ملے گا اور ایسے کئی انسان مجھے ملے۔ ابھی چند شرطیں اور بھی ہیں وہ بھی سن لو۔ اس انسان سے شیطان ناخوش ہو اور مجھے معلوم ہے کہ شیطان تم سے سخت نالاں ہے کیونکہ تم اسے کئی مرتبہ زک پہنچا چکے ہو۔ تمہارے سر پر اللہ کے برگزیدہ بندوں کی دعاؤں کا سایہ بھی ہے۔ تم اپنی والدہ کی دعاؤں کے حصار میں بھی رہتے ہو۔ پس تمہیں دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ میں جس انسان کی تلاش میں ہوں وہ تمہی ہو۔ اب تم نے میری مدد کرنی ہے۔ یقیناً اللہ تمہیں اس کا اجر دے گا''...... رازش نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو عمران سوچ میں ڈوب گیا۔ وہ تو ایک عام انسان تھا لیکن رازش اسے کیا سے کیا سمجھ بیٹھی تھی۔ وہ کچھ دیر تک سوچتا رہا اور رازش اسے غور سے دیکھتی رہی۔ پھر عمران اٹھا اور اس نے فون کا رسیور اٹھا کر رانا ہاؤس کے نمبر پریس کر دیئے۔

''یس۔ جوزف دی گریٹ سپیکنگ''...... دوسری بیل پر رسیور اٹھائے جانے کے بعد جوزف کی آواز سنائی دی۔

''جوزف۔ میں عمران بول رہا ہوں۔ تم فوراً فلیٹ پر آ جاؤ''۔ عمران نے کہا۔

''اوکے باس۔ میں ابھی آ رہا ہوں''...... جوزف نے کہا تو عمران نے رسیور رکھا اور واپس صوفے پر آ کر بیٹھ گیا۔ اب ان دونوں کے درمیان خاموشی طاری ہو گئی تھی۔ اسی خاموشی میں تقریباً دس منٹ گزر گئے اور پھر ڈور بیل کی آواز سنائی دی۔

"سلیمان۔ جا کر دروازہ کھولو"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سلیمان کے قدموں کی آواز سنائی دی اور پھر چند ہی لمحوں بعد ڈرائینگ روم میں جوزف کی شکل دکھائی دی۔ ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے ہی جوزف یکدم چونکا اور اس کا سیاہ چہرہ خوف سے مزید سیاہ پڑ گیا لیکن اگلے ہی لمحے اس کا چہرہ نارمل ہو گیا۔ عمران اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لے رہا تھا۔ چند سیکنڈ رکنے کے بعد جوزف آگے بڑھا اور پھر وہ عمران کے قریب پہنچ کر مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"جوزف۔ بیٹھ جاؤ"...... عمران نے کہا تو جوزف صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس نے کن انکھیوں سے رازش کی طرف دیکھا۔

"تم مس رازش کو دیکھ کر چونک کیوں گئے تھے"...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"باس۔ یہ انسان تو نہیں ہے۔ یہ تو روح ہے۔ لیکن اس کے اندر اندھیرا نہیں روشنی ہے۔ پہلے تو میں انہیں دیکھ کر ڈر گیا تھا لیکن ان کی روشنی محسوس کرتے ہی میں مطمئن ہو گیا"...... جوزف نے رازش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہارا یہ ساتھی بہت ہی پراسرار طاقتوں کا مالک ہے اور ایسے معاملات میں تم اس پر بہت اعتماد کرتے ہو۔ اس کی بات سن کر تو تمہیں یقین آ گیا ہو گا کہ میں روح ہوں"...... رازش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں نے اسے بلایا بھی اسی لئے ہے کہ میں مطمئن ہو سکوں"...... عمران نے کہا۔

"اب تمہیں میری باتوں پر یقین آ گیا"...... رازش نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ مجھے یقین ہے کہ نیک روحیں جھوٹ نہیں بولتیں"۔ عمران نے جواب دیا۔

"شکریہ عمران۔ میں چاہوں گی کہ تم جلد از جلد میرا کام کر دو۔ اگر دو ہفتے گزر گئے تو پھر اس شیطان پر قابو پانا بہت ہی مشکل ہو جائے گا کیونکہ شیطان کی بہت سی طاقتیں اس کی مدد کرنے کے لئے آ جائیں گی"...... رازش نے کہا۔

"شیطانی طاقتیں تو اب بھی میرے راستے کی دیوار بننے کی کوشش کریں گی"...... عمران نے کہا۔

"اب صرف شالام کی غلام طاقتیں ہوں گی۔ پھر شاتام کی غلام طاقتیں بھی ان کے ساتھ آن ملیں گی اور ان کی طاقت میں اضافہ ہو جائے گا"...... رازش نے کہا۔

"میں اللہ کے سوا کسی طاقت سے نہیں ڈرتا اور جب میں اللہ کی خوشنودی کے لئے کوئی کام کرتا ہوں تو پھر وہی اللہ ہے جو میری مدد کرتا ہے۔ راستے کی مشکلات اور مصائب تو آزمائش کے لئے ہوتے ہیں"...... عمران نے یقین بھرے لہجے میں کہا تو رازش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عمران۔ تم نے جو سفر کرنا ہے تمہارا یہ ساتھی بھی تو تمہارے ساتھ ہوگا"...... رازش نے عمران سے پوچھا۔

"ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بھی بہت سی خوبیاں عطا کی ہیں۔ ایسے معاملات میں یہ میرے ساتھ ہی ہوتا ہے"...... عمران نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جوزف۔ تم جاننا چاہو گے کہ رازش کون ہے اور میرے پاس کیوں آئی ہے"...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس۔ جوزف تمہارا غلام ہے۔ وہ اپنے آقا سے کوئی بات کیسے پوچھ سکتا ہے۔ آقا کی مرضی ہے وہ کچھ بتائے یا نہ بتائے"۔ جوزف نے عقیدت بھری نظروں سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا تو عمران نے اسے مختصر طور پر رازش کے بارے میں بتا دیا۔ عمران کی باتیں سننے کے بعد جوزف نے رازش کو بھی عقیدت بھری نظروں سے دیکھا۔ اسے اس مظلوم روح سے ہمدردی محسوس ہو رہی تھی۔

"اب یہ بتاؤ کہ شاتام کا تابوت کہاں ہے"...... جوزف کو رازش کے بارے میں بتانے کے بعد عمران نے رازش سے پوچھا۔

"کوہ ہمالیہ کے دامن میں ایک وادی ہے جس کا نام سرخاب ہے۔ یہ وادی سارا سال برف سے ڈھکی رہتی ہے۔ اس وادی میں ایک برفانی غار کے اندر شاتام کا تابوت موجود ہے اور شالام اس تابوت کی حفاظت کر رہا ہے"...... رازش نے عمران کو تابوت کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ یہ شیطان اس تابوت سے باہر ہی نہ نکل سکے۔ اگر اس کا انجام اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں لکھا ہے تو وہ میرے ہاتھوں انجام تک پہنچ جائے گا اور اگر اللہ کو کچھ اور منظور ہے تو پھر وہی ہو گا جو اسے منظور ہو گا۔ تم میرے لئے دعا کرو"...... عمران نے کہا۔

"میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ اس شیطان کا انجام تمہارے ہاتھوں ہی ہو گا"...... رازش نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

"اللہ کرے ایسا ہی ہو"...... عمران نے کہا۔

"یقیناً ایسا ہی ہو گا۔ میں اب چلتی ہوں۔ اس سفر میں اگر میں کہیں تمہاری مدد کرنے کے قابل ہوئی تو میں تمہاری مدد ضرور کروں گی"...... رازش نے کہا اور پھر وہ چند فٹ ہوا میں بلند ہوئی اور پھر ایسا لگا جیسے وہ پانی پر تیرتی ہوئی جا رہی ہو۔

"اللہ حافظ"...... عمران نے رازش کی طرف دیکھ کر کہا اور پھر چند لمحوں بعد رازش ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

"جوزف۔ تم رانا ہاؤس پہنچ کر تیاری کرو۔ مشن کے بارے میں تو تمہیں معلوم ہو چکا ہے"...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"او کے باس"...... جوزف نے کہا اور پھر وہ صوفے سے اٹھا۔ اس نے فوجی انداز میں عمران کو سلوٹ کیا اور پھر فلیٹ سے باہر چلا گیا۔

عمران کو کنٹرول روم میں داخل ہوتے دیکھ کر بلیک زیرو اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر رسمی سلام دعا کے بعد عمران اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ بلیک زیرو اس کے لئے چائے بنانے چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ چائے کے دو کپ لے کر آ گیا۔ ایک کپ اس نے عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا اور دوسرا اپنے سامنے رکھ لیا۔

''عمران صاحب۔ آج آپ نے بہت دنوں بعد دانش منزل کا چکر لگایا ہے''...... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''دانش منزل کی دانش اتنی بڑھ گئی ہے کہ اب مجھے یہاں اپنی ضرورت محسوس ہی نہیں ہوتی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کی یہاں ضرورت ہی محسوس نہ ہو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''دانش منزل کی دانش ہی بڑھی ہے نا۔ نہ وہ پہلے سے دن ہیں

نہ وہ پہلی سی راتیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں''...... بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہ دانش کا بڑھنا ہی ہے نا کہ نہ کسی مجرم کی آمد ہے اور نہ کسی سیکرٹ ایجنٹ کا آنا۔ نہ کسی فائل کی چوری اور نہ کسی سائنسی فارمولے کی چوری۔ نہ کسی مشین پسٹل کی وز وز اور نہ مشین گنوں کی گولیوں کی بوچھاڑ۔ نہ کسی کار کا تعاقب اور نہ لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے میک اپ''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

''دنیا بھر کے مجرموں اور سیکرٹ ایجنٹوں پر آپ کی دہشت ہی اتنی چھا گئی ہے کہ اب وہ پاکیشیا کا رخ کرنے سے ڈرتے ہیں''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اتنے عرصے تک کوئی مشن نہیں آئے گا تو پھر میرا چیک کیسے بنے گا اور مجھے چیک نہیں ملے گا تو میں یہ پاپی پیٹ کیسے پالوں گا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنسنے لگا۔

''کمال ہے۔ تم میری بات پر ہنس رہے ہو۔ کیا میں تمہیں لطیفے سنا رہا ہوں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کی ہنسی مزید تیز ہو گئی۔

''عمران صاحب۔ پھر چیک کے حصول کا کوئی طریقہ سوچیں''۔

بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں کسی سرکاری سیٹ پر تو نہیں بیٹھا ہوا کہ فرضی ٹور ظاہر کر کے ٹی اے ڈی اے کا چیک بنوا لوں"...... عمران نے بدستور منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو یکدم سنجیدہ ہو گیا۔

"جو لوگ ایسا کرتے ہیں کیا انہیں ذرا بھی احساس نہیں ہوتا کہ وہ ملک و قوم کو دھوکہ دینے کے ساتھ ساتھ اپنی عاقبت بھی خراب کر رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ عاقبت نااندیش لوگ ہیں کالے صفر بلکہ انہیں عاقبت کا یقین ہی نہیں۔ اگر ہمیں آخرت پر یقین ہو تو ہر طرح کی کرپشن ختم نہ ہو جائے"...... عمران نے بھی اس مرتبہ حقیقی سنجیدگی کے ساتھ کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"بہت دنوں سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران فارغ ہیں اور بوریت محسوس کر رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران جانیں اور ان کا چیف جانے۔ مجھے تو اللہ نے ایک مشن دے دیا ہے۔ حسن لرزیدہ، میں تو اس مشن پر روانہ ہو رہا ہوں"...... عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"حسن لرزیدہ۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اب میں تمہیں حسن کا مطلب سمجھاؤں یا لرزیدہ کا"۔ عمران نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

"ان دونوں کا مطلب تو مجھے آتا ہے۔ میں تو آپ کی بات نہیں سمجھ سکا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"جتنے مطلب میں نے تمہیں سمجھائے ہیں اتنے مطلب اگر میں یونیورسٹی میں جا کر سمجھاؤں تو مجھے پروفیسر کا خطاب مل جائے اور ساتھ ہی ہینڈسم تنخواہ بھی"...... عمران نے کہا۔

"ہم آپ کے جونیئرز ہیں عمران صاحب۔ ہمیں سمجھانا آپ کا فرض ہے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ تو تم بچے بن رہے ہو اور مجھے بزرگ بنا رہے ہو۔ مجھ بے چارے کو جس کی ابھی تک شادی بھی نہیں ہوئی"...... عمران نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

"آپ شادی کر لیں۔ بے چاری جولیا کو کب تک انتظار کرائیں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تم چاہتے ہو کہ میں جولیا سے شادی کر لوں۔ تمہیں پتہ ہے میں نے جس دن جولیا سے شادی کی اس دن تین جنازے اٹھیں گے"......عمران نے سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تنویر نے مجھے اور جولیا کو گولی مار کر خودکشی کر لینی ہے۔ سمجھے

کہ نہیں سمجھے“...... عمران نے کہا۔

”نہیں عمران صاحب۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ بے چارے تنویر پر خواہ مخواہ رقابت کا الزام لگا رہے ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”اچھا۔ تم کبھی تجربہ کر کے دیکھ لینا“...... عمران نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ نے بات کہاں سے کہاں پہنچا دی۔ اصل بات تو درمیان میں ہی رہ گئی“...... بلیک زیرو نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

”کون سی بات۔ حسن لرزیدہ والی“...... عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے سوالیہ لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ آپ کسی مشن پر روانہ ہونے کا کہہ رہے تھے“۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے رازش کی آمد اور اس کی تمام کہانی کے متعلق بتا دیا۔

”مجھے لگتا ہے کہ میں نے آپ سے ایک دلچسپ کہانی سنی ہے“...... عمران کے خاموش ہونے پر بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ بظاہر یہ دلچسپ کہانی ہے جس پر یقین نہیں کیا جا سکتا۔ یہ سائنس اور عقل سے ماورا ہے لیکن جہاں ہماری عقل اور سائنس جواب دے جاتی ہے وہاں سے نئے اسرار جنم لیتے ہیں۔ نئے جہانوں کی حدود شروع ہوتی ہے۔ ہم ایسی باتوں کو قصہ سمجھتے ہیں

لیکن ہوتی وہ حقیقت ہے۔ بس ہماری عقل سے ماورا ہوتی ہے“۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ہونہہ۔ تو اب آپ وادی سرخاب جا رہے ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ ایک مظلوم بہن نے مدد کے لئے پکارا ہے۔ اگر آج میں نے اس کی مدد نہ کی تو کل قیامت کے دن میں اپنے رب کو کیا جواب دوں گا“...... عمران نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”آپ اس مشن میں کسے اپنے ساتھ لے جائیں گے“۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

”تمہیں معلوم تو ہے کہ میں پرائیویٹ مشن پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو ساتھ نہیں لے جاتا“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یعنی آپ صرف جوزف، ٹائیگر اور جوانا کو ساتھ لے جائیں گے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”اس مشن میں ٹائیگر اور جوانا کا بھی کوئی کام نہیں ہے۔ البتہ جوزف اس مشن میں میرے کام آ سکتا ہے اس لئے ایسے ہر مشن پر جوزف میرے ساتھ ہوتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”آپ کی شہرت زمین سے نکل کر مریخ تک پہنچی اور اب روحوں تک پہنچ گئی ہے۔ وہ بھی آپ سے مدد لینے لگی ہیں۔ آئندہ

آپ کی یہ شہرت آپ کو نجانے کہاں کہاں لے جائے گی"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"یہ سب اس کے فیصلے ہیں کہ اس نے کس سے کیا کام لینا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے کرسی سے اٹھتے دیکھ کر بلیک زیرو بھی احتراماً اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ کنٹرول روم کے دروازے تک عمران کو چھوڑنے آیا۔ عمران نے خدا حافظ کہا اور پھر وہ اپنی سپورٹس کار تک پہنچا۔ کچھ دیر بعد اس کی سپورٹس کار رانا ہاؤس کی طرف جا رہی تھی۔ کار کی رفتار بہت ہی تیز تھی اور پھر ایک موڑ مڑتے ہی ایک انتہائی تیز رفتار ٹرک اس کی کار کے سامنے آ گیا۔ عمران نے لاشعوری طور پر بریک لگائے لیکن وہ کار کو روک نہ سکا۔ کار ٹرک سے جا ٹکرائی اور ایک زوردار دھماکہ ہوا جس کے بعد عمران کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

تا حد نظر برف ہی برف نظر آ رہی تھی۔ فلک بوس چوٹیاں بھی برف سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ اس وقت شدید برفانی ہوا چل رہی تھی۔ اس علاقے میں زندگی ممکن نہیں تھی لیکن اس کے باوجود شالام ایک پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے نہایت باریک لباس پہنا ہوا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے موسم کی شدت کا اس پر معمولی سا اثر بھی نہ ہو رہا ہو۔ اس کی نظریں پہاڑ سے نیچے ایک جگہ لگی ہوئی تھیں۔ جہاں اس کی نظریں لگی ہوئی تھیں پہاڑ کے اس دامن میں ایک غار تھا لیکن اس وقت غار کا دہانہ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ برف نے اس غار کو بھی چھپا لیا تھا۔ جون، جولائی کے مہینے میں جب برف کچھ پگھلتی تھی تو پھر غار کا منہ نظر آتا تھا ورنہ یہ غار برف کی وجہ سے بند ہی رہتا تھا۔

شالام کو اس وادی میں رہتے ہوئے اڑھائی ہزار سال ہونے

والے تھے۔ یہاں کسی بھی جاندار کی آمد نہیں ہوتی تھی۔ کبھی کبھار کوئی برفانی ریچھ یا برفانی چیتا نظر آ جاتا تھا اور جب برفانی ریچھ یا چیتا نظر آ جاتا تو شالام کی خوشی کی انتہا نہ رہتی۔ یہ دونوں جانور اس کی مرغوب غذا تھے۔ لہٰذا وہ انہیں پکڑ لیتا اور انہیں کھا جاتا تھا۔ خوراک اسے مہینے میں صرف ایک بار چاہئے تھی اور اس کی خوراک تھی ایک جیتا جاگتا انسان جس کا وہ پہلے خون پیتا تھا اور بعد میں گوشت کھاتا تھا۔ اس کے پاس کئی غلام طاقتیں تھیں لیکن مہینے میں ایک بار انسانی آبادی میں سے کسی انسان کو اٹھا کر لانے کی ذمہ داری زلاری کی تھی اور آج وہ مخصوص دن تھا جب زلاری نے کسی انسان کو اٹھا کر لانا تھا۔ شالام کو سخت بھوک محسوس ہو رہی تھی اور وہ بے چینی سے زلاری کا انتظار کر رہا تھا۔

پھر اچانک ہی وہاں اندھیرا چھا گیا اور شالام کو ہوا میں حدت محسوس ہوئی۔ چند لمحوں بعد اندھیرا چھٹا تو شالام کو زلاری دکھائی دی جو اس کے سامنے جھکی ہوئی تھی اور اس کے ساتھ ہی ایک پچیس چھبیس سال کا خوبصورت اور معصوم سی شکل کا نوجوان برف پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس نوجوان کو دیکھ کر شالام کی آنکھوں میں چمک آ گئی اور اس کی بھوک و پیاس بڑھ گئی۔

''زلاری۔ اس دفعہ تو بہت اچھا شکار لائی ہے''...... شالام نے زلاری سے کہا تو وہ سیدھی ہو گئی۔

''میرا آقا مجھ سے خوش رہے۔ یہی میری زندگی کا مقصد

ہے''...... زلاری نے خوشامد بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں تجھ سے بہت خوش ہوں''...... شالام نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''آقا۔ اجازت ہو تو میں ایک کم سن حسین دوشیزہ کا روپ دھار کر تمہیں خوش کروں''...... زلاری نے ہنستے ہوئے کہا۔ ہنسنے کی وجہ سے اس کے سیاہ رنگ کے بھیانک دانت دکھائی دینے لگے۔ اس کے صرف دانت ہی بھیانک نہیں تھے بلکہ اس کی آنکھیں اور چہرہ بھی بھیانک تھا۔ رنگت اس کی تاریک رات جیسی تھی۔ بال دھاگوں جیسے اور کان گدھے کے کانوں کی طرح تھے۔

''پہلے میں اپنے تن کی پیاس اور بھوک تو مٹا لوں پھر من کی پیاس بھی بجھاؤں گا''...... شالام نے اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا اور پھر وہ بے ہوش نوجوان کی طرف بڑھا۔ اس لمحے اس کی آنکھوں میں سرخی اتر آئی تھی اور اس کا چہرہ بھیڑیئے جیسا ہو گیا تھا۔ کسی درندے کی طرح اس نے اپنا منہ کھولا تو اس کے باریک اور تیز دانت نظر آنے لگے۔ اس کے منہ سے غراہٹ نکلی اور پھر وہ نوجوان پر جھک گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے نوجوان کا کندھا پکڑا اور اس کے سینے پر سوار ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا منہ نوجوان کی گردن کی طرف بڑھا اور اس نے اپنے دانت نوجوان کی شہ رگ پر رکھ دیئے۔ نوجوان کے جسم کو ایک جھٹکا لگا اور وہ تڑپنے لگا لیکن شالام کا پہاڑ جیسا جسم اس کے اوپر تھا اس لئے نوجوان کا اوپر

والا جسم حرکت نہیں کر رہا تھا جبکہ اس کی ٹانگیں ادھر ادھر حرکت کر رہی تھیں۔

پھر آہستہ آہستہ نوجوان کی ٹانگوں کی حرکت بھی معدوم ہوتی چلی گئی۔ شالام نے اس کے جسم سے خون کا آخری قطرہ تک پی لیا تھا۔ اس کے خون کا آخری قطرہ پینے کے بعد وہ اس کے جسم سے اتر آیا۔ اس کی سرخ آنکھیں اور زیادہ سرخ ہو گئی تھیں جبکہ اس کے چہرے پر بھی خون نظر آنے لگا تھا۔ شالام نے ایک بھرپور انگڑائی لی اور پھر اپنی انگلیوں کی طرف دیکھا۔ اس کی انگلیوں کے ناخن یکدم ہی بڑھ گئے تھے۔ اب وہ خنجروں کی مانند دکھائی دے رہے تھے۔

اپنے ناخنوں کو دیکھنے کے بعد شالام نے نوجوان کے مردہ جسم کو دیکھا اور پھر اس نے اس کی قمیض پھاڑ دی۔ قمیض پھاڑنے کے بعد شالام نے اپنے خنجر جیسے ناخنوں سے نوجوان کا سینہ چاک کیا اور سینے سے دل نکال کر منہ میں ڈال لیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد وہاں صرف چند ہڈیاں نظر آ رہی تھیں۔ شالام نے ایک بار پھر انگڑائی لی اور زلاری کی طرف دیکھا جس نے بہت ہی دلچسپی سے یہ سارا عمل دیکھا تھا۔ شالام کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر زلاری کے بھیانک چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

”آقا۔ حکم ہو تو میں بھی تمہیں خوش کروں“...... زلاری نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ اب تو بھی مجھے خوش کر“...... شالام نے کہا تو زلاری کی شکل و جسامت یکدم ہی تبدیل ہو گئی۔ اب شالام کے سامنے ایک بھیانک چہرے والی عورت کی جگہ چودہ پندرہ سال کی کم سن اور انتہائی خوبصورت لڑکی کھڑی تھی جس کا چہرہ چمک رہا تھا۔ شالام اسے ہوس بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

پھر وہ چاہتا تھا کہ زلاری کی طرف بڑھے کہ وہاں یکدم اندھیرا چھا گیا اور ان دونوں کو ہوا میں گرمی سی محسوس ہونے لگی۔ چند لمحوں بعد اندھیرا چھٹ گیا تو شالام کو ثلائی نظر آئی جو اس کے سامنے جھکی ہوئی تھی۔ ثلائی بھی اس کی غلام طاقت تھی۔ جب شالام نے اپنی روح شیطان کو گروی رکھی تھی تو شیطان نے یہ طاقت اسے دی تھی۔ ثلائی کو شالام نے حکم دیا ہوا تھا کہ وہ رازش پر نظر رکھے اور اگر کوئی غیر معمولی بات ہو جائے تو اسے فوراً اطلاع کرے۔ ثلائی، رازش کی روح کے قریب تو نہیں جا سکتی تھی البتہ دور رہ کر اس کی نگرانی کرتی تھی۔ وہ تقریباً اڑھائی ہزار سال سے رازش کی روح کی نگرانی کر رہی تھی۔ ان اڑھائی ہزار سالوں میں وہ ایک بار بھی خود شالام کے پاس نہیں آئی تھی۔ سو دو سو سال بعد شالام اسے خود بلاتا تھا اور اس سے رازش کی روح کے بارے میں پوچھتا تھا جس کے جواب میں ثلائی نے ہمیشہ یہی بتایا تھا کہ حالات نارمل ہیں۔ کوئی بھی خاص بات نہیں ہوئی اور آج ثلائی بغیر بلائے آ گئی تھی اس لئے شالام کو حیرت ہو رہی تھی۔

""ثلائی۔ اٹھ اور مجھے بتا کہ تو بغیر بلائے کیوں آئی ہے"۔ شالام نے تحکمانہ لہجے میں ثلائی سے کہا تو وہ سیدھی ہو گئی۔

""آقا۔ ایک بہت ہی عجیب بات ہو گئی ہے"...... ثلائی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

""وہی تو میں پوچھ رہا ہوں کہ کیا بات ہو گئی ہے"...... شالام نے سخت لہجے میں پوچھا۔

""آقا۔ رازش تمہارے اور شاتام آقا کے خلاف ایک انسان کی مدد حاصل کر رہی ہے"...... ثلائی نے کہا۔

""کون ہے وہ انسان۔ کیا نبی ہے۔ نبی کا نائب ہے۔ نبی کا قریبی ساتھی ہے یا کوئی اور خاص انسان ہے"...... شالام نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

""آقا۔ نبوت کا سلسلہ تو مکمل ہو چکا ہے"...... ثلائی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

""ہاں۔ یاد آ گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ رازش کسی روشنی کے نمائندے کے پاس گئی ہے"...... شالام نے چونک کر کہا اور پھر سوالیہ نظروں سے ثلائی کی طرف دیکھا۔

""نہیں آقا۔ رازش جس انسان کے پاس گئی ہے وہ عام دنیا دار آدمی ہے"...... ثلائی نے جواب دیا۔

""عام دنیا دار آدمی۔ وہ بھلا ہمارا کیا بگاڑ سکتا ہے"...... شالام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

""جی آقا۔ وہ عام آدمی بہت ہی ذہین، خطرناک اور تیز انسان ہے اور تمہیں یہ سن کر حیرت ہو گی کہ وہ عام انسان بڑے شیطان آقا کے کئی منصوبوں کو نقصان پہنچا چکا ہے اور بڑا شیطان آقا اسے اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتا ہے"...... ثلائی نے کہا تو شالام کی حیرت میں مزید اضافہ ہو گیا۔

""حیرت ہے۔ ایسا بھی کوئی عام انسان ہے جو بڑے آقا کے کسی منصوبے کو نقصان پہنچا سکتا ہے"...... شالام نے کہا۔

""آقا۔ وہ انسان بہت عجیب وغریب صلاحیتوں کا مالک ہے۔ وہ ایک ملک پاکیشیا کا جاسوس ہے جو اپنی تیز طراری اور ذہانت کی وجہ سے ساری دنیا میں مشہور ہے۔ وہ پاک صاف رہتا ہے۔ اس کی ماں ہر وقت اس کے لئے دعا کرتی رہتی ہے جس کی وجہ سے ہماری دنیا کی طاقتیں اس کے قریب نہیں جا سکتیں اور اس کا نام بھی ایسا ہے کہ ہم اس کا نام بھی نہیں لے سکتے"...... ثلائی نے کہا۔

""تم بہت عجیب باتیں بتا رہی ہو مجھے۔ خیر یہ بتاؤ کیا وہ مر نہیں سکتا"...... شالام نے ثلائی سے پوچھا۔

""آقا۔ میں نے بتایا نا کہ وہ بالکل عام انسان ہے۔ اس پر تلوار اور خنجر اثر کرتے ہیں۔ زہر سے اسے مارا جا سکتا ہے۔ اس جدید دور کا اسلحہ ریوالور، مشین پسٹل، مشین گن سب اس پر اثر کرتے ہیں"...... ثلائی نے کہا۔

""پھر تو ایسے ہی منہ اٹھائے کیوں آ گئی ہے۔ جا۔ اسے جا کر

ہلاک کر اور اس کی موت کی اطلاع لے کر آ۔ اگر تو اسے ہلاک کرنے میں ناکام رہی تو میں تجھے زندہ جلا دوں گا۔ چل اب دفع ہو جا''...... شالام نے غصیلے لہجے میں کہا تو وہاں یکدم ہی اندھیرا چھا گیا اور فضا میں گرمی سی محسوس ہوئی۔ جب اندھیرا ختم ہوا تو ثلائی غائب ہو چکی تھی جبکہ زلاری سر جھکائے کھڑی تھی۔

''اب تو بھی دفع ہو جا۔ جب بلاؤں تب آنا۔ اچھا خاصا موڈ خراب کر دیا۔ عام انسان سے ڈر کر بھاگ آئی ہے''...... شالام نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر ثلائی کو گالیاں دینے لگا جبکہ اس دوران ایک بار پھر اس کے اردگرد اندھیرا چھا گیا اور گرمی سی محسوس ہوئی۔ جب اندھیرا ختم ہوا تو زلاری بھی غائب ہو چکی تھی۔ دونوں کے غائب ہو جانے کے بعد کافی دیر تک شالام کا موڈ خراب رہا۔ غصے کی وجہ سے اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا اور پھر آہستہ آہستہ اس کا غصہ ختم ہوتا گیا۔ اس کے غصے کو ختم ہوئے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک بار پھر اس کے قرب و جوار میں اندھیرا ہو گیا اور ساتھ ہی اسے کچھ گرمی بھی محسوس ہوئی۔ وہ سمجھ گیا کہ اس کی کوئی غلام طاقت اس کے پاس آئی ہے۔ اندھیرا چھٹنے کے بعد اس نے ثلائی کو دیکھا جو اس کے سامنے جھکی ہوئی تھی۔

''اب اٹھ اور بتا کہ کیا تو اپنا کام پورا کر آئی ہے''...... شالام نے تحکمانہ لہجے میں ثلائی سے کہا۔

''آقا۔ رازش کا ہمدرد انسان اور اس کا خطرناک ساتھی جوزف

ہلاک ہو گئے ہیں''...... ثلائی نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

''پہلے تو وہ صرف ایک آدمی تھا۔ اب تو اس کے ساتھی کا بھی ذکر کر رہی ہے''...... شالام نے کہا۔

''آقا۔ رازش کے ہمدرد کی طرح اس کا یہ ساتھی جوزف بھی بہت خطرناک انسان تھا۔ وہ افریقہ کا رہنے والا تھا اور افریقہ کے بہت سے وچ ڈاکٹر اس کے ہمدرد تھے اور افریقہ کے وچ ڈاکٹروں کے بارے میں تو آپ جانتے ہیں یہ ہمارے دور کے بڑے جادوگروں کے برابر ہیں''...... ثلائی نے کہا۔

''میرے سامنے افریقہ کے وچ ڈاکٹروں کی تعریف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے یہ بتا کہ تو نے ان دونوں کا خاتمہ کیسے کیا''...... شالام نے ناراض ہوتے ہوئے کہا۔

''آقا۔ میں نے اس دور جدید کا بہت ہی سادہ طریقہ اختیار کیا ہے''...... ثلائی نے کہا۔

''اب تو اپنی بھی تعریف کرے گی کمبخت''...... شالام نے غصیلے لہجے میں کہا تو ثلائی خوفزدہ ہو گئی۔

''آقا۔ جوزف کار بہت تیز چلاتا ہے۔ میں نے ایک ٹرک ڈرائیور کے ذہن پر قبضہ کیا اور سڑک کے ایک موڑ پر جوزف کی کار کے سامنے ٹرک لے آئی جس سے بہت زبردست حادثہ ہوا اور کار کے پرخچے اڑ گئے اور پھر یہی طریقہ میں نے رازش کے ہمدرد کے ساتھ بھی کیا۔ اس کی کار کے بھی پرخچے اڑ گئے''...... ثلائی نے

تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو شالام کے چہرے پر خوشی کے تاثرات پھیل گئے۔

''بہت خوب۔ ثلائی تو نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ میں تجھے اس کا انعام دوں گا''...... شالام نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''شکریہ۔ آقا شکریہ''...... ثلائی نے اپنی تعریف سن کر خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''جا۔ شراب لے کر آ۔ آج میں تیرے ساتھ جشن مناؤں گا اور یہ تیرا انعام ہوگا''...... شالام نے کہا تو اس کی بات سن کر ثلائی اور زیادہ خوش ہوگئی اور اس کے ساتھ ہی وہاں اندھیرا چھا گیا۔ جب اندھیرا ختم ہوا تو ثلائی شراب لینے کے لئے جا چکی تھی۔

ٹرک سے ٹکر کافی شدید تھی اور کار نے کئی قلابازیاں کھائی تھیں اور چونکہ یہ خصوصی ساخت کی کار تھی اس لئے حادثے کی صورت میں نقصان کم سے کم ہوتا تھا۔ اب بھی کار کے قلابازی کھانے کی وجہ سے عمران کا سر اسٹیئرنگ سے ٹکرایا تھا جس کی وجہ سے اس کا ذہن تاریک ہو گیا تھا۔ ٹرک ڈرائیور تو ٹرک سمیت بھاگ گیا تھا جبکہ عمران کو ریسکیو فورس نے ہسپتال میں پہنچا دیا تھا۔ عمران کو چوٹیں تو لگی تھیں لیکن یہ معمولی نوعیت کی چوٹیں تھیں۔ ہوش میں آنے کے بعد عمران تھوڑی دیر کے لئے ہسپتال میں رکا تھا اور پھر وہ ہسپتال سے دانش منزل آ گیا۔ جیسے ہی وہ کنٹرول روم میں داخل ہوا بلیک زیرو اسے دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔

''کیا ہوا عمران صاحب۔ آپ تو زخمی ہیں''...... بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اللہ نے بچا لیا ہے۔ ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا لیکن چوٹیں معمولی ہیں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو مطمئن ہو کر چائے بنانے کے لئے کچن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ چائے بنا کر لے آیا۔ عمران کو چائے کی طلب محسوس ہو رہی تھی۔

''تھینک یو طاہر''...... عمران نے بلیک زیرو کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ ایکسیڈنٹ کہیں موجودہ مشن کے سلسلے کی کڑی تو نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا''...... عمران نے کہا اور اسی وقت فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے رسیور اٹھا کر ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''طاہر صاحب۔ کیا صاحب آپ کے پاس موجود ہیں''۔ دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''سلیمان۔ میں عمران بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''صاحب۔ جنرل ہسپتال سے فون آیا ہے ڈاکٹر اسلم بیگ صاحب کا۔ جوزف کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے اور وہ شدید زخمی حالت میں جنرل ہسپتال میں ہے''...... سلیمان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ میں جا کر دیکھتا ہوں''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''تمہارا شک ٹھیک ہے طاہر۔ یہ واقعی رازش کے دشمنوں کی کارروائی ہے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''عمران صاحب۔ آپ زخمی ہیں۔ آپ کچھ دیر آرام کریں میں جوزف کو جا کر دیکھتا ہوں بلکہ اسے فاروقی ہسپتال میں شفٹ کرا دیتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں۔ تم دانش منزل ہی سنبھالو۔ میں اتنا زخمی بھی نہیں ہوا کہ چلنے پھرنے سے رہ جاؤں۔ البتہ میں تمہاری گاڑی لے جا رہا ہوں۔ تم میری گاڑی تلاش کرا کر اسے ٹھیک کرا دو''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر وہ کنٹرول روم سے باہر آ گیا۔ اس نے بلیک زیرو کی کار نکالی اور جنرل ہسپتال کی طرف روانہ ہو گیا۔ کچھ ہی دیر بعد وہ ڈاکٹر اسلم بیگ کے سامنے موجود تھا۔

''اوہ۔ عمران صاحب۔ آپ تو خود بھی زخمی ہیں''...... ڈاکٹر اسلم بیگ نے عمران کو دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔

''میرا بھی معمولی سا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ آپ مجھے جوزف کے بارے میں بتائیں''...... عمران نے کہا۔

''آپ کے ساتھی کا شدید ایکسیڈنٹ ہوا ہے اور وہ شدید زخمی حالت میں آپریشن روم میں موجود ہے۔ دو ڈاکٹر اس کا آپریشن کر

رہے ہیں۔ آپ دعا کریں''...... ڈاکٹر اسلم بیگ نے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ جوزف کی حالت کافی سیریس ہے''...... عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ اس کا آپریشن تو ہو ہی رہا ہے۔ آپ دعا کریں''...... ڈاکٹر اسلم بیگ نے کہا۔

''اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں آپ سے ایک گزارش کروں''۔ عمران نے کہا۔

آپ تکلف میں کیوں پڑ گئے عمران صاحب۔ آپ حکم فرمائیں''۔ ڈاکٹر اسلم بیگ نے کہا۔

''اگر میں جوزف کو دوسرے ہسپتال لے جانا چاہوں تو آپ ناراض تو نہیں ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''آپ شاید ہم سے مطمئن نہیں ہیں لیکن میں بتا دوں کہ آپ کے مریض پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے اور اس وقت بالکل ممکن نہیں ہے کہ آپ اسے دوسری جگہ شفٹ کریں کیونکہ اس کا آپریشن ہو رہا ہے اور وہ انتہائی سیریس کنڈیشن میں ہے''...... ڈاکٹر اسلم بیگ نے کہا۔

''اوکے۔ اگر آپ مطمئن ہیں تو میں بھی مطمئن ہوں اور ویسے بھی شفاء اللہ نے دینی ہے۔ دوائیں تو ایک علاج ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''شکریہ عمران صاحب۔ آپ نے سرکاری ہسپتال کے ڈاکٹر پر

اعتماد کیا''...... ڈاکٹر اسلم بیگ نے عمران کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''شکریہ تو مجھے آپ کا ادا کرنا چاہئے ڈاکٹر صاحب''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ تشریف رکھیں عمران صاحب۔ میں آپ کے لئے چائے بھجواتا ہوں۔ میں ذرا راؤنڈ لگا لوں''...... ڈاکٹر اسلم بیگ نے عمران سے کہا اور پھر وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران بھی اس کے ساتھ ہی کھڑا ہو گیا۔

''ڈاکٹر صاحب۔ میں آپ سے چائے پھر کبھی پیئوں گا۔ فی الحال میں آپریشن روم کی طرف جاتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ آیئے میرے ساتھ''...... ڈاکٹر اسلم بیگ نے عمران سے کہا اور پھر وہ آپریشن روم کی طرف آ گئے۔ ڈاکٹر اسلم بیگ، عمران کو باہر بٹھا خود اندر چلا گیا۔ اس کی واپسی دو تین منٹ بعد ہوئی۔

''عمران صاحب۔ آپ کے مریض کا آپریشن ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر پرامید ہیں۔ آپ دعا کریں''...... ڈاکٹر اسلم بیگ نے کہا اور عمران کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ وارڈ کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران آپریشن روم کے باہر موجود بنچ پر بیٹھ گیا۔ وہ دل ہی دل میں جوزف کے لئے دعا بھی مانگ رہا تھا۔ اسے ابھی وہاں بیٹھے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ جولیا اور صفدر وہاں آ گئے۔

''ارے۔ عمران تم تو خود بھی زخمی ہو''...... جولیا نے عمران کو دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھ سے زیادہ تو میرا دل زخمی ہے۔ یقین نہ آئے تو سینہ چیر کر دکھاؤں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا ہوا ہے۔ کیا آپ اور جوزف ایک ہی کار میں تھے۔ لیکن سلیمان نے تو آپ کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ اس نے یہ کہا ہے کہ جوزف جنرل ہسپتال میں ہے اور آپ اسے دیکھنے کے لئے یہاں آئے ہوئے ہیں''...... اس سے پہلے کہ جولیا، عمران کی بات کا کوئی جواب دیتی صفدر جلدی سے بول اٹھا۔

''جوزف کا ایکسیڈنٹ الگ ہوا ہے اور میرا الگ۔ مجھے معمولی چوٹیں آئی ہیں جبکہ جوزف شدید زخمی ہے اور ڈاکٹرز بہت دیر سے اس کا آپریشن کر رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ یہ ایکسیڈنٹ اتفاق ہیں یا کسی سازش کے تحت ہوئے ہیں''...... جولیا نے عمران سے پوچھا۔

''میرا ایکسیڈنٹ سازش کے تحت ہو سکتا ہے کیونکہ اس دنیا میں میرا ایک رقیب موجود ہے لیکن جوزف کا تو کوئی رقیب نہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ جوزف کا ایکسیڈنٹ سازش نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''تم خواہ مخواہ بے چارے تنویر کو رقیب ہونے کا طعنہ دیتے رہتے ہو''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں نے تو تنویر کا نام نہیں لیا تھا۔ اب تم خود ہی تنویر کو میرا رقیب کہہ رہی ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم تو بات کی کھال اتاتے ہو۔ اب سیدھی طرح بتاؤ یہ سب کیا سلسلہ ہے۔ کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے''...... جولیا نے ناراض سے لہجے میں کہا تو عمران کی مسکراہٹ میں اضافہ ہو گیا۔

''میں تو چاہتا ہوں کہ کوئی کیس بنے لیکن تم میرے رقیب سے ڈر رہی ہو''...... عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''پلیز عمران صاحب۔ کچھ تو بتائیں معاملہ کیا ہے''...... صفدر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''معاملہ گڑبڑ ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو صفدر نے ایک طویل سانس لیا۔

''چلو صفدر۔ ہم چلیں۔ ہم خواہ مخواہ اس سے اچھائی کی امید لے کر آ جاتے ہیں''...... جولیا نے ناراض سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے قدم آگے بڑھا دیئے۔ صفدر سوچ میں پڑ گیا کہ وہ کیا کرے۔

''میں نے کہا تو ہے کہ معاملہ بہت ہی خطرناک ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو اس کی آواز سن کر جولیا رک گئی۔ پھر وہ دونوں بھی عمران کے ساتھ ہی بنچ پر بیٹھ گئے۔ اس وقت وہاں ان کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ عمران نے مختصر طور پر انہیں رازش اور اس کے حالات کے بارے میں بتا دیا۔

"تم ہمیں نظرانداز کر کے اس مشن پر صرف جوزف کو ساتھ لے جانا چاہتے تھے"...... جولیا نے ناراض سے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ یہ کیس مختلف نوعیت کا ہے اور بالکل ایک پرائیویٹ معاملہ ہے۔ اگر میں تم میں سے کسی کو ساتھ لے جانا چاہوں تو مجھے تمہارے چیف سے اجازت لینی پڑے گی اور میں جانتا ہوں تمہارے چیف نے مجھے اجازت نہیں دینی"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں چیف سے اجازت لے لوں گی۔ مجھے یقین ہے کہ چیف مجھے اجازت دے دے گا"...... جولیا نے کہا۔

"مس جولیا۔ آپ نے صرف اپنے لئے ہی اجازت نہیں لینی بلکہ پوری ٹیم کے لئے اجازت لینی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ میں پوری ٹیم کے لئے ہی بات کروں گی۔ آج کل ویسے بھی ٹیم فارغ ہے"...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب خاموش ہو گئے کیونکہ آپریشن روم کا دروازہ کھلا اور ایک ڈاکٹر باہر آیا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ مریض کی کیا حالت ہے"...... عمران نے بے چینی سے لہجے میں پوچھا۔

"ایک آپریشن تو ہم نے کر دیا ہے لیکن ابھی ایک آپریشن اور کرنا ہے لیکن اس آپریشن کے لئے ہمارے پاس مشینری نہیں ہے اور دو دن بعد وہ آپریشن ضروری بھی ہے"...... ڈاکٹر نے پریشان

سے لہجے میں کہا۔

"کیا مریض اس حالت میں ہے کہ ہم اسے دوسرے ہسپتال میں شفٹ کر سکیں"...... عمران نے کہا۔ ڈاکٹر کی بات سن کر اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ جوزف کو فاروقی ہسپتال میں شفٹ کر دے گا۔

"آج تو نہیں کل یہ رسک لیا جا سکتا ہے"...... ڈاکٹر نے عمران سے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا ہم مریض کو دیکھ سکتے ہیں"...... صفدر نے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ابھی نہیں۔ مریض کو سپیشل روم میں شفٹ کیا جا رہا ہے۔ آپ روم میں مریض کو دیکھ سکتے ہیں"...... ڈاکٹر نے کہا اور اس کے بعد اس نے قدم بڑھا دیئے۔ وہ بہت تھک چکا تھا اور اب کچھ دیر آرام کرنا چاہتا تھا۔ کچھ دیر میں جوزف کو سپیشل روم میں شفٹ کر دیا گیا۔ ان تینوں نے جوزف کو دیکھا۔ جوزف بے ہوش تھا۔ اس کے سر، ماتھے اور جسم کے مختلف حصوں میں پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ ٹھوڑی اور گردن پر بھی پٹیاں نظر آ رہی تھیں۔ البتہ اس کے گال بغیر پٹیوں کے تھے اور اس کے گالوں سے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کا سیاہ چہرہ مزید سیاہ پڑ چکا ہے۔

"عمران صاحب۔ چونکہ آپ بھی زخمی ہیں اس لئے آپ کچھ دیر آرام کر لیں۔ میں جوزف کے پاس ہوں اور پھر آپ کو اس

خصوصی مشن کے لئے خصوصی تیاری بھی تو کرنا ہو گی۔ آپ وہ تیاری بھی کر لیں۔ اب جوزف کا آپ کے ساتھ جانا ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا آپ چیف سے بھی ہمارے لئے خصوصی بات کریں۔ امید ہے حالات کو دیکھتے ہوئے چیف اجازت دے دے گا“۔ صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ میں سوچ رہا ہوں کہ شاہ صاحب سے مشورہ کر لوں“۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”جی۔ یہ بہتر رہے گا۔ یقیناً وہ آپ کی صحیح رہنمائی کریں گے“...... صفدر نے عمران کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ تم جوزف کا خیال رکھو۔ میں شاہ صاحب سے مل کر آتا ہوں“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران اور جولیا سپیشل روم سے باہر آئے اور پارکنگ کی طرف بڑھ گئے۔

”میں صفدر کی کار میں آئی تھی اس لئے تم مجھے میرے فلیٹ پر ڈراپ کر دینا۔ میں اس دوران چیف سے بات کر لوں گی اور تم شاہ صاحب سے ملاقات کر لینا“...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر عمران بلیک زیرو کی کار کے قریب پہنچ گیا اور وہ دونوں کار میں بیٹھ گئے۔

”تمہاری کار کہاں ہے“...... کار میں بیٹھنے کے بعد جولیا نے عمران سے پوچھا۔

”ایکسیڈنٹ میں اسے بھی شدید چوٹیں آئی ہیں۔ وہ بھی اپنے

ہسپتال میں زیر علاج ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بھی مسکرانے لگی۔ پھر عمران نے جولیا کو اس کے فلیٹ کے قریب ڈراپ کیا اور خود شاہ صاحب کے ڈیرے کی طرف روانہ ہو گیا۔ شاہ زمان دارالحکومت کے مضافات میں ایک مسجد کے پیش امام تھے اور مسجد کے قریب ہی ان کا کچی اینٹوں سے بنا ہوا ڈیرا تھا۔ عمران ان کے ڈیرے پر پہنچا تو وہ صحن میں چند بزرگ افراد کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“...... عمران نے صحن میں داخل ہوتے ہوئے سلام کیا۔ عمران کا مکمل سلام سن کر وہاں موجود تمام افراد کو دلی خوشی ہوئی اور ان سب نے بیک آواز عمران کے سلام کا مکمل جواب دیا۔

”آؤ عمران بیٹا۔ بیٹھو“...... شاہ زمان صاحب نے عمران کو چارپائی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”شکریہ شاہ صاحب“...... عمران نے عقیدت مندانہ لہجے میں کہا اور ان کے قریب ہی بیٹھ گیا۔

”شاہ صاحب۔ ہم چلتے ہیں۔ پھر حاضر ہوں گے“...... ایک بزرگ نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اسے اٹھتا دیکھ کر باقی بزرگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر ان سب نے شاہ صاحب کو سلام کیا اور چلے گئے۔

”بیٹا۔ بہت دنوں بعد تمہیں ہماری یاد آئی ہے“...... شاہ زمان

صاحب نے مسکراتے ہوئے عمران سے کہا۔

"شاہ صاحب۔ آپ تو جانتے ہیں کہ میں دنیا دار آدمی ہوں اور دنیا دار آدمی دنیا کے سینکڑوں بکھیڑوں میں الجھا رہتا ہے"۔ عمران نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"کسی کام سے آنا ہوا ہے عمران بیٹے"...... شاہ زمان صاحب نے نہایت ہی نرم لہجے میں کہا۔

"جی شاہ صاحب۔ آپ سے ایک معاملہ ڈسکس کرنا ہے"۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے شاہ زمان صاحب کو رازش کی روح کے آنے اور اس سے ہونے والی باتیں بتا دیں۔

"بیٹے۔ یہ تو اسے پتہ ہے کہ اس نے کس بشر سے کیا کام لینا ہے۔ میں تو اتنا جانتا ہوں کہ وہ خاص لوگ ہوتے ہیں جن کے ذمے وہ کچھ کام لگاتا ہے"...... شاہ زمان صاحب نے اپنے دھیمے اور نرم لہجے میں کہا۔

"تو آپ کا مشورہ یہ ہے کہ میں اس کام پر روانہ ہو جاؤں"۔ عمران نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

"بیٹے۔ جب وہ تم سے کوئی کام لینا چاہتا ہے تو میری کیا حیثیت ہے کہ میں تمہیں مشورہ دوں"...... شاہ زمان صاحب نے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے شاہ صاحب۔ میں جلد سے جلد روانہ ہونے کی کوشش کرتا ہوں"...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اللہ تعالیٰ تمہیں ہر نیک مقصد میں کامیاب کرے"...... شاہ زمان صاحب نے عمران کو دعا دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران چارپائی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے اجازت لی اور پھر وہ کار پر سوار ہو کر واپس اپنے فلیٹ پہنچ گیا۔

"اگر مجھے پتہ ہوتا کہ آپ آنے والے ہیں تو میں چائے کے دو کپ بنا لیتا۔ خیر یہ اب آپ پی لیں میں دوسرا بنا لیتا ہوں"۔ عمران کو دیکھ کر سلیمان نے چائے کا کپ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ تم خود پی لو"...... عمران نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"صاحب۔ میں اب مارکیٹ جا رہا ہوں۔ واپس آ کر پی لوں گا"...... سلیمان نے کہا اور پھر اس نے چائے کا کپ عمران کو تھمایا اور خود کچن کی طرف بڑھ گیا۔ کچن سے اس نے ٹوکری اٹھائی اور فلیٹ سے باہر نکل گیا جبکہ عمران ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر چائے پینے لگا۔ ابھی اس نے آدھا کپ ہی پیا تھا کہ اسے گھٹن سی محسوس ہوئی اور اس کے ساتھ ہی اسے اپنے حلق میں کڑواہٹ سی محسوس ہونے لگی۔

"زہر"...... اچانک اس کے دماغ میں ایک فقرہ گونجا اور چائے کا کپ اس کے ہاتھ سے گر گیا۔

"کیا مطلب۔ کیا سلیمان نے مجھے زہر دے دیا ہے"۔ عمران

نے سوچا اور پھر وہ میڈیکل باکس کی طرف بڑھا۔ اس کی حالت تیزی سے خراب ہو رہی تھی۔ میڈیکل باکس کے قریب پہنچتے پہنچتے اس کا سر چکرانے لگا۔ ابھی اس نے میڈیکل باکس نکالا ہی تھا کہ بکس اس کے ہاتھ سے گر گیا اور وہ خود بھی فرش پر گر پڑا اور اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبنے لگا۔

جوزف کی حالت یکدم بگڑ گئی تھی۔ صفدر، جوزف کی خراب حالت دیکھ کر ڈاکٹر کی طرف دوڑا تو ڈاکٹر نے آ کر جوزف کی حالت دیکھی اور جلدی سے اسے چند انجکشن لگائے تو جوزف کی حالت کچھ سنبھل گئی۔

"جناب۔ آپ کے دوست عمران صاحب اس مریض کو کسی اور ہسپتال میں شفٹ کرنا چاہتے تھے"...... ڈاکٹر نے جھجکتے ہوئے صفدر سے کہا۔

"جی ہاں۔ کیا آپ کا بھی یہی مشورہ ہے کہ میں انہیں شفٹ کر دوں"...... صفدر نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں ان کے لئے ایمبولینس کا انتظام کرتا ہوں"۔ ڈاکٹر نے کہا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد صفدر نے اپنا موبائل فون نکالا۔ یہ سیٹلائٹ موبائل فون تھا۔ ان کا

سیٹ اپ عمران نے سرداور کے ساتھ مل کر کیا تھا۔ ان کا تعلق پاکیشیا کے مصنوعی سیارے سے تھا اور اس سے متعلق ضروری مشینری دانش منزل میں تھی۔ ان کے کنکشن دانش منزل میں ہی ہوتے تھے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ممبرز کے پاس یہ خصوصی نمبرز موجود تھے اور چونکہ یہ سیلائٹ نمبرز تھے اس لئے دنیا کے کسی بھی حصے میں یہ موبائل فون کام کر سکتے تھے۔ عمران نے ان نمبرز کو بالکل محفوظ کر دیا تھا۔ صفدر، عمران کو فون کر کے اس سے مشورہ لینا چاہتا تھا لیکن عمران کا موبائل فون آف تھا۔ دو تین بار کی کوشش کے بعد اس نے فاروقی ہسپتال کا نمبر ملایا۔

''لیس۔ فاروقی ہسپتال''...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر فاروقی صاحب سے بات کرائیں''...... صفدر نے جلدی سے کہا۔

''جی ایک منٹ ہولڈ کیجئے''...... دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

''لیس۔ ڈاکٹر فاروقی سپیکنگ''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ڈاکٹر فاروقی کی آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر صاحب۔ میں صفدر بول رہا ہوں۔ علی عمران کا ساتھی''...... صفدر نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ چونکہ وہ لوگ بیمار یا زخمی ہو کر اسی ہسپتال میں جاتے تھے اس لئے ڈاکٹر فاروقی

انہیں جانتے تھے۔

''جی صفدر صاحب۔ فرمائیے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں''...... ڈاکٹر فاروقی نے پوچھا۔

''ڈاکٹر صاحب۔ ہمارا ایک ساتھی شدید زخمی حالت میں اس وقت جنرل ہسپتال میں ہے۔ چونکہ وہ روڈ ایکسیڈنٹ میں زخمی ہوا ہے اس لئے اسے ایمرجنسی پولیس نے جنرل ہسپتال میں پہنچایا ہے۔ اب میں اسے آپ کے ہسپتال لا رہا ہوں''...... صفدر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''جی ضرور لے آئیں۔ میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں''۔ ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

''اوکے۔ میں کچھ ہی دیر میں آپ کے پاس پہنچ رہا ہوں''۔ صفدر نے کہا اور پھر اس نے خدا حافظ کہہ کر رابطہ ختم کیا جبکہ اس دوران جوزف کو ایمبولینس میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔

''آپ کا مریض ایمبولینس میں ہے اور یہ ایمبولینس کا ڈرائیور ہے''...... ڈاکٹر نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا تو صفدر نے غور سے ڈرائیور کو دیکھا۔

''میں اپنی کار پر آپ سے آگے چلوں گا۔ آپ نے میرے پیچھے آنا ہے''...... صفدر نے ڈرائیور سے کہا۔

''اوکے سر''...... ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو صفدر اپنی کار کی طرف بڑھا۔ پھر چند لمحوں بعد اس کی کار سڑک پر تھی اور

اس کی کار کے پیچھے ایمبولینس تھی۔ صفدر کی کار کافی تیز رفتاری سے فاروقی ہسپتال کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ابھی انہوں نے نصف راستہ ہی طے کیا ہو گا کہ اچانک ایک دھماکہ ہوا اور ایمبولینس لہرا کر فٹ پاتھ پر چڑھ گئی۔ اس کے ساتھ ہی ایمبولینس پر فائرنگ شروع ہو گئی۔ صفدر نے دیکھا وہ ایک کھلی جیپ تھی جس پر پانچ آدمی کھڑے تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین پسٹل تھے اور وہ ایمبولینس پر فائرنگ کر رہے تھے۔ صفدر کی کار کے ٹائر چیخے اور کار کا رخ گھوم کر پیچھے ہو گیا۔ ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں صفدر کا مشین پسٹل اس کی جیب سے باہر آ گیا تھا اور اگلے ہی لمحے صفدر کار سے باہر تھا اور اس کے مشین پسٹل سے شعلے نکلے اور ایک ساتھ تین افراد چیختے ہوئے جیپ سے سڑک پر جا گرے۔ اپنے ساتھیوں کو سڑک پر گرتے دیکھ کر باقی دو افراد گھبرا گئے اور انہوں نے صفدر کی طرف رخ کر کے فائرنگ شروع کر دی لیکن گھبراہٹ میں وہ نشانہ بھی صحیح نہیں لے سکے تھے اور پھر ان کے سامنے کوئی عام آدمی نہیں بلکہ صفدر تھا۔

صفدر نے خود کو زمین پر گرایا اور گرتے ہوئے اس نے باقی دو افراد پر بھی فائر کر دیا۔ صفدر کا نشانہ خطا ہو ہی نہیں سکتا تھا لہٰذا باقی ماندہ دو افراد کی چیخیں بھی بلند ہوئیں اور وہ بھی سڑک پر جا گرے۔ جیپ کے ڈرائیور نے ایک جھٹکے سے جیپ آگے بڑھائی لیکن جیپ چند فٹ ہی آگے بڑھ سکی کیونکہ صفدر کے مشین پسٹل نے مزید

شعلہ اگلا تھا اور جیپ کے ڈرائیور کے سر میں بھی سوراخ ہو گیا تھا۔ اس کی چیخ کی آواز بھی کافی دور تک گئی تھی۔ ان سب کا خاتمہ کرنے کے بعد صفدر ایمبولینس کی طرف بڑھا۔ ایمبولینس کا ٹائر برسٹ ہوا تھا اور اس کے ڈرائیور کے ماتھے سے خون بہہ رہا تھا۔ صفدر کو اس بے گناہ ڈرائیور کے مارے جانے کا بہت افسوس ہوا۔ اس نے جوزف کی نبض چیک کی تو اس کی نبض چل رہی تھی مگر نبض کی رفتار سست تھی لیکن صفدر کو اطمینان ہوا کہ جوزف ابھی زندہ ہے۔

صفدر نے اپنے اردگرد نظر دوڑائی۔ فائرنگ کی وجہ سے سڑک سنسان ہو چکی تھی۔ صفدر نے بھاری بھرکم جوزف کو اٹھانا چاہا لیکن جوزف کو اٹھانے میں اسے دقت تو ہو رہی تھی لیکن اسے ہر حال میں جوزف کو اٹھانا تھا۔ کافی کوشش کے بعد اس نے جوزف کو اٹھایا اور اپنی کار کی پچھلی نشست پر لٹا دیا اور پھر اگلے ہی لمحے اس کی کار تیز رفتاری سے آگے بڑھ گئی۔ کچھ فاصلے پر چند گاڑیاں اور کچھ لوگ موجود تھے جو خوفزدہ نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے لیکن کسی نے بھی اس کے قریب آنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

صفدر نے جوزف کو اپنی گاڑی میں منتقل کیا اور کار کو طوفانی رفتار سے چلاتا ہوا جلد ہی فاروقی ہسپتال پہنچ گیا۔ ہسپتال کا عملہ پہلے سے ہی مستعد تھا اس لئے جیسے ہی صفدر کی کار ہسپتال کے احاطے

میں پہنچی دو آدمی اسٹریچر سمیت کار کے قریب پہنچ گئے۔ چونکہ جوزف بہت ہی بھاری بھرکم تھا اس لئے صفدر کو ہسپتال کے ان دو آدمیوں کی مدد کرنی پڑی اور جوزف اسٹریچر تک پہنچا۔ اس دوران ہسپتال کے دو اور ملازم بھی وہاں آ گئے اور پھر وہ چاروں جوزف کو اٹھا کر لے گئے۔

ثلائی ایک کم سن اور انتہائی حسین لڑکی کے روپ میں شالام کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔ ان دونوں کے سامنے شراب کی ایک بڑی بوتل رکھی ہوئی تھی اور وہ دونوں شراب پی رہے تھے۔ شالام شراب پینے کے ساتھ ساتھ ہوس بھری نظروں سے ثلائی کو دیکھ رہا تھا۔ ویسے تو شالام کی غلام طاقتوں کو اجازت نہیں تھی کہ وہ اس کے ساتھ بیٹھ کر کھا پی سکیں لیکن اب چونکہ شالام نے جشن منانا تھا اس لئے ثلائی اس کے ساتھ بیٹھ کر شراب پی رہی تھی۔ گلاس میں موجود شراب ختم ہو گئی تو انہوں نے اور شراب گلاسوں میں ڈال لی۔ اب بوتل میں بہت کم شراب بچ گئی تھی۔

ثلائی اور شالام دونوں ایک دوسرے کو میٹھی نظروں سے دیکھتے ہوئے شراب سپ کرنے لگے۔ ان کے گلاس آدھے ہوئے تھے کہ وہاں یکدم اندھیرا پھیل گیا اور فضا میں تھوڑی سی حدت محسوس ہوئی

اور جب اندھیرا ختم ہوا تو زلاری، شالام کے سامنے جھکی ہوئی تھی۔ شالام کی آواز سن کر زلاری سیدھی ہو گئی۔

"آقا۔ تمہارے جن دشمنوں کی خبر ثلائی لائی تھی میں انہیں دیکھنے گئی تھی"...... زلاری نے کہا۔

"پھر تو، تو ان کی لاشیں دیکھ کر آئی ہو گی۔ ثلائی نے ان کا خاتمہ کر دیا ہے"...... شالام نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میٹھی نظروں سے ثلائی کی طرف دیکھا تو وہ بھی مسکرانے لگی۔

"آقا۔ ثلائی نے بڑا زبردست کام کیا ہے۔ ان دونوں کے ایکسیڈنٹ بہت ہی خوفناک تھے۔ مگر"...... زلاری نے ادھوری بات کرتے ہوئے کہا تو شالام کو یکدم غصہ آ گیا۔

"تجھے کتنی دفعہ کہا ہے کہ میرے سامنے ادھوری بات مت کیا کر"...... شالام نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"معافی دے دو آقا۔ غلطی ہو گئی ہے"...... زلاری نے ہاتھ باندھتے ہوئے کہا۔

"اب آگے بھی بولے گی یا یونہی ہاتھ باندھے کھڑی رہے گی"...... شالام نے چیختے ہوئے کہا۔

"مگر آقا۔ وہ دونوں بروقت ہسپتال پہنچ گئے تھے اس لئے بچ گئے ہیں"...... زلاری نے کہا۔

"کیا بکواس کر رہی ہے تو۔ کیا ثلائی مجھ سے جھوٹ بولے گی"...... شالام نے پہلے سے بلند آواز میں چیخ کر کہا۔

"آقا۔ ثلائی نے جھوٹ نہیں بولا۔ اس نے تو زبردست کارروائی کی تھی اور یہ کارروائی ایسی تھی کہ ان دونوں کا بچنا ممکن ہی نہیں تھا۔ بس آقا۔ ان کی قسمت اچھی تھی اس لئے بچ گئے"۔ زلاری نے مؤدبانہ لہجے میں شالام سے کہا تو شالام نے گھور کر ثلائی کو دیکھا۔

"آقا۔ میں نے تو ان دونوں کو مارنے کی پوری کوشش کی تھی"...... ثلائی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آقا۔ تمہاری قسم۔ ثلائی کی کارروائی میں کوئی کمی نہیں تھی۔ بس ان دونوں کی قسمت اچھی تھی اس لئے وہ بچ گئے لیکن اب وہ بچ نہیں سکیں گے۔ کیوں ثلائی میں ٹھیک کہہ رہی ہوں نا"...... زلاری نے پہلے شالام اور پھر ثلائی سے مخاطب ہو کر کہا تو شالام نے اسے گھور کر دیکھا۔

"تو بہت حمایت کر رہی ہے ثلائی کی"...... شالام نے زلاری کو گھورتے ہوئے کہا لیکن اس مرتبہ اس کے لہجے میں غصہ نہیں تھا۔ اس کے غصے کو کم ہوتے دیکھ کر زلاری اور ثلائی مطمئن ہو گئیں۔

"آقا۔ میں نے جو کچھ دیکھا ہے وہی بتا رہی ہوں"۔ زلاری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تم دونوں کو ایک موقع دیتا ہوں۔ تم دونوں جاؤ اور ان دونوں کا خاتمہ کر کے ہی واپس آنا۔ اگر تم ناکام ہو جاؤ تو پھر میرے پاس مت آنا۔ وہیں آبادی میں کسی جلتے ہوئے تنور

میں کود جانا۔ اگر تم ناکام میرے پاس آئیں تو میں تمہیں عبرت ناک طریقے سے فنا کر دوں گا"...... شالام نے کہا تو وہ دونوں خوش ہو گئیں۔ ثلائی تو بہت زیادہ خوش تھی کیونکہ اس کی جان بخشی ہو گئی تھی۔ شالام کے اس احسان پر وہ دونوں شالام کے سامنے جھک گئیں۔ وہ چند لمحوں تک جھکی رہیں اور پھر سیدھی ہو گئیں۔

"اب تم جاؤ۔ وہ دونوں ہسپتال میں ہیں تو ان کا خاتمہ تم آسانی سے کر سکتی ہو"...... شالام نے کہا تو وہ دونوں ایک بار پھر شالام کے سامنے جھک گئیں اور پھر سیدھی ہو گئیں اور جیسے ہی وہ سیدھی ہوئیں وہاں اندھیرا چھا گیا اور فضا میں حدت محسوس ہوئی۔ کچھ دیر تک اندھیرا چھایا رہا اور پھر جب اندھیرا ختم ہوا تو زلاری اور ثلائی دونوں وہاں سے غائب ہو چکی تھیں۔

وہ پاکیشیا کے دارالحکومت میں ظاہر ہوئیں۔ وہ دونوں اتنی خوبصورت اور پرکشش دکھائی دے رہی تھیں کہ انہیں جو بھی دیکھ رہا تھا حسرت سے دیکھ رہا تھا۔ ان کا لباس بھی جدید دور کے مطابق تھا۔ انہوں نے جینز کی پینٹیں اور ہاف بازوؤں والی شرٹیں پہن رکھی تھیں۔ ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی اور اس ہوا میں ان کے لمبے اور سیاہ بال لہرا رہے تھے۔ جوان تو جوان، بوڑھے بھی انہیں دیکھ کر آہیں بھرنے لگتے۔ لوگوں کو اس طرح اپنی طرف متوجہ پا کر ان دونوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور یہ مسکراہٹ سب کو دیوانہ بنا رہی تھی۔

"ثلائی۔ جوزف اور اس کا آقا دونوں اس قسم کے انسان ہیں کہ ہم ان کے قریب نہیں جا سکتیں۔ انہیں ختم کرنے کے لئے ہمیں دوسروں کی مدد لینی پڑے گی"...... زلاری نے ثلائی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ جس طرح پہلے حملے میں، میں نے ٹرک ڈرائیوروں کے ذہن قابو کر کے ان سے کام لیا ہے"...... ثلائی نے کہا تو زلاری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہاں۔ اب کیا طریقہ اختیار کیا جائے کہ ان دونوں کی موت یقینی ہو جائے"...... زلاری نے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک منصوبہ آ تو رہا ہے"...... ثلائی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا۔ جلدی بتاؤ۔ میں تو بہت ہی بے چین ہو رہی ہوں"۔ زلاری نے کہا۔

"جس شخص سے رازش مدد لینے گئی تھی اس کے ساتھ اس کا باورچی سلیمان رہتا ہے۔ ہم سلیمان کے قریب جا سکتی ہیں۔ ہم جا کر اس کے ذہن پر قبضہ کر لیتی ہیں اور اس سے ایک زہریلی چائے تیار کراتی ہیں۔ جیسے ہی ہمارا دشمن اپنے فلیٹ پر پہنچے گا ہم سلیمان کے ذہن کو کھلا چھوڑ دیں گی کیونکہ اگر ہم سلیمان کے دماغ میں موجود رہیں گی تو اس کے مالک کو معلوم ہو جائے گا۔ وہ بہت تیز طرار ہے۔ اسے بہت ساری باتوں کا پہلے سے ہی علم ہو جاتا

ہے"...... ثلائی نے کہا تو زلاری کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

"تو نے بالکل ٹھیک منصوبہ بنایا ہے۔ پہلے یہی کام کرتے ہیں کیونکہ یہ بندہ ٹھیک ہو کر چل پھر بھی رہا ہے اس لئے یہ کسی بھی وقت اپنے فلیٹ پر پہنچ سکتا ہے جبکہ دوسرا بندہ جوزف شدید زخمی ہے اور ہسپتال میں بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ کسی وقت بھی اس پر گولی چلائی جا سکتی ہے"...... زلاری نے کہا تو ثلائی کی آنکھوں میں موجود شیطانی چمک میں اضافہ ہو گیا۔

"تم اصل ٹارگٹ کی نگرانی کرو اور میں سلیمان کے ذہن پر قبضہ کرتی ہوں۔ جیسے ہی ہمارا دشمن اپنے فلیٹ کے قریب پہنچے تم مجھے بتا دینا"...... ثلائی نے کہا تو زلاری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہاں۔ ایک بات کا خیال رکھنا۔ نگرانی تم نے دور رہ کر کرنی ہے۔ اس کے قریب نہیں جانا"...... ثلائی نے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ میں بھی جانتی ہوں کہ اس شخص کے قریب جانا نہایت ہی خطرناک ہے"...... زلاری نے کہا۔

"ہم اپنے اصل ٹارگٹ سے فارغ ہو لیں پھر جوزف کو کسی بدمعاش گروپ کے ہاتھوں مروا دیں گی"...... ثلائی نے کہا اور پھر وہ دونوں الگ الگ سمتوں میں آگے بڑھ گئیں۔

"آپ کا ساتھی اب خطرے سے باہر ہے لیکن دو دن بعد ہم نے اس کا ایک آپریشن اور کرنا ہے اور اس آپریشن کے ایک ہفتے کے بعد اسے ہسپتال سے چھٹی مل سکے گی"...... ڈاکٹر فاروقی نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ صفدر اس وقت ڈاکٹر فاروقی کے آفس میں ہی بیٹھا ہوا تھا۔ ڈاکٹر فاروقی کی بات سن کر صفدر مطمئن ہو گیا۔ اب اس کا ارادہ جوزف پر حملہ کرنے والوں سے دو دو ہاتھ کرنے کا تھا۔ گو کہ جوزف پر حملہ کرنے والے تمام افراد مارے جا چکے تھے لیکن صفدر نے ان مرنے والوں میں سے ایک کو پہچان لیا تھا۔ وہ آدمی جیگر گروپ کا تھا۔ جیگر گروپ سٹار کلب کے مالک پرنس جیگر نے بنایا ہوا تھا۔ یہ بدمعاشوں کا ایک مشہور گروپ تھا۔

"تھینک یو ڈاکٹر صاحب۔ اب میں چلتا ہوں۔ دوبارہ جلد حاضر ہوں گا"...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے

اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے ڈاکٹر فاروقی سے مصافحہ کیا اور پھر چند لمحوں بعد بھی اس کی کار سٹار کلب کی طرف بڑھ رہی تھی۔ تقریباً دس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ سٹار کلب کی پارکنگ میں داخل ہو گیا۔ اس نے کار پارک کی اور مین گیٹ سے ہوتا ہوا کاؤنٹر تک پہنچ گیا۔ اس نے ہال پر صرف ایک ہی نظر ڈالی تھی۔ ہال میں اوباش ٹائپ مرد اور عورتیں ہی نظر آ رہی تھیں۔ ہال میں سگریٹوں کا کثیف دھواں بھرا ہوا تھا جس میں منشیات کی بو بھی شامل تھی۔ ہال کی مختلف جگہوں پر تقریباً چار مسلح افراد کھڑے تھے۔

کاؤنٹر کے قریب بھی دو افراد مشین گنیں سنبھالے کھڑے تھے۔ ان کی تیز نظریں ہال پر تھیں۔ انہوں نے گہری نظر سے صفدر کا بھی جائزہ لیا لیکن زبان سے کچھ نہ بولے۔ کاؤنٹر پر دو لڑکیاں موجود تھیں۔ ان کے چہرے ان کے بازاری ہونے کی نشان دہی کر رہے تھے۔ دونوں لڑکیوں نے صفدر کو دیکھا تو بازاری انداز میں مسکرائیں۔

"یس سر۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں"...... ایک لڑکی نے صفدر سے پوچھا۔

"مجھے پرنس جیگر سے ملنا ہے"...... صفدر نے کرخت لہجے میں کہا تو لڑکی نے مسلح افراد کی طرف دیکھا۔ دونوں مسلح افراد صفدر کی باتیں سن کر اس کے قریب آ گئے اور اسے گھورنے لگے۔

"تم پرنس سے کیوں ملنا چاہتے ہو"...... ایک مسلح آدمی نے

غراتے ہوئے لہجے میں صفدر سے پوچھا مگر صفدر نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اسے ایک تھپڑ جڑ دیا۔ تھپڑ کھا کر وہ دو قدم پیچھے لڑکھڑا گیا جبکہ اس تھپڑ کی آواز پورے ہال میں گونجی اور اس کے ساتھ ہی ہال میں سناٹا چھا گیا۔ آج سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ کسی نے پرنس جیگر کے کسی آدمی پر ہاتھ اٹھایا ہو۔ دو قدم پیچھے لڑکھڑاتے ہی اس مسلح آدمی نے اپنی مشین گن سیدھی کی اور اس کے ساتھ ہی اس کے دوسرے ساتھی نے بھی مشین گن سیدھی کر لی تھی جبکہ ہال میں موجود دیگر چار افراد بھی خطرناک انداز میں صفدر کی طرف بڑھنے لگے۔

"پرنس جیگر نے تمہیں بات کرنے کا سلیقہ نہیں سکھایا"...... تھپڑ مارنے کے بعد صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔ ابھی صفدر کی بات مکمل ہی ہوئی تھی کہ ہال فائرنگ سے گونج اٹھا۔ ان دونوں کو مشین گنیں سیدھی کرتے دیکھ کر کاؤنٹر پر کھڑی دونوں لڑکیاں کاؤنٹر کے نیچے دبک گئیں تھیں جبکہ فائرنگ ہوتے ہی صفدر فرش پر گر گیا تھا اور گولیوں کی بوچھاڑ اس کے اوپر سے گزر گئی تھی۔ فرش پر گرتے ہی صفدر کی دونوں ٹانگیں حرکت میں آئیں اور دونوں مسلح افراد کے گھٹنوں پر لگیں۔ وہ دونوں بھی الٹ کر فرش پر گر گئے۔ ان کے سر فرش سے ٹکرائے اور ابھی انہوں نے اٹھنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی کہ صفدر نے ایک آدمی کی مشین گن چھین لی اور اپنی طرف بڑھتے ہوئے چاروں مسلح افراد پر فائر کھول دیا۔ فائرنگ کی تیز آواز ایک

بار پھر ہال میں گونجی اور صفدر کی طرف بڑھتے ہوئے چاروں مسلح افراد گھومتے ہوئے فرش پر گرے اور گرتے ہی تڑپنے لگے۔

فائرنگ سے ہال میں بھگدڑ مچ گئی۔ مرد اور عورتیں مین گیٹ کی طرف بھاگ رہے تھے۔ عورتوں کے چیخنے کی آوازیں کانوں کے پردے پھاڑ رہی تھیں اور اس بھگدڑ میں کئی مرد اور عورتیں گر کر دیگر افراد کے پاؤں تلے روندے جا رہے تھے۔ ان چاروں کے خاتمے کے بعد صفدر نے گرے ہوئے افراد کو دیکھا جو اب اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

صفدر نے لیٹے لیٹے ان پر بھی فائر کر دیا اور وہ اٹھنے کی کوشش میں ہی دوبارہ منہ کے بل فرش پر گرے اور ذبح ہوتے ہوئے بکرے کی مانند تڑپنے لگے۔ ان چھ افراد کے خاتمے میں محض چند سیکنڈ لگے تھے۔ صفدر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس وقت سیڑھیوں سے بھاگتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ آوازوں سے لگتا تھا کہ آنے والے ایک سے زیادہ ہیں۔ پھر وہ ظاہر بھی ہو گئے۔ وہ تعداد میں تین تھے اور طوفانی رفتار سے سیڑھیاں اتر رہے تھے۔ ان کے نظر آتے ہی صفدر کی مشین گن سے ایک بار پھر شعلے نکلے اور وہ تینوں سیڑھیوں میں ہی ہٹ ہو گئے۔ گولیاں کھا کر وہ سیڑھیوں پر سے پھسلتے ہوئے نیچے جا گرے اور تڑپنے لگے۔

صفدر چوکنے انداز میں چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی سماعت کی حسیات پوری طرح جاگی ہوئی تھیں۔ معمولی سی آواز بھی

وہ محسوس کر سکتا تھا۔ چند لمحے گزر گئے لیکن کوئی آواز سنائی نہ دی۔ ہال اب خالی ہو چکا تھا۔ دروازے کے قریب تین چار افراد پڑے ہوئے تھے جو یا تو مارے جا چکے تھے یا بے ہوش ہو گئے تھے۔

”کاؤنٹر سے باہر نکل آؤ ورنہ میں تمہیں بھی مار ڈالوں گا“۔ صفدر نے غراتے ہوئے کہا تو چند لمحوں تک تو لڑکیاں باہر نہ نکلیں لیکن پھر کچھ دیر بعد وہ کاؤنٹر کے نیچے سے نکلیں تو ان کے چہرے زرد ہو چکے تھے اور وہ تھر تھر کانپ رہی تھیں۔ وہ صفدر سے کچھ کہنا چاہتی تھیں لیکن خوف کی وجہ سے بول نہیں پا رہی تھیں۔ صفدر کچھ دیر تک انہیں گھورتا رہا اور پھر اس کے چہرے کے تاثرات نرم ہو گئے۔

”میں عورتوں کو مارنے کا قائل نہیں ہوں اس لئے تم مجھ سے مت ڈرو“...... صفدر نے نرم لہجے میں کہا۔ صفدر کے اس نرم لہجے کا ان دونوں پر خاطر خواہ اثر ہوا اور وہ کچھ بولنے کے قابل ہو گئیں۔

”شش۔ شش۔ شکریہ۔ ہم۔ ہمیں مت مارنا“...... ایک لڑکی نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

”اب بتاؤ پرنس جگیر کہاں ہے“...... صفدر نے مزید نرم لہجے میں لڑکیوں سے پوچھا۔

”وہ۔ وہ۔ اپنے آفس میں ہیں“...... لڑکی نے بدستور ہکلاتے ہوئے کہا۔

”یہاں اتنی فائرنگ ہوئی ہے۔ شور شرابا ہوا ہے مگر وہ آیا کیوں

نہیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''آفس ساؤنڈ پروف ہے اور باس شراب کے نشے میں دھت ہوگا۔ انجلی کے ساتھ''...... لڑکی نے کہا۔ اب اس کی ہکلاہٹ میں کچھ کمی آ گئی تھی۔

''کہاں ہے اس کا آفس''...... صفدر نے پوچھا تو کاؤنٹر گرل نے کاؤنٹر کے ساتھ ہی بنی ہوئی گیلری کی طرف اشارہ کیا تو صفدر نے گردن اٹھا کر گیلری کی طرف دیکھا۔

''او کے۔ اب تم فوراً اس ہال سے باہر نکل جاؤ اور بہتر یہی ہے کہ اپنے گھروں میں چلی جاؤ''...... صفدر نے تحکمانہ لہجے میں لڑکیوں سے کہا تو وہ دونوں لڑکیاں لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ کاؤنٹر سے باہر نکلیں اور گیٹ کی طرف بڑھ گئیں۔ جب وہ ہال سے نکل گئیں تو صفدر گیلری میں داخل ہوا۔ اس گیلری میں صرف دو کمرے تھے۔ ایک کمرے کے دروازے پر پرنس جیگر لکھا ہوا تھا۔ صفدر نے دروازے پر دباؤ ڈالا لیکن دروازہ لاکڈ تھا۔ صفدر نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کی نال لاک کے سوراخ سے لگائی اور ٹریگر دبا دیا۔ لاک ٹوٹ گیا تو صفدر اندر داخل ہو گیا۔

صفدر کو پرنس جیگر تھری سیٹر صوفے پر پڑا ہوا نظر آیا جبکہ ایک لڑکی جہازی سائز میز پر پڑی ہوئی تھی۔ شراب کی دو خالی بوتلیں بھی میز پر پڑی ہوئی تھیں۔ میز کی ایک طرف ریوالونگ چیئر اور دوسری طرف دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ صفدر نے ایک ہی نظر میں

جیگر کے آفس کا جائزہ لیا اور پھر وہ جیگر کی طرف بڑھا۔ اس کے قریب پہنچ کر صفدر نے اسے تین چار تھپڑ مارے۔ یہ تھپڑ بہت ہی زوردار تھے۔ ان تھپڑوں نے اس کے دماغ کو ہلا کر رکھ دیا اور وہ ہوش میں آنے لگا۔ صفدر نے اسے مزید ایک تھپڑ مار دیا۔

''اب کون ہے۔ کیوں مارتا ہے''...... پرنس جیگر نے لاشعوری طور پر بولتے ہوئے کہا تو صفدر نے اسے ایک اور تھپڑ جڑ دیا۔ یہ تھپڑ جیگر کو مکمل طور پر ہوش میں لے آیا۔

''اوہ۔ کون ہو تم اور تمہاری یہ جرأت کہ تم میرے آفس میں آ کر مجھے تھپڑ مارو۔ میرے آدمی کہاں ہیں۔ انہوں نے تمہیں اندر کیسے آنے دیا''...... جیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ صوفے پر گر گیا۔

''تمہارے تمام مسلح افراد کی لاشیں ہال میں موجود ہیں اور کاؤنٹر گرلز اپنے گھروں کو بھاگ گئی ہیں''...... صفدر نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیگر کے منہ پر ایک اور تھپڑ مار دیا۔

''یہ کیا بدتمیزی ہے۔ تم بار بار مجھے تھپڑ کیوں مار رہے ہو''۔ جیگر نے غصیلے لہجے میں غراتے ہوئے کہا لیکن صفدر نے بغیر کچھ کہے اس کے چہرے پر ایک اور تھپڑ جڑ دیا اور پھر مشین پسٹل نکال کر اس کی نال جیگر کے منہ میں ڈال دی تو جیگر کی آنکھوں میں خوف کے تاثرات پیدا ہو گئے۔

"مم۔ مم۔ غو۔ غو۔ ں"...... جیگر کے منہ سے بے معنی الفاظ نکلے تو صفدر نے مشین پسٹل کی نال اس کے منہ سے نکال لی۔

"تم نے کس کے کہنے پر جوزف پر قاتلانہ حملہ کرایا تھا"۔ صفدر نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"کک۔ کون جوزف۔ میں تو کسی جوزف کو نہیں جانتا"۔ جیگر نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا تو صفدر اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ جیگر کی حیرت مصنوعی نہیں بلکہ حقیقی ہے۔

"تمہارے آدمیوں نے ایک زخمی حبشی پر قاتلانہ حملہ کیا تھا لیکن وہ خود مارے گئے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے اطلاع مل چکی ہے کہ میرے آدمیوں نے ایک ایمبولینس پر حملہ کیا تھا لیکن وہ خود مارے گئے لیکن یہ میرے حکم پر نہیں ہوا تھا"...... جیگر نے کہا۔ اس بار بھی اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہارے آدمی تمہارے حکم کے بغیر کسی مشن پر جائیں"...... صفدر نے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں بالکل لاعلم ہوں اور اس بات پر حیران بھی ہوں کہ انہیں کس گروپ نے ختم کیا ہے کیونکہ ابھی تک مجھے ان کے قاتل گروپ کا بھی پتہ نہیں چل سکا"...... جیگر نے کہا۔

"تمہاری یہ حیرت تو میں ابھی دور کر سکتا ہوں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم اس گروپ کو جانتے ہو جس نے میرے آدمیوں کا خاتمہ کیا ہے"...... جیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جتنا میں جانتا ہوں اتنا کوئی بھی نہیں جانتا ہو گا کیونکہ ان کا خاتمہ میں نے ہی کیا ہے"...... صفدر نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"اکیلے تم نے ان کا خاتمہ کر دیا۔ وہ تو انتہائی خطرناک فائٹر گروپ تھا"...... جیگر نے بے یقینی سے کہا۔

"تمہارے کلب میں بھی تمہارے جتنے خطرناک افراد تھے وہ میرے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں"...... صفدر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ابھی تم نے بتایا تھا۔ تم تو بہت ہی خطرناک آدمی ہو"۔ جیگر نے مرعوب لہجے میں کہا۔

"اب ان فضول باتوں کو چھوڑو اور مجھے بتاؤ کہ تم نے جوزف پر قاتلانہ حملہ کیوں کرایا"...... صفدر نے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں کہ مجھے نہیں معلوم کہ میرے آدمیوں نے ایسا کیوں کیا"...... جیگر نے کہا۔

"اوکے۔ اگر تم یہاں نہیں بتا رہے تو میں تمہیں ایسی جگہ لئے چلتا ہوں جہاں پتھر بھی بولنے پر مجبور ہو جاتے ہیں"...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مشین پسٹل کا دستہ جیگر کی کھوپڑی کے مخصوص حصے پر مارا۔ پہلے وار پر جیگر کا سر بری طرح چکرانے لگا اور دوسرے وار پر اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

عمران کا ذہن تاریک ہونے لگا لیکن اس نے سر کو جھٹکا دیا۔ وہ فرش پر گر چکا تھا اور اسے محسوس ہو رہا تھا کہ موت اس سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑی ہے۔ اس نے اپنی قوت ارادی کو مجتمع کیا۔ اسے احساس تھا کہ اگر اس کا ذہن اب تاریک ہو گیا تو پھر یہ تاریکی قیامت کے دن ہی دور ہو سکے گی۔ اپنی قوت ارادی کے بل بوتے پر اس نے اپنے حواس پر کچھ قابو پایا۔ اس نے گرے گرے ہی میڈیکل باکس اپنے قریب کیا اور اسے کھول کر اس میں سے ایک انجکشن اور سرنج نکال لی۔ اس نے فرش پر لیٹے لیٹے ہی انجکشن تیار کیا اور قمیض کے اوپر سے ہی بازو میں انجیکٹ کر دیا اور پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ انجکشن سریع الاثر تھا۔ ایک منٹ کے بعد ہی عمران کی حالت سنبھلنے لگی۔ پھر تقریباً پانچ منٹ گزرنے کے بعد عمران اٹھ بیٹھا۔ اس نے مزید دو انجکشن تیار کر کے خود کو

لگائے اور پھر اس نے طاقت کے دو انجکشن تیار کر کے خود کو لگائے اور مزید پانچ منٹ گزرنے کے بعد وہ پہلے کی طرح چاک و چوبند ہو چکا تھا۔ اس نے ایک بار پھر موت کو شکست دے دی تھی۔ اب وہ سلیمان کا انتظار کر رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد سلیمان واپس آ گیا۔

''سلیمان۔ ادھر آؤ''...... جیسے ہی سلیمان فلیٹ میں داخل ہوا عمران نے سنجیدہ لہجے میں اسے پکارتے ہوئے کہا۔

''جی صاحب''...... سلیمان نے فوراً ہی حاضر ہوتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میرے آنے سے پہلے کوئی فلیٹ میں آیا تھا''...... عمران نے بدستور سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

''نہیں صاحب۔ آج تو کوئی بھی نہیں آیا''...... سلیمان نے بھی بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اگر کوئی نہیں آیا تو پھر چائے میں زہر کس نے ملایا تھا''۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

''چائے میں زہر۔ اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے صاحب''...... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ چائے میں زہر تھا۔ مجھے موت سے باقاعدہ جنگ کرنی پڑی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''صاحب۔ میرا تو سر بھاری ہو رہا تھا۔ اسی وجہ سے میں نے اپنے لئے چائے بنائی کہ اتنے میں آپ آ گئے اور میں نے وہ

چائے آپ کو دے دی"...... سلیمان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں الزام نہیں دے رہا۔ میں تو تمہیں بتا رہا ہوں"۔ عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن صاحب۔ سوال تو یہ ہے کہ چائے میں زہر آ کیسے گیا"۔ سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"زہر تم نے خود ملایا ہے لیکن اس میں تمہارے ارادے کو دخل نہیں"...... عمران نے کہا۔

"یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے صاحب۔ میں نے زہر نہیں ملایا"۔ سلیمان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"میں نے کہاں نا کہ اس میں تمہارے ارادے کو دخل نہیں تھا۔ ایک بار پھر شیطانی چکر شروع ہو گیا ہے اور تمہارے دماغ پر کسی شیطانی طاقت نے قبضہ کر کے تم سے یہ کام کرایا ہے"...... عمران نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے"...... سلیمان نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"صاحب۔ یہ تو بہت ہی خطرناک بات ہے۔ اس کا تدارک ہونا چاہئے ورنہ شیطان اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو سکتا ہے"۔ سلیمان نے اس مرتبہ پریشان لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"سلیمان۔ زندگی شیطان کے ہاتھ میں نہیں بلکہ رحمٰن کے ہاتھ میں ہے۔ اس نے جتنی میری زندگی لکھی ہے میں نے اس کے مطابق جینا ہے۔ یہ شیطان مردود مجھے لاکھ نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا رہے یہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ میں اس سے ڈرنے والا نہیں ہوں"...... عمران نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

"جی صاحب۔ آپ نے بالکل سچ کہا ہے۔ میں بلاوجہ پریشان ہو گیا تھا"...... سلیمان نے اس مرتبہ مطمئن لہجے میں کہا۔

"میں دانش منزل جا رہا ہوں۔ اگر کوئی اہم بات ہو جائے تو مجھے فون کر دینا اور اس کے ساتھ ہی پانی دم کر کے فلیٹ کی تمام دیواروں پر چھڑک دو تا کہ شیطانی طاقتیں فلیٹ سے دور رہیں"۔ عمران ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ فلیٹ سے باہر آ گیا۔ پارکنگ میں بلیک زیرو کی کار موجود تھی۔ وہ کار میں سوار ہوا اور پھر کچھ دیر بعد وہ دانش منزل پہنچ گیا۔ جیسے ہی وہ کنٹرول روم میں داخل ہوا بلیک زیرو اسے دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔

"عمران صاحب۔ آپ کی رنگت کچھ زرد ہو رہی ہے۔ خیریت تو ہے"...... رسمی سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا۔

"ہاں۔ کسی شیطانی طاقت نے مجھ پر زبردست وار کر دیا تھا"۔ عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور پھر اسے تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ یہ تو بہت ہی خطرناک وار تھا عمران صاحب۔ اللہ کا شکر ہے کہ آپ بچ گئے"...... بلیک زیرو نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہم پر ہر لمحہ اللہ کا احسان ہوتا رہتا ہے"...... عمران نے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ جولیا کا فون آیا تھا۔ وہ اجازت مانگ رہی ہے کہ ٹیم کو آپ کے ساتھ بھیجا جائے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ایسے مشن میں ہمیشہ جوزف ہی میرے ساتھ ہوتا ہے لیکن اب جوزف کی حالت بہت خراب ہے اور میرا اندازہ ہے کہ وہ پندرہ بیس دن سے پہلے صحت یاب نہیں ہو سکتا اس لئے میں سوچ رہا ہوں کہ ایک دو ممبران کو ساتھ لے ہی جاؤں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن میں نے تو جولیا سے کہا ہے کہ یہ عمران کا ذاتی کام ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ کوئی بات بنائی جا سکتی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر آپ جولیا اور صفدر کو ساتھ لے جائیں"...... بلیک زیرو نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"اگر جولیا میرے ساتھ گئی اور تنویر نہ گیا تو پھر تنویر نے مجھے گولی مار دینی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی بھی بات نہیں ہے عمران صاحب۔ آپ نے بے چارے تنویر کو کچھ زیادہ ہی بدنام کر دیا ہے"...... بلیک زیرو نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ پھر ایسا کرو کہ تنویر کے سامنے تم جولیا میں دلچسپی لے کر دیکھو یا پھر تنویر سے کہو کہ صرف تم اور جولیا کسی مشن پر جا رہے ہو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کی مسکراہٹ میں اضافہ ہو گیا۔ وہ عمران کو جواب دینا چاہتا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے فوراً ہی رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"طاہر صاحب۔ صاحب آپ کے پاس موجود ہوں گے۔ میں نے ان سے بات کرنی ہے"...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"سلیمان۔ میں عمران بول رہا ہوں۔ ہاں۔ کیا بات ہے"۔ عمران نے اس مرتبہ اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"صاحب۔ صفدر کا فون آیا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ آپ فوری طور پر ان سے رابطہ کریں"...... دوسری طرف سے سلیمان نے کہا۔

"او کے۔ میں صفدر کو کال کرتا ہوں"...... عمران نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

"صفدر تو جوزف کے پاس تھا۔ اسے کیا ایمرجنسی پیش آ گئی"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز کی دراز سے اپنا واچ ٹرانسمیٹر نکالا اور صفدر کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔ اس کا سیٹلائٹ موبائل فون سیٹ اس کے سٹڈی روم میں چارجنگ پر لگا ہوا تھا اور زیادہ تر مخصوص موبائل فون استعمال کرنے کی وجہ سے

ٹرانسمیٹر کا استعمال کم ہو گیا تھا اس لئے اس کا ٹرانسمیٹر آف حالت میں دانش منزل میں ہی پڑا رہتا تھا۔

"ہیلو۔ ہیلو عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار صفدر کو کال کرتے ہوئے کہا۔

"یس۔ صفدر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ہاں صفدر۔ تم نے ابھی سلیمان کو فون کیا ہے۔ اوور"۔ عمران نے صفدر سے کہا۔

"جی عمران صاحب۔ آپ سے رابطہ نہیں ہو پا رہا تھا اس لئے آپ کے فلیٹ کے ٹیلی فون پر سلیمان سے بات کرنی پڑی۔ عمران صاحب۔ چیف کا حکم ہے کہ اپنا مخصوص موبائل فون یا ٹرانسمیٹر سیٹ اور ریوالور یا مشین پسٹل ہر وقت اپنے پاس رکھا جائے لیکن آپ کے پاس موبائل فون یا ٹرانسمیٹر دونوں میں سے کوئی چیز نہیں تھی۔ اوور"...... صفدر نے کہا تو بلیک زیرو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"یہ ہدایت باقاعدہ ممبران کے لئے ہے۔ میں تمہارے چیف کا ملازم نہیں ہوں۔ بہرحال تم بتاؤ کہ تم نے کیوں کال کی ہے۔ جوزف خیریت سے تو ہے نا۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"میں نے جنرل ہسپتال کے ڈاکٹرز کے کہنے پر جوزف کو فاروقی ہسپتال میں شفٹ کر دیا ہے۔ جنرل ہسپتال میں جوزف کی

حالت خراب ہو گئی تھی۔ جوزف کو فاروقی ہسپتال لے جاتے ہوئے ایمبولینس پر حملہ ہو گیا۔ میں نے تمام حملہ آوروں کا خاتمہ کر دیا اور جوزف کو بخیریت فاروقی ہسپتال پہنچا دیا جہاں اب اس کی حالت بہتر ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر فاروقی کا کہنا ہے کہ دو دن بعد جوزف کا ایک اور آپریشن ہونا ہے۔ اوور"...... صفدر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو عمران کے ماتھے پر شکنیں نمودار ہو گئیں۔

"کون تھے حملہ آور۔ اوور"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"عمران صاحب۔ سٹار کلب کے مالک پرنس جیگر کے آدمی تھے۔ میں نے سٹار کلب جا کر جیگر کے تمام افراد کا خاتمہ کر دیا ہے اور جیگر اس وقت میرے پاس ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں جیگر کو کہاں پہنچاؤں۔ اوور"...... صفدر نے کہا۔

"تم جیگر کو لے کر رانا ہاؤس پہنچو۔ میں وہیں آ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

"میں اس جیگر کو چیک کر لوں"...... عمران نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر تیزی سے کنٹرول روم سے باہر نکل آیا۔ پھر تقریباً دس منٹ کی تیز ڈرائیونگ کے بعد اس کی کار رانا ہاؤس کے جہازی سائز گیٹ پر پہنچ گئی۔ عمران کار سے اتر کر گیٹ کی طرف بڑھا اور اس نے گیٹ کا مخصوص تالا کھولا۔ تالا کھولنے کے بعد اس نے گیٹ بھی کھول دیا۔ گیٹ کھول کر جونہی وہ کار کی طرف بڑھا صفدر کی کار

بھی وہاں پہنچ گئی۔ عمران نے صفدر کی طرف دیکھا تو اس نے سر کے اشارے سے عمران کو سلام کیا۔ عمران نے بھی سر کے اشارے سے سلام کا جواب دیا اور پھر وہ کار میں بیٹھا اور کار رانا ہاؤس میں داخل ہو گئی۔ صفدر کی کار بھی اس کے پیچھے آ گئی۔ صفدر کار سے نیچے اترا اور پھر اس نے رانا ہاؤس کا گیٹ بند کر دیا۔

"عمران صاحب۔ جیگر کو کس کمرے میں پہنچانا ہے"...... گیٹ بند کرنے کے بعد صفدر نے عمران سے پوچھا۔

"اسے ڈارک روم میں لے آؤ"...... عمران نے کہا اور پھر وہ ڈارک روم کی طرف بڑھا۔ صفدر بھی جیگر کو اٹھا کر اس کے پیچھے ڈارک روم میں آ گیا اور پھر صفدر نے جیگر کو ایک کرسی پر ڈال دیا۔

"عمران صاحب۔ اسے باندھنے کی ضرورت ہے"...... صفدر نے پوچھا تو عمران نے انکار میں سر ہلا دیا۔

"نہیں۔ یہ تو گیدڑ لگ رہا ہے۔ اسے کیا باندھنا۔ البتہ اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا تو صفدر نے جیگر کے منہ پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ چوتھے تھپڑ پر اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی جبکہ پانچویں تھپڑ پر اسے ہوش آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی وہ لاشعوری طور پر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جیسے ہی وہ کرسی سے اٹھا صفدر نے اس کے سر پر ایک مکا مارا اور وہ کراہتا ہوا کرسی پر گر گیا۔

"لگتا ہے تم تھپڑ مارنے کے جنون میں مبتلا ہو"...... جیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ تو تم ہو وہ چوہے جس نے جوزف جیسے شیر کا شکار کرنا چاہا"...... عمران نے جیگر کو گھورتے ہوئے کہا۔

"یہ بالکل جھوٹ ہے۔ میں تمہارے ساتھی کو بھی بتا چکا ہوں کہ میں نے اپنے آدمیوں کو ایسا کوئی حکم نہیں دیا۔ میں نے تو جوزف کا نام ہی پہلی بار تمہارے اس ساتھی کی زبان سے سنا ہے لیکن اس نے میری بات پر یقین نہیں کیا اور مجھے یہاں اٹھا کر لے آیا"...... جیگر نے کہا۔ عمران نے بھی اس کے لہجے سے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ عمران نے صفدر کی طرف دیکھا تو صفدر نے اس کی نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"صفدر۔ اسے تو کچھ معلوم ہی نہیں اس لئے ایسا کرو کہ اسے برقی بھٹی میں ڈال دو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا۔ جیسے ہی عمران مڑا جیگر نے چیخنا شروع کر دیا۔

"ظالمو۔ مجھے میرا قصور تو بتا دو۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے"۔ جیگر نے چیختے ہوئے کہا۔

"تم نے بدمعاشی کا پورا نیٹ ورک بنایا ہوا تھا۔ تم بہت سے گھناؤنے جرائم میں ملوث ہو۔ تم نے کئی معصوم اور بے گناہ لوگوں کو قتل کیا ہے۔ آج میں ان تمام مقتولوں کا بدلہ لے رہا ہوں"۔

عمران نے بدستور سرد لہجے میں کہا۔

''مجھے معاف کر دو۔ میں جرائم سے توبہ کرتا ہوں۔ میں سٹار کلب بند کر دوں گا۔ میں آئندہ کسی کو قتل نہیں کروں گا''...... جیگر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''اب تک کتنے لوگوں کو قتل کر چکے ہو یا کرا چکے ہو''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''مم۔مم۔ میں نے۔ تعداد مجھے یاد نہیں ہے''...... جیگر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''منشیات اور اسلحے کی اسمگلنگ بھی تو کرتے ہو تم''...... عمران نے جیگر کو گھورتے ہوئے کہا۔

''اب نہیں کروں گا۔ سب کچھ چھوڑ دوں گا۔ تم بس مجھے ایک موقع دے دو''...... جیگر نے کہا۔

''کسی بھی ملک میں اسلحہ اور منشیات پھیلانا اس ملک کی جڑیں کاٹنے کے برابر ہوتا ہے اور جو لوگ میرے ملک کی جڑیں کاٹنے کی کوشش کرتے ہیں میں ان کے ساتھ کسی قسم کی رعایت کرنے کا قائل نہیں ہوں''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل نظر آیا۔ عمران کے لہجے سے ہی جیگر سمجھ گیا تھا کہ اب اس کی موت آ چکی ہے۔ اس کا چہرہ یکدم زرد پڑ گیا اور اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے اسے کرسی سے اٹھنے کا موقع ہی نہ دیا۔ مشین پسٹل کی کئی گولیاں بیک وقت

جیگر کے دل میں جا لگیں اور وہ اچھل کر کرسی سے فرش پر گرا اور تڑپنے لگا۔

''آؤ صفدر''...... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا جو اس دوران خاموش رہا تھا۔ صفدر اب بھی خاموشی سے عمران کے ساتھ ڈرائینگ روم میں آ گیا۔ اس نے صفدر کو صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو صفدر صوفے پر بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ آپ مشن پر کب روانہ ہو رہے ہیں''۔ صفدر نے عمران سے پوچھا۔

''میں سوچ رہا تھا کہ دو تین دنوں تک جوزف کی حالت سنبھل جائے تو پھر روانہ ہوا جائے''...... عمران نے جواب دیا۔

''تین چار ہفتوں سے پہلے جوزف چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہو سکتا''...... صفدر نے کہا۔

''پھر میں اکیلا ہی چلا جاتا ہوں''...... عمران نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آپ ہمیں ساتھ لے چلیں نا''...... صفدر نے عمران کی منت کرتے ہوئے کہا۔

''جولیا نے کہا تھا کہ وہ اس سلسلے میں ایکسٹو سے بات کرے گی''...... عمران نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مس جولیا سے میری بات ہوئی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ چیف نے انکار کر دیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

"جب تمہارا چیف جولیا کو انکار کر چکا ہے تو پھر میں تمہیں کیسے ساتھ لے جا سکتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"آپ چیف سے اجازت لے سکتے ہیں۔ چیف آپ کی بات مانتا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"مجھے ڈر لگتا ہے۔ ایکسٹو نے مجھے ڈانٹ دیا تو میری کیا عزت رہ جائے گی"...... عمران نے نیم رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"پلیز عمران صاحب۔ آپ بات کر کے دیکھیں تو سہی"۔ صفدر نے ایک بار پھر منت کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ میں ایک شرط پر ایکسٹو سے بات کرتا ہوں"...... عمران نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے آپ کی ہر شرط منظور ہے۔ بولیں کیا شرط ہے"...... صفدر نے جلدی سے کہا۔

"اگر ایکسٹو میری بے عزتی کر دے تو تم نے دوسرے ساتھیوں کو نہیں بتانا کہ ایکسٹو نے میری بے عزتی کی ہے"...... عمران نے کہا تو صفدر نے ایک طویل سانس لیا جبکہ عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"میں تو سمجھا تھا کہ کوئی بہت بڑی شرط ہو گی جو شاید میرے بس سے بھی باہر ہو"...... صفدر نے کہا۔

"اچھا۔ تم میری بے عزتی کو معمولی بات سمجھتے ہو"...... عمران

نے مصنوعی خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ آپ کی عزت پر تو میں اپنی جان بھی قربان کر سکتا ہوں لیکن مجھے امید ہے کہ چیف نے آپ کو ڈانٹنا نہیں ہے بلکہ آپ کی بات مان لینی ہے"...... صفدر نے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بات کہہ کر تم نے میرا دل جیت لیا ہے۔ اب ایکسٹو مجھے جوتے بھی لگائے تو میں اس سے بات ضرور کروں گا"...... عمران نے جوشیلے لہجے میں کہا اور پھر وہ اٹھ کر فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھا کر دانش منزل کے نمبر پریس کئے اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"ایکسٹو"...... دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کے بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں چیف۔ اگر آپ میری بے عزتی نہ کریں تو میں کچھ عرض کروں"...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مقصد کی بات کرو۔ فضول باتیں کر کے اپنا اور میرا وقت ضائع نہ کرو"...... ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا۔

"او کے چیف۔ چونکہ مجھے آپ سے ایک بات منوانی ہے اس لئے میں فضول باتوں سے اجتناب کرتا ہوں"...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے مخصوص اشارہ کر دیا۔ صفدر کے چہرے پر تو مسکراہٹ آ گئی البتہ

ایکسٹو نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

"چیف۔ میں نے ایک مظلوم لڑکی کی مدد کرنی ہے۔ شیطان سے اس کی عزت بچانی ہے۔ میں آپ کو تکلیف نہ دیتا اگر جوزف شدید زخمی نہ ہوتا۔ ابھی میں مشن پر روانہ نہیں ہوا کہ مجھ پر شیطانی حملے شروع ہو گئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی میرے ساتھ اس مشن کی تکمیل کے لئے جائے تاکہ وہ بھی اس نیک کام میں شریک ہو سکیں اور اگر میں زخمی ہو جاؤں یا کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاؤں تو میری مدد کرنے والے موجود ہوں"۔ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کام تو نیک ہے اور موقع ملنے پر انسان کو نیک کام کرنا بھی چاہئے لیکن یہ تمہارا ذاتی معاملہ ہے اور ذاتی معاملے میں سرکاری خزانے کا ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا جا سکتا"...... عمران کی بات سن کر ایکسٹو نے نرم لہجے میں کہا۔

"چیف۔ مجھے فنڈ کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف آپ کی اجازت کی ضرورت ہے۔ میں ممبران کو اپنے خرچ پر لے جاؤں گا"...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں ایکسٹو سے کہا۔ عمران اور ایکسٹو کے درمیان ہونے والی گفتگو سے صفدر کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اجازت ملنے والی ہے۔

"لیکن میں ساری ٹیم کو تمہارے ساتھ نہیں بھیج سکتا۔ تم جولیا، صفدر اور تنویر کو ساتھ لے جا سکتے ہو"...... ایکسٹو نے کہا اور اس

کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ میں نے آپ سے کہا تھا نا کہ چیف آپ کی بات مان لے گا"...... صفدر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ایکسٹو کے دل میں میرے لئے کچھ نرمی پیدا کر ہی دی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"واقعی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے ورنہ چیف تو بات سننے کا روادار بھی نہیں ہوتا"...... صفدر نے کہا۔

"آؤ۔ اب جیگر کی لاش کو برقی بھٹی کے حوالے کریں اور پھر جولیا کے فلیٹ پر پہنچ کر آئندہ کا لائحہ عمل تیار کریں"...... عمران نے کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر بھی اس کے پیچھے تھا۔

"یہ کس قسم کے لوگ ہیں۔ مرنے میں ہی نہیں آ رہے"۔ زلاری نے ثلائی سے کہا۔ وہ دونوں اس وقت ڈریم لینڈ ہوٹل کے ایک کمرے میں لڑکیوں کے روپ میں بیٹھی ہوئی تھیں۔

"ہاں۔ ہمارا ٹارگٹ تیز زہر کے اثر سے بھی بچ گیا ہے۔ اگر ہم نے اپنی ناکامی کے بارے میں آقا کو بتایا تو اس نے ہمیں جلا کر فنا کر دینا ہے"...... ثلائی نے بھی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ناکامی کا تو سوچنا بھی نہیں ہے۔ ان دو انسانوں کی موت ہماری زندگی ہے اور ان کا زندہ رہنا ہماری موت ہے۔ ہم نے ہر حال میں انہیں ختم کرنا ہے"...... زلاری نے کہا تو ثلائی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم جاؤ اور دور سے جائزہ لے کر آؤ کہ ہمارا ٹارگٹ اس وقت کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے"...... ثلائی نے کہا تو کمرے میں

یکدم اندھیرا چھا گیا۔ اندھیرا ختم ہوا تو زلاری غائب ہو چکی تھی۔ اسے غائب ہوئے ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے کہ کمرے کے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

"یس۔ کم ان"...... ثلائی نے بلند آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک شخص اندر آ گیا۔ اس شخص کی عمر چالیس پینتالیس سال کے لگ بھگ تھی۔ صحت مند جسامت اور سرخ و سپید رنگ۔

"ہیلو مس۔ میرا نام سیٹھ جمال خان ہے"...... اس شخص نے اپنا ہاتھ ثلائی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو ثلائی نے خوش دلی سے اس سے ہاتھ ملایا اور اس نے ایک ہی نظر میں جمال خان کے بارے میں جان لیا۔ جمال خان بہت بڑا صنعت کار ہونے کے ساتھ اسلحے کا بہت بڑا اسمگلر بھی تھا۔ اس نے اپنی ایک خفیہ تنظیم بھی بنائی ہوئی تھی جس کا نام بلیک ڈیتھ تھا۔ یہ تنظیم بڑے بڑے بیورو کریٹس کو بلیک میل کرتی تھی اور اس سیٹھ جمال کے رابطے ہمسایہ ملک کافرستان سے بھی تھے۔ بلیک ڈیتھ پاکیشیا میں دہشت گردی کی سرگرمیاں بھی کرتی تھی۔ سیٹھ جمال خان شکل سے جس قدر مہذب اور شریف نظر آ رہا تھا اس کا باطن اتنا ہی مکروہ اور بھیانک تھا۔

"میرا نام ثلائی خانم ہے"...... ثلائی نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ثلائی خانم۔ یہ کچھ عجیب سا نام ہے"...... سیٹھ جمال خان

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر صوفے پر بیٹھ گیا۔

''ہاں۔ یہاں یہ عجیب ہی نام ہے لیکن ہمارے قبیلے میں ایسے ہی نام ہوتے ہیں۔ بہرحال آپ بتائیں۔ آپ کس سلسلے میں آئے ہیں''...... ثلائی نے سیٹھ جمال سے کہا اور ساتھ ہی اس کی آمد کا مقصد پوچھا۔ ویسے تو وہ جان چکی تھی کہ سیٹھ جمال خان کیوں آیا ہے لیکن اس سے پوچھنا زیادہ ضروری تھا۔ وہ کسی پر بھی یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی کہ وہ عام لڑکی نہیں ہے بلکہ شیطانی ذریات ہے۔

''میں اِدھر اُدھر کی باتوں میں وقت ضائع نہیں کروں گا۔ میں آپ سے صاف صاف بات کروں گا۔ میں ایک بھنورا ہوں اور خوبصورت کلیوں کا رس چوسنا میری ہابی ہے۔ اس سلسلے میں، میں نے اپنے آدمی چھوڑے ہوئے ہیں۔ وہ جیسے ہی میرے معیار کی کسی کلی کو دیکھتے ہیں تو مجھے اطلاع کر دیتے ہیں اور میں خود اڑ کر اس کلی تک پہنچ جاتا ہوں۔ آج میرے آدمیوں نے مجھے اطلاع دی ہے کہ ہوٹل ڈریم لینڈ میں پرستان سے دو کلیاں آئی ہیں۔ میں اڑتا ہوا یہاں آ پہنچا۔ آپ کا دیدار تو ہو گیا مگر دوسری کلی نظر نہیں آ رہی''...... سیٹھ جمال نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''زلاری خانم میری بہن ہے۔ ابھی کچھ دیر میں آ جائے گی''۔ ثلائی نے شوخ لہجے میں کہا۔

''میں نے اپنی زندگی میں ایسا بھرپور حسن پہلے کبھی نہیں دیکھا

جیسا حسن آپ میں ہے اور اب میں آپ کی بہن زلاری خانم کو دیکھنے کے لئے بے چین ہو رہا ہوں''...... سیٹھ جمال خان نے کہا تو ثلائی مسکرائی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور زلاری بھی مسکراتے ہوئے اندر آ گئی۔ پھر سیٹھ جمال خان کو دیکھ کر چونکی اور اس نے سوالیہ نظروں سے ثلائی کی طرف دیکھا۔ گو کہ کمرے میں داخل ہونے سے پہلے ہی وہ سب کچھ جان چکی تھی بلکہ وہ دروازے سے آئی بھی اس لئے تھی کہ کمرے میں سیٹھ جمال خان موجود تھا ورنہ اسے دروازہ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں تھی لیکن وہ بھی سیٹھ جمال خان کو کچھ عجیب سا محسوس نہیں ہونے دینا چاہتی تھی۔

''یہ سیٹھ جمال خان ہیں''...... ثلائی نے زلاری سے سیٹھ جمال خان کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ میں بہت بڑا صنعت کار ہوں۔ میرا بزنس پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے''...... سیٹھ جمال خان نے فخریہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

''آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی سیٹھ جمال خان صاحب''۔ زلاری نے اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

''آپ دونوں بہنوں کے ہاتھ پھولوں کی طرح نرم ہیں۔ ایسے ہاتھ میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھے''...... سیٹھ جمال خان نے زلاری سے ہاتھ ملانے کے بعد کہا تو دونوں اپنی تعریف سن کر

خوش ہو گئیں۔

''ثلائی خانم۔ سیٹھ صاحب کس سلسلے میں تشریف لائے ہیں''۔ زلاری نے پوچھا۔

''ان کا کہنا ہے کہ یہ بھنورے ہیں اور کلیوں کا رس چوسنا ان کی ہابی ہے۔ یہ ہمیں بھی کلیاں سمجھ کر یہاں تشریف لائے ہیں''۔ ثلائی نے کہا تو زلاری نے شکوہ بھری نظروں سے سیٹھ جمال خان کی طرف دیکھا۔

''آپ نے ہمیں کال گرلز سمجھ لیا ہے''...... زلاری نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ نہیں۔ نہیں۔ میں نے تو ایسا نہیں کہا اور نہ ہی سمجھا ہے۔ آپ یقیناً کسی اعلیٰ خاندان کی فرد ہیں لیکن میں کیا کروں۔ میں تو اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوں۔ پلیز آپ مجھ پر مہربانی کریں''...... سیٹھ جمال خان نے کہا۔

''ہم آپ پر کیا مہربانی کریں''...... زلاری نے سخت لہجہ اپناتے ہوئے کہا۔

''آپ دونوں کچھ وقت ہمارے ساتھ گزاریں۔ آپ دونوں جو خدمت کہیں گی میں کرنے کو تیار ہوں۔ دس لاکھ، بیس لاکھ، پچاس لاکھ۔ بس آپ حکم کریں سب کچھ حاضر ہو جائے گا''...... سیٹھ جمال خان نے کہا تو اس کی بات سن کر زلاری اپنی جگہ سے اٹھی اور کمرے کے ایک کونے کی طرف بڑھی۔ کونے میں میں ایک بڑا

بیگ رکھا ہوا تھا۔ اس نے وہ بیگ اٹھایا اور سیٹھ جمال کے قریب رکھ دیا۔

''سیٹھ جمال خان۔ آپ اسے کھول کر دیکھیں''...... زلاری نے سیٹھ جمال خان سے کہا جو حیرت سے بیگ کو دیکھ رہا تھا۔

''کیا ہے اس بیگ میں''...... سیٹھ جمال خان نے حیرت بھرے لہجے میں زلاری سے پوچھا۔

''سیٹھ صاحب۔ اسے کھول کر تو دیکھیں''...... زلاری نے مسکراتے ہوئے کہا تو سیٹھ جمال خان نے بیگ کھول کر دیکھا تو وہ بڑا بیگ امریکی ڈالرز سے بھرا ہوا تھا۔ سیٹھ جمال خان کی حیرت میں اضافہ ہو گیا۔ بیگ میں ڈالرز دیکھنے کے بعد سیٹھ جمال خان، ثلائی اور زلاری کی طرف بھی حیرت سے دیکھنے لگا۔

''بس۔ یہ معمولی سا بیگ دیکھ کر آپ حیران ہو رہے ہیں۔ آپ کہیں تو ہم ابھی اس جیسے آٹھ دس بیگ اور منگوا لیں''۔ زلاری نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ پیسے نہ سہی میں تمہیں طاقت سے حاصل کروں گا''...... سیٹھ جمال نے دل میں کہا۔

''آپ اس وقت کیا سوچ رہے ہیں سیٹھ صاحب۔ ہمیں اس کا اندازہ ہے''...... اس مرتبہ ثلائی نے کہا۔

''میں۔ میں کیا سوچ رہا ہوں''...... سیٹھ جمال خان نے اس انداز میں کہا جیسے اس کی چوری پکڑی گئی ہو۔

"آپ سیٹھ ہیں نا اور سیٹھ بہت طاقتور ہوتے ہیں۔ آپ ہمیں طاقت کے زور پر حاصل کرنے کا سوچ رہے ہیں"...... ثلائی نے کہا تو سیٹھ جمال خان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تمہیں میری طاقت کا اندازہ ہے"...... سیٹھ جمال خان نے کہا۔

"ہاں۔ ہمیں تو اندازہ ہے لیکن آپ کو ہمارے بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہے"...... ثلائی نے کہا۔

"مجھے بھی اندازہ ہو رہا ہے کہ تم شکل سے جتنی بھولی بھالی اور معصوم نظر آ رہی ہو اتنی ہو نہیں"...... سیٹھ جمال خان نے ان دونوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو دونوں ہی ہنسنے لگیں۔

"ہمیں آپ کی دولت کا کوئی لالچ نہیں ہے کیونکہ جتنی آپ کے پاس دولت ہو گی اس سے کہیں زیادہ دولت ہمارے ایک کے پاس ہو گی۔ اگر آپ کہیں تو میں آپ کو سٹی بینک آف امیریکا کا گارینٹڈ چیک دے سکتی ہوں۔ آپ ایک ارب ڈالرز کی بات کریں، دو ارب ڈالرز کا کہیں یا آپ چار ارب ڈالرز کا کہیں"۔ زلاری نے کہا تو سیٹھ جمال خان کی آنکھیں حیرت سے ابل پڑیں۔

"ابھی حیران نہ ہوں۔ حیران ہونے کے لئے ابھی بہت کچھ باقی ہے"...... ثلائی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جس طرح ہمیں آپ کی دولت کا کوئی لالچ نہیں ہے اسی

طرح آپ کی طاقت کا بھی کوئی خوف نہیں ہے۔ ہم چاہیں تو ہمارے ایک اشارے پر آپ کی خفیہ تنظیم بلیک ڈیتھ کا مکمل صفایا ہو جائے گا"...... اس مرتبہ زلاری کے لہجے میں نجانے کیا بات تھی کہ سیٹھ جمال خان کے ماتھے پر پسینہ آ گیا۔

"تم۔ سچ سچ بتاؤ تم کون ہو"...... سیٹھ جمال خان نے نہایت ہی پریشان لہجے میں کہا۔

"ابھی سے پریشان ہو گئے۔ ابھی تو ہم بہت کچھ کہہ سکتی ہیں"...... ثلائی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا چھوڑیں ان باتوں کو۔ آپ کی خواہش ہے نا۔ ہمارے ساتھ وقت گزارنے کی۔ ہم آپ کی یہ خواہش پوری کر دیتی ہیں"...... زلاری نے بھی اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیسے"...... سیٹھ جمال خان نے ایک مرتبہ پھر حیرت بھرے لہجے میں کہا تو ثلائی اور زلاری کی مسکراہٹ بڑھ گئی۔

"جیسے آپ نے اور کلیوں کے ساتھ وقت گزارا ہے"۔ زلاری نے شوخ لہجے میں کہا۔

"لیکن ان لڑکیوں کو تو پیسوں کی ضرورت ہوتی تھی یا وہ کمزور ہوتی تھیں یا کوئی اور مجبوری ہوتی تھی لیکن تم میں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے"...... سیٹھ جمال خان نے کہا۔

"ہاں۔ ہماری مجبوری تو کوئی نہیں ہے۔ لیکن ہم تم سے ایک کام لیں گے"...... زلاری نے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

''اچھا بتاؤ کیا کام ہے۔ میں تمہارا ہر کام کرنے کو تیار ہوں''۔ سیٹھ جمال خان نے زلاری سے پوچھا۔

''میں تمہیں ایک فلیٹ کا ایڈریس دے رہی ہوں۔ اس فلیٹ میں اس وقت تین مرد اور ایک عورت موجود ہے۔ تم نے فوری طور پر اپنی تنظیم بلیک ڈیتھ کے ذریعے ان کا خاتمہ کرانا ہے''۔ زلاری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سیٹھ جمال خان کو ایڈریس بتا دیا۔

''یہ تو بہت معمولی سا کام ہے۔ میں ابھی حکم دے دیتا ہوں۔ دس سے پندرہ منٹ میں یہ کام ہو جائے گا''...... سیٹھ جمال خان نے کہا تو زلاری کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

''یہ عام لوگ نہیں ہیں۔ یہ بہت ہی خطرناک اور تیز طرار لوگ ہیں''...... زلاری نے کہا۔

''یہ جتنے بھی خطرناک لوگ ہوں میری تنظیم کے ایجنٹوں سے بڑھ کر نہیں ہیں۔ میں نے اپنی تنظیم کے ایک ایک ایجنٹ کی ٹریننگ ایکریمیا میں کرائی ہے اور ہر ایجنٹ پر میرا لاکھوں ڈالرز کا خرچہ ہوا ہے''...... سیٹھ جمال خان نے فخریہ لہجے میں کہا۔

''اسی لئے تم ہم سے خوفزدہ ہو گئے تھے''...... ثلائی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں تم سے خوفزدہ نہیں ہوا تھا۔ تمہاری باتیں سن کر مرعوب ہو گیا تھا اور وہ بھی وقتی طور پر اور اب میں تمہیں یہ بات بتا دوں کہ کام ہو جانے کے بعد اگر تم نے کوئی چالاکی کرنے کی کوشش کی تو

پھر تمہاری لاشیں سڑکوں پر نظر آئیں گی''...... سیٹھ جمال خان نے سخت لہجے میں کہا اور جیب سے کارڈلیس فون سیٹ نکال لیا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''رحیم داد۔ ایک ایڈریس نوٹ کرو''...... سیٹھ جمال خان نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ایڈریس نوٹ کر لیا ہے''...... سیٹھ جمال نے ایڈریس بتانے کے کچھ دیر بعد کہا۔

''اس ایڈریس پر اپنی مخصوص پراڈکٹ پہنچا دو۔ تمہارے پاس صرف دس منٹ ہیں۔ دس منٹ بعد مجھے رپورٹ کرو''...... دوسری طرف کی بات سننے کے بعد سیٹھ جمال خان نے کہا اور پھر اس نے کارڈلیس فون کا اینڈ بٹن پریس کیا اور ثلائی اور زلاری کی طرف دیکھا۔

''لو۔ تمہارا یہ کام تو ہو گیا''...... سیٹھ جمال خان نے مطمئن لہجے میں ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اسے یقین تھا کہ اس کے آدمی اس فلیٹ میں موجود افراد کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

عمران نے جولیا کے فلیٹ سے ہی ڈاکٹر فاروقی کو فون کر کے جوزف کے بارے میں پوچھا تھا۔ ڈاکٹر فاروقی نے اسے بھی وہی کچھ بتایا جو انہوں نے صفدر کو بتایا تھا۔ ڈاکٹر فاروقی کو فون کرنے کے بعد اس نے سلیمان کو فون کیا اور اسے جوزف کی تیمارداری کا کہا اور اب وہ تینوں تنویر کا انتظار کر رہے تھے جو کہ پہنچنے ہی والا تھا۔ پھر جولیا چائے بنانے کے لئے کچن میں چلی گئی تھی اور پھر کچھ دیر کے انتظار کے بعد ڈور بیل کی آواز سنائی دی تو صفدر بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ جب وہ واپس آیا تو تنویر اس کے ساتھ تھا۔ جیسے ہی تنویر ڈرائینگ روم میں داخل ہوا جولیا بھی چائے لے کر آ گئی۔

''آہ۔ ہم سے اچھا تو تنویر ہے۔ اس کے آتے ہی چائے بھی آ گئی ہے''...... عمران نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

''جلو مت۔ سیاہ ہو جاؤ گے''...... تنویر نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو جولیا اور صفدر مسکرانے لگے۔ جولیا نے سب کو چائے پیش کی۔ چائے کے ساتھ لوازمات بھی موجود تھے۔

''کیا کوئی کیس شروع ہو گیا ہے''...... تنویر نے چائے پینے کے دوران جولیا سے پوچھا۔

''نہیں۔ کیس تو شروع نہیں ہوا۔ ہم نے ایک مشن پر جانا ہے''...... جولیا نے جواب دیا اور پھر اس نے مختصر طور پر تنویر کو مشن کے بارے میں بتا بھی دیا۔

''اوہ۔ شیطانی طاقتوں سے مقابلہ۔ پھر تو مزہ آ جائے گا''۔ تنویر نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''جب شیطانی طاقتوں سے تمہارا سامنا ہوگا تو پھر پتہ چلے گا کہ مزہ آتا ہے یا تمہارے ماتھے پر پسنہ آتا ہے''...... عمران نے تنویر سے کہا۔ اس کا خیال تھا کہ تنویر چڑ جائے گا لیکن خلاف معمول تنویر کو غصہ نہیں آیا۔

''میں تمہاری بات کا برا نہیں منا رہا اس لئے کہ ہم اس مشن پر تمہاری وجہ سے جا رہے ہیں۔ تم نے چیف سے خصوصی طور پر اجازت لی ہے''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''عمران۔ ہم وادی سرخاب تک پہنچیں گے کیسے''...... عمران نے تنویر کی بات کا جواب دینا ہی چاہا تھا کہ جولیا جلدی سے بول پڑی۔

"میں نے ایک چھوٹا طیارہ ہائر کیا ہے۔ اس طیارے میں ہم چاروں کے علاوہ پائلٹ، کو پائلٹ اور دو ایئر ہوسٹس ہوں گی۔ یہ طیارہ ہمیں برف سے ڈھکی ہوئی وادی سرخاب میں پہنچا کر واپس آ جائے گا اور پھر جب ہم اسے طلب کریں گے تو یہ ہمیں واپس لانے کے لئے وادی سرخاب پہنچ جائے گا"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہم نے کس وقت روانہ ہونا ہے"...... تنویر نے روانگی کے متعلق پوچھا۔

"اب سے ٹھیک دو گھنٹوں کے بعد ہم ایئر پورٹ کے لئے روانہ ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ خصوصی مشن ہے۔ اس مشن میں ہمارا ٹکراؤ انسانوں کی بجائے شیطانوں سے ہے۔ آپ نے کچھ حفاظتی تدابیر بھی اختیار کی ہے"...... اس مرتبہ صفدر نے عمران سے پوچھا۔

"شیطانی مخلوق کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ہر وقت باوضو رہیں اور ہمارے دل و زبان پر کلام پاک کا ورد جاری رہے۔ اگر ہم ان دو باتوں کو اپنا لیں تو شیطانی مخلوق ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی"...... عمران نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم انسانوں کا شیطانی مخلوق کے ساتھ ٹکراؤ کچھ عجیب سا محسوس ہو رہا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"کچھ بھی عجیب نہیں ہے۔ انسان تو ازل سے شیطان کا مقابلہ

کر رہا ہے۔ شیطان تو تخلیق آدم کے دن سے ہی انسان کا دشمن بن گیا تھا اور قیامت تک دشمن رہے گا"...... عمران نے کہا۔

"عمران، شیطانی مخلوق سے پنجہ آزمائی کرتا رہتا ہے۔ ایک دو بار تو میں نے بھی عمران کا ساتھ دیا ہے جبکہ تمہارے ساتھ ایسا معاملہ شاید پہلی بار پیش آ رہا ہے اس لئے تمہیں عجیب سا محسوس ہو رہا ہے"...... جولیا نے تنویر سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اپنے ساتھ اپنے سیلائٹ موبائل فون بھی تو لے کر چلنے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"کیوں۔ دوران سفر بھی کیا تم گھنٹہ پیکج پر اپنی دوست لڑکیوں سے گھنٹہ گھنٹہ گپ شپ کرو گے"...... عمران نے کہا۔

"سب سے پہلی بات تو یہ کہ ہمارے یہ خصوصی نمبرز ہیں۔ ان کا کنکشن دانش منزل سے ہوتا ہے۔ ہمیں فون کا بل نہیں دینا پڑتا لہٰذا ایک منٹ بات کریں، ایک گھنٹہ بات کریں یا چوبیس گھنٹے بات کرتے رہیں تو ہمیں کیا فرق پڑتا اور دوسری بات یہ کہ لڑکیوں سے تمہاری دوستی ہو گی میری نہیں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہمارے جیسے لوگوں کے لئے رابطے کا محفوظ ترین ذریعہ تو ٹرانسمیٹر ہی ہے نا"...... صفدر نے کہا۔

"ٹرانسمیٹر بھی تو فریکونسی ہے نا۔ ٹرانسمیٹر کی کال بھی تو کیچ ہو

جاتی ہے اور اب ایسی جدید مشینری استعمال ہو رہی ہے جو ٹرانسمیٹر کال کی لوکیشن بھی بتا دیتی ہے اس لئے یہ بھی مکمل طور پر محفوظ طریقہ تو نہیں ہے۔ ہاں۔ اب اپنے مصنوعی سیارے سے لنک ہونے کے بعد ہمارے موبائل فونز مکمل طور پر محفوظ ہو چکے ہیں''۔ عمران نے انکار کرتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی فلیٹ کا بیرونی دروازہ ایک دھماکے سے کھلا۔ چونکہ اس وقت صفدر، تنویر اور عمران جولیا کے فلیٹ پر موجود تھے اس لئے دروازے کو اندر سے لاک نہیں کیا گیا تھا۔ دروازہ دھماکے سے کھلتے ہی تقریباً نو دس افراد یکدم اندر آ گئے اور ایک لمحہ ضائع کئے بغیر انہوں نے فائرنگ شروع کر دی لیکن فائرنگ شروع ہونے سے پہلے ہی وہ چاروں بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور فضا میں اڑ کر ادھر ادھر ہو گئے تھے اور فضا میں چھلانگ کے دوران ہی انہوں نے اپنی جیبوں سے اپنے مشین پسٹل بھی نکال لئے تھے۔ آنے والے ایک مرتبہ فائرنگ کرنے کے بعد اس فائرنگ کا نتیجہ دیکھنے کے لئے رکے تھے اور اس دوران فضا میں اڑتے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں نے اپنے مشین پسٹل سے ان پر فائرنگ کر دی اور یہ تو وہ لوگ تھے کہ اگر آنکھیں بند کر کے بھی فائر کرتے تو نشانے خطا نہ ہوتے۔ مشین پسٹل کی فائرنگ سے چھ افراد ہٹ ہو کر فرش پر گر کر تڑپنے لگے۔

''ان میں سے ایک کو لازماً زندہ پکڑنا ہے''...... عمران کی آواز

کمرے میں گونجی اور ایک بار پھر کمرہ فائرنگ کی آواز سے گونج اٹھا۔ اس فائرنگ سے مزید تین افراد بھی ہٹ ہو گئے۔ اب نو افراد لاشوں میں تبدیل ہو کر فرش پر گرے ہوئے تھے اور کمرے میں موجود قالین خون سے تربتر ہو گیا تھا جبکہ زندہ بچ جانے والا آدمی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے ساتھیوں کی لاشیں دیکھ رہا تھا۔ اسے یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ ایک لمحے میں یہ کیا سے کیا ہو گیا ہے۔ وہ آئے تو تھے ان چاروں کا خاتمہ کرنے لیکن ان کا اپنا خاتمہ ہو گیا تھا۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں زندہ بچ جانے والے شخص سے پوچھا۔

''رحیم داد۔ میرا نام رحیم داد ہے''...... اس شخص نے ایسے کہا جیسے وہ خواب میں بول رہا ہو۔

''تم کس کے آدمی ہو اور تمہارے اس گروپ کا انچارج کون ہے''...... عمران نے پوچھا۔ لیکن اب رحیم داد نے خود پر کچھ قابو پا لیا تھا۔ وہ فوری شاک کے اثر سے باہر نکل آیا تھا اس لئے اس نے عمران کے سوال کو نظرانداز کر دیا تھا۔ جب چند لمحے گزرنے کے بعد بھی رحیم داد نے کوئی جواب نہ دیا تو تنویر نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر زوردار تھپڑ مار دیا۔

''عمران جو کچھ پوچھ رہا ہے اس کا جواب دو ورنہ میں تمہاری کھال ادھیڑ کر اس میں مرچیں بھر دوں گا''...... تنویر نے غراتے

ہوئے لہجے میں کہا تو رحیم داد نے طنزیہ انداز میں اپنے سر کو جھٹکا دیا۔ اس کا یہ انداز دیکھ کر تنویر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور پھر اس نے رحیم داد کو اپنی ٹھوکروں پر رکھ دیا اور اچھل اچھل کر رحیم داد کو سر، پیٹ اور سینے میں ٹھوکریں مارنے لگا۔ چند ہی لمحوں میں رحیم داد چیخنے چلانے لگا۔ تنویر نے رحیم داد کا سر پکڑ کر اسے اٹھایا اور اس کے منہ پر زبردست مکا مار دیا۔

”میں۔ میں اس گروپ کا انچارج ہوں۔ لیکن اب تو یہ گروپ ختم ہو گیا ہے۔ تم نے اس گروپ کے تمام افراد کو ختم کر دیا ہے“...... رحیم داد نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم بھی تو ہمیں ختم ہی کرنے آئے تھے۔ اب خود ختم ہو گئے ہو تو لرز رہے ہو“...... تنویر نے کہا۔

”یہ گروپ کس نے بنایا ہوا تھا اور تم کیا کارروائیاں کرتے تھے“...... عمران نے پوچھا۔

”معروف صنعت کار سیٹھ جمال خان نے بلیک ڈیتھ تنظیم بنائی ہوئی ہے اور ہم دہشت گردی سمیت ہر قسم کی کارروائیاں کرتے ہیں۔ سیٹھ جمال خان کے رابطے کافرستان سے ہیں“...... رحیم داد نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران کا چہرہ پتھر کی طرح سخت ہو گیا۔ وہ آگے بڑھا اور اس نے رحیم داد کا سر پکڑ کر اسے ایک جھٹکا دیا۔ رحیم داد کی گردن کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز سب نے سنی اور اس کا جسم تڑپنے لگا۔ عمران کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر ان تینوں

میں سے کسی کو بھی ہمت نہ ہوئی کہ وہ عمران سے بات کرے۔

”عمران“...... اچانک عمران کو آواز سنائی دی تو عمران نے چونک کر سامنے دیکھا۔ سامنے رازش کھڑی تھی۔ رازش کو دیکھنے کے بعد عمران نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ ان تینوں کے چہرے بتا رہے تھے کہ انہوں نے نہ رازش کی آواز سنی تھی اور نہ ہی وہ اس کی موجودگی سے آگاہ تھے۔

”عمران۔ تمہارے ساتھی مجھے دیکھ نہیں رہے اور نہ ہی میری آواز سن رہے ہیں۔ دو شیطانی ذریات ثلاثی اور زلاری اس شہر میں موجود ہیں۔ وہ تمہارے قریب تو نہیں آ سکتیں لیکن دور رہ کر وہ تمہیں دیکھ لیتی ہیں۔ وہ دور سے میری بھی نگرانی کرتی رہتی ہیں۔ اس وقت وہ دونوں ڈریم لینڈ ہوٹل کے کمرہ نمبر تین سو چالیس میں سیٹھ جمال خان کے ساتھ موجود ہیں۔ تم باوضو ہو کر آیت الکرسی پڑھو گے تو دور سے بھی انہیں نظر نہیں آؤ گے۔ ڈریم لینڈ ہوٹل کے کمرہ نمبر تین سو چالیس کے دروازے پر پہنچ کر آیت الکرسی پڑھ کر دروازے پر دم کرو گے تو یہ دونوں شیطانی طاقتیں فرار نہیں ہو سکیں گی۔ تم انہیں آسانی سے جوزف کے بنائے ہوئے دھاگے سے قابو کر سکتے ہو۔ سفر پر روانگی سے قبل ان کا خاتمہ ضروری ہے ورنہ یہ تمہیں تنگ کرتی رہیں گی“...... رازش نے عمران سے کہا اور پھر وہ غائب ہو گئی۔

عمران کی توجہ چونکہ ایک طرف تھی اور وہ خاموش تھا اس لئے

اس کے تینوں ساتھی اسے غور سے دیکھ رہے تھے لیکن چونکہ عمران کے چہرے پر پتھروں جیسی سختی موجود تھی اس لئے ابھی تک تینوں میں سے کسی نے جرأت نہیں کی تھی کہ عمران سے کچھ پوچھے۔ رازش کے غائب ہو جانے کے بعد عمران نے گہرا سانس لیا اور اس کے ساتھ ہی وہ نارمل بھی ہو گیا۔

''عمران۔ کیا تم کسی گہری سوچ میں گم تھے''...... جیسے ہی عمران کے چہرے پر موجود سختی ختم ہوئی تو جولیا نے اس سے پوچھا۔

''ہاں۔ تم لوگ یہاں بیٹھو اور آیت الکرسی کا ورد کرتے رہو۔ میں کچھ دیر میں واپس آتا ہوں''...... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ باوضو وہ پہلے ہی تھا۔ اب اس نے آیت الکرسی کا ورد بھی شروع کر دیا تھا۔ جولیا کے فلیٹ سے نیچے آ کر وہ کار میں بیٹھ اور اس کی کار تیز رفتاری سے ہوٹل ڈریم لینڈ کی طرف بڑھنے لگی۔ چونکہ شیطانی طاقتوں کا چکر شروع ہو چکا تھا اس لئے عمران نے جوزف کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کافی مقدار میں ست رنگی ڈوریاں تیار کر لی تھیں اور کچھ ڈوریاں اس نے ہر وقت جیب میں رکھنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس وقت بھی چھ سات ست رنگی ڈوریاں اس کی جیب میں موجود تھیں۔

ڈرائیونگ کے دوران وہ آیت الکرسی کی تلاوت بھی کر رہا تھا کچھ ہی دیر کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ہوٹل ڈریم لینڈ پہنچ گیا۔ اس نے کار پارک کی اور کمرہ نمبر تین سو چالیس تک پہنچ گیا۔ دروازے

پر پہنچ کر اس نے رازش کے کہنے کے مطابق ایک بار پھر آیت الکرسی کی تلاوت کی اور دروازے پر پھونک مار دی۔ اس کے بعد اس نے دروازے کا ہینڈل گھمایا تو وہ گھوم گیا جس کا مطلب تھا کہ دروازہ لاک نہیں تھا۔ عمران نے پلک جھپکنے سے بھی پہلے دروازہ کھولا اور انتہائی سرعت کے ساتھ کمرے میں داخل ہو گیا۔ اندر دو لڑکیاں اور ایک مرد موجود تھا۔ ان کے حرکت کرنے سے پہلے عمران ان کے سروں پر پہنچ گیا۔ دونوں لڑکیاں ساتھ ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور وہ دونوں لڑکیاں چیختی ہوئی بے ہوش ہو گئیں۔

''یہ۔ یہ۔ یہ سب''...... کمرے میں موجود شخص نجانے کیا کہنا چاہتا تھا کہ عمران کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور اس شخص کی بھی چیخ بلند ہوئی اور وہ بھی بے ہوش ہو گیا۔ عمران نے جیب سے دو ست رنگی ڈوریاں نکال لیں اور ان دونوں لڑکیوں کے منہ ان ڈوریوں سے باندھ دیئے۔ اس کے بعد اس نے مرد کی نبض چیک کی۔ نبض بتا رہی تھی کہ مرد آدھ گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتا۔ اس طرف سے مطمئن ہونے کے بعد عمران لڑکیوں کی طرف متوجہ ہوا اور انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا۔

تھوڑی ہی دیر میں دونوں لڑکیاں ہوش میں آ گئیں۔ عمران کو اپنے سامنے دیکھ کر ان کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے اور انہوں نے کچھ بولنے کی کوشش کی لیکن منہ میں ڈوری

ہونے کی وجہ سے وہ بول نہ سکیں۔

''بولنے کی کوشش کرتی رہو۔ ابھی تم ٹھیک بولنے لگو گی''۔ عمران نے ان دونوں لڑکیوں سے کہا۔

''تت۔ تم یہاں''...... جلد ہی ست رنگی ڈوری ان کے منہ میں ایڈجسٹ ہو گئی تو وہ بولنے کے قابل ہو گئیں اور جب وہ بولنے کے قابل ہوئیں تو ان میں سے ایک نے عمران سے کہا۔

''ہاں۔ میں یہاں۔ ویسے تو میں تمہارے نام جانتا ہوں لیکن تم اپنی زبان سے بھی اپنے نام بتا دو''...... عمران نے ان دونوں سے کہا جو ثلائی اور زلاری ہی تھیں اور مرد سیٹھ جمال خان تھا۔

''جب تم ہمارے نام جانتے ہو تو پھر ہم سے پوچھنے کی ضرورت کیا ہے''...... ایک لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ یہ بتاؤ کہ تم میں سے ثلائی کون ہے اور زلاری کون ہے''...... عمران نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران کی زبان سے اپنے نام سن کر وہ دونوں ایک بار پھر حیران ہو گئیں۔

''میرا نام ثلائی ہے اور یہ زلاری ہے''...... چند لمحوں تک حیرت زدہ رہنے کے بعد ایک لڑکی نے کہا۔

''اب تم مجھے اپنے آقا شالام کے بارے میں بتاؤ''...... عمران نے کہا تو وہ ایک بار پھر حیران ہو گئیں۔

''تم تو ہمارے آقا کا نام بھی جانتے ہو''...... اس مرتبہ زلاری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں نہ صرف اس کا نام جانتا ہوں بلکہ اس کے بارے میں اور بھی بہت کچھ جانتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''جب تم ہمارے آقا کے بارے میں خود بہت کچھ جانتے ہو تو ہم سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے''...... ثلائی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''کہا تو تم نے بالکل ٹھیک ہے۔ تم سے کچھ پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک لائٹر نکال لیا۔ اس نے لائٹر کا شعلہ جلایا اور پھر بجھا دیا۔ لائٹر کا شعلہ دیکھ کر زلاری اور ثلائی کے چہروں پر خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''یہ۔ یہ آگ جلا کر تم کیا کرنا چاہتے ہو''...... زلاری نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''آگ کا شعلہ جلا کر میں تمہاری انگلی سے لگا دوں گا۔ اس کے بعد جو کچھ ہونا ہے وہ تمہیں معلوم ہے''...... عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا تو وہ دونوں ہی خوفزدہ ہو گئیں۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ تم ہمیں جلا نہیں سکتے''...... زلاری نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''اور تم نے یہ کیسی ڈوریاں ہمارے منہ میں ڈال دی ہیں۔ ہم سے تو کچھ بھی پڑھا نہیں جا رہا''...... ثلائی نے بھی خوفزدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''جب شیطان کی زبان پر تالا لگ جاتا ہے تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اب اس کا خاتمہ ہونے والا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوبارہ لائٹر جلا دیا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ ہمیں آگ نہ لگانا۔ تم ہم سے جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو۔ ہم جواب دیں گی''...... زلاری نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''کیا ضرورت ہے''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے ثلائی کا بازو پکڑ کر اس کے ہاتھ کو لائٹر کے جلتے ہوئے شعلے سے لگا دیا۔ فوراً ہی ثلائی کا بازو خشک لکڑی کی مانند جل اٹھا۔ ثلائی کو آگ لگانے کے بعد عمران نے زلاری کی طرف دیکھا تو وہ اپنی جگہ سے ہلنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن وہ معمولی سی حرکت بھی نہیں کر پا رہی تھی۔ عمران نے اس کا بھی بازو پکڑا اور اسے آگ کا شعلہ دکھایا۔ زلاری کا بازو بھی خشک لکڑی کی مانند جل اٹھا۔ ان دونوں کے جسم آگ میں جل رہے تھے اور ان کی کربناک چیخیں سنائی دے رہی تھیں۔ ایسے لگتا تھا جیسے بہت سی چڑیلیں اور درندے مل کر چیخ رہے ہوں۔ عمران جانتا تھا کہ یہ آوازیں صرف عمران کے کان ہی سن رہے ہیں۔ عام انسانوں کی سماعت تک یہ آوازیں نہیں پہنچ رہی تھیں۔

عمران نے ان دونوں کو جلتا ہوا چھوڑا اور سیٹھ جمال خان کی

طرف بڑھا۔ جب سے اس نے سنا تھا کہ سیٹھ جمال خان دہشت گردی کی کارروائیوں میں ملوث ہے اور اس کے رابطے کافرستان سے ہیں اس کے دل میں سیٹھ جمال خان کے لئے نفرت کا لاوا ابل رہا تھا۔ سیٹھ جمال خان ابھی تک بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ عمران نے اس کی گردن پر اپنا پاؤں رکھا اور اسے مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو سیٹھ جمال خان کا جسم تڑپنے لگا۔ عمران نے اسے تڑپتا ہوا چھوڑا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔

یہ ایک چھوٹا سا جہاز تھا جس میں عمران، جولیا، صفدر اور تنویر سوار تھے۔ ان کے ساتھ ہی دو ایئر ہوسٹس بھی تھیں۔ پائلٹ اور کوپائلٹ بھی موجود تھے۔ پائلٹ اور کوپائلٹ اپنے کنٹرول روم میں تھے جبکہ ایئر ہوسٹس خالی کرسیوں پر بیٹھی ہوئی تھیں اور ان کرسیوں پر بیٹھنے کا بھی ان سے عمران نے کہا تھا۔

''تنویر۔ کچھ شرم کرو''...... کچھ دیر تک خاموش رہنے کے بعد عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں شرم کروں۔ لیکن میں نے بے شرمی والا کون سا کام کیا ہے''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بہن بھی ساتھ بیٹھی ہوئی ہے اور تم نامحرم لڑکیوں کو گھور رہے ہو''...... عمران نے کہا۔

''نامحرم لڑکیاں۔ یہاں کون سی نامحرم لڑکیاں موجود ہیں''۔ تنویر

نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ تم ایئر ہوسٹس کو لڑکیاں ہی نہیں سمجھتے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم تو کوئی بہت بڑے فسادی ہو۔ لڑکیوں کو مجھ سے لڑوانا چاہتے ہو''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ میں بھول گیا تھا۔ تم تو ان سے لڑ ہی نہیں سکتے''۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''تنویر ان سے کیوں نہیں لڑ سکتا''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس لئے کہ تنویر ہر لڑکی کو بہن سمجھتا ہے اور اچھے بھائی تو کبھی بھی بہنوں سے نہیں لڑتے''...... عمران نے کہا تو تنویر نے غصے سے اس کی طرف دیکھا لیکن عمران دوسری طرف متوجہ ہو گیا۔

''تم ہر وقت ہی بکواس کرتے رہتے ہو''...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ تم سچ سچ بتاؤ کہ تم ان دونوں ایئر ہوسٹس کو اپنی بہنیں نہیں سمجھتے''...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر صفدر اور جولیا مسکرانے لگے جبکہ تنویر جوش میں آ گیا۔

''ہاں۔ میں انہیں اپنی بہنیں سمجھتا ہوں۔ تمہیں کوئی اعتراض ہے''...... تنویر نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''جولیا۔ تنویر ان لڑکیوں کو اپنی بہنیں سمجھتا ہے لیکن تمہیں اپنی

بہن کہنے پر تیار نہیں ہے“...... عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو تنویر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

”تم درمیان میں میرا ذکر کیوں لے آئے ہو“...... جولیا نے عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”اس کی تو عادت ہے بکواس کرنے کی اور اپنی اس عادت کے ہاتھوں یہ کسی دن میرے ہاتھوں مارا جائے گا“...... جولیا کی حمایت پر تنویر کا غصہ کچھ کم ہو گیا تھا اس لئے اس نے عمران کی بجائے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بالکل۔ عمران صاحب۔ آپ تنویر کے ساتھ زیادتی کر جاتے ہیں۔ ہمیں یہ اچھا نہیں لگتا“...... صفدر نے بھی تنویر کا غصہ کم کرنے کے لئے عمران سے کہا۔ ویسے صفدر اور جولیا نے اس سچویشن کو خوب انجوائے کیا تھا۔

”کیا تنویر تمہیں اچھا نہیں لگتا۔ لیکن کیوں“...... عمران نے چونکتے ہوئے صفدر سے پوچھا۔

”میں نے تنویر کے بارے میں نہیں بلکہ آپ تنویر کے ساتھ جو زیادتی کر جاتے ہیں وہ ہمیں اچھا نہیں لگتا“...... صفدر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ اس وقت دونوں ایئر ہوسٹس اٹھ کر ان کے قریب آ گئیں۔

”اگر آپ ہماری وجہ سے جھگڑا کر رہے ہیں تو پلیز ایسا نہ کریں“...... ایک ایئر ہوسٹس نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ

دونوں عمران اور تنویر کی باتیں سن رہی تھیں اور سمجھ رہی تھیں کہ ان کی وجہ سے جھگڑا ہو رہا ہے۔

”ارے نہیں مس نجمہ۔ اس شخص کی عادت ہے فضول باتیں کرنے کی اور جہاں یہ کوئی خوبصورت لڑکی دیکھتا ہے وہاں اس کی فضول باتیں بہت بڑھ جاتی ہیں کیونکہ اس کا خیال ہے کہ لڑکیاں اس کی فضول باتوں کو مزاح سمجھ کر متاثر ہو جاتی ہیں“...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ چونکہ یہ خصوصی پرواز مختصر افراد پر مشتمل تھی اس لئے روانگی کے وقت عمران نے ان کا تعارف کرا دیا تھا۔ ایک ایئر ہوسٹس کا نام نجمہ اور دوسری کا سارہ تھا۔ پائلٹ کا نام خالد اور کو پائلٹ کا نام رضوان تھا۔

”میرے خیال میں ایسی بات تو نہیں ہے۔ ان کی باتیں واقعی دلچسپ ہوتی ہیں“...... سارہ نے کہا۔

”بس۔ عمران کا مقصد پورا ہو گیا۔ آپ اس سے متاثر ہو گئیں“۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تو تمہارا کیا خیال ہے۔ انہیں تم سے متاثر ہونا چاہئے“۔ عمران نے کہا۔

”ہم تنویر صاحب سے متاثر ہیں۔ یہ بہت ہی اچھے انسان نہیں۔ ہمیں بہنیں کہہ چکے ہیں“...... سارہ نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں تو آپ کو بہن سمجھتا ہوں لیکن یہ شخص آپ کو بہن نہیں

سمجھتا''...... تنویر نے جلدی سے کہا۔

''جولیا۔ تم بھی سارہ اور نجمہ کو بہنیں سمجھتی ہو''...... عمران نے تنویر کی بات کا جواب دینے کی بجائے جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''سمجھتی نہیں ہوں بلکہ سارہ اور نجمہ میری بہنیں ہیں''...... جولیا نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارے رشتے سے تو یہ میری بہنیں لگیں کیونکہ سالے اور سالیاں بھی بھائی بہن ہی ہوتے ہیں۔ یوں اب رشتے میں تنویر بھی میرا بھائی ہی ہو گیا۔ کیوں تنویر۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا''۔ عمران نے پہلے جولیا اور پھر تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔ عمران کی بات سن کر جولیا کا چہرہ شرم سے گلنار ہو گیا جبکہ تنویر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا جبکہ نجمہ اور سارہ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ سمجھ گئی تھیں کہ تنویر مذاق سے چڑتا ہے اور اسی لئے عمران اس سے مذاق کرتا ہے۔

''میں نے کئی بار سوچا ہے کہ تمہارے ساتھ کہیں نہ جاؤں لیکن ہر بار سب سے پہلے میں ہی تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہو جاتا ہوں۔ اب میری توبہ ہے''...... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کانوں کو ہاتھ بھی لگا دیا۔

''وہ کیا کسی شاعر نے کہا ہے کہ میں نے ہزار بار توبہ کی اور ہر بار توبہ توڑ دی۔ اب میری توبہ سے توبہ کہ میں توبہ کروں''۔ عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن تنویر نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔

''عمران صاحب۔ شعر تو وزن میں پڑھ دیا کریں''...... اس مرتبہ صفدر نے کہا۔

''میری عام باتوں میں وزن نہیں ہے تو شعروں میں وزن کہاں سے آئے گا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تمہاری باتوں میں وزن تو ہوتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اگر میری باتوں میں وزن ہوتا تو وہ اب تک تمہارے دل میں بوجھ نہ ڈال چکا ہوتا''...... عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر صفدر، نجمہ اور سارہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی جبکہ تنویر کا منہ بن گیا اور جولیا کو عمران کی بات سمجھ ہی نہیں آئی تھی اس لئے اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

''تمہاری باتوں سے میرے دل پر کیسے بوجھ پڑ سکتا ہے''۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جب پیار بھری باتوں کا دل پر بوجھ پڑتا ہے تو دن کا چین ختم ہو جاتا ہے۔ راتوں کی نیند اڑ جاتی ہے اور انسان تارے گن گن کر رات گزارتا ہے''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''تنویر ٹھیک کہتا ہے۔ تمہیں ہر وقت بکواس کرنے کی عادت ہے''...... جولیا نے مصنوعی غصے میں کہا۔

''ابھی صرف تمہیں احساس ہوا ہے۔ آہستہ آہستہ سب کو

احساس ہو جائے گا کہ عمران بکواس ہی کرتا ہے“...... جولیا نے چونکہ تنویر کی حمایت کی تھی اس لئے تنویر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”آپ تو سب ہی دلچسپ باتیں کرتے ہیں۔ دل چاہتا ہے کہ بس آپ کی باتیں سنتے رہیں“...... نجمہ نے کہا۔ نجمہ اور سارہ ان کی نوک جھونک سے محظوظ ہو رہی تھیں۔ وہ عمران اور تنویر کی نیچر کو سمجھ گئی تھیں۔ پھر اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی بات کرتا جہاز کو ایک زبردست جھٹکا لگا اور اس کا رخ عمودی ہو گیا۔ چونکہ ان میں سے کسی نے بھی سیٹ بیلٹس نہیں باندھی تھیں اس لئے وہ جہاز میں فٹ بال کی طرح اڑنے لگے۔ نجمہ اور سارہ کی تو چیخیں نکل گئیں تھیں جبکہ عمران، تنویر، صفدر اور جولیا نے سنبھلنے کی کوشش کی تھی۔

اسی لمحے جہاز کو ایک اور جھٹکا لگا اور جہاز سیدھا ہو گیا۔ سارہ اور نجمہ کراہ رہی تھیں کیونکہ انہیں بہت چوٹیں لگی تھیں لیکن یہ چوٹیں اندرونی ہی تھیں کیونکہ ان کے جسم کے کسی بھی حصے سے خون نہیں بہہ رہا تھا۔ چوٹیں تو انہیں بھی لگی تھیں لیکن وہ ایسی چوٹوں کو خاطر میں لانے والے نہیں تھے۔ ابھی جہاز کو سیدھے ہوئے چند سیکنڈ ہی گزرے تھے کہ جہاز لرزنے لگا۔

”جلدی سے سیٹ بیلٹس باندھ لو“...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور وہ خود کنٹرول روم کی طرف بڑھا۔ وہ کنٹرول روم میں داخل

ہوا تو پائلٹ اور کو پائلٹ گھبرائے ہوئے تھے۔

”کیا ہوا خالد“...... عمران نے تیز لہجے میں پائلٹ سے پوچھا۔

”معلوم نہیں عمران صاحب۔ شاید انجن میں کوئی فنی خرابی پیدا ہو گئی ہے“...... پائلٹ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جہاز کو نیچے اتار دو“...... عمران نے کہا اور جہاز سے باہر دیکھنے لگا۔ وہ اس وقت برف پوش پہاڑوں کے اوپر سے گزر رہے تھے اور جہاز کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ کسی بھی وقت پہاڑوں پر گر کر تباہ ہو سکتا تھا۔

”عمران صاحب۔ کوئی قطعہ زمین نظر آنے پر میں کوشش کرتا ہوں“...... پائلٹ نے کہا مگر عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ وہ باہر دیکھنے لگا۔ جہاز کو ایک بار پھر زوردار جھٹکا لگا اور جہاز ترچھا ہو کر نیچے جانے لگا۔ نیچے پہاڑوں کی برف پوش چوٹیوں کے علاوہ کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ پائلٹ جہاز کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگا جبکہ عمران نے دل ہی دل میں کلمہ کا ورد شروع کر دیا۔ نیچے جاتے جاتے جہاز کو ایک اور جھٹکا لگا اور جہاز ایک بار پھر سیدھا ہو گیا۔ پہاڑوں کی چوٹیاں بہت ہی قریب آ چکی تھیں۔ اگر پائلٹ نے دو تین سیکنڈ مزید جہاز کو نہ سنبھالا ہوتا تو یقیناً جہاز کسی چوٹی سے ٹکرا چکا ہوتا۔ جہاز کے سیدھا ہونے کے بعد پائلٹ جہاز کو بہت بلندی پر لے گیا۔ بلندی پر پہنچتے ہی جہاز ایک بار پھر لرزنے لگا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جہاز اب گرا۔ پھر پہاڑوں

کے درمیان ہی ایک چھوٹا سا قطعہ زمین آ گیا۔

''یہاں جہاز اتار لو''...... عمران نے پائلٹ سے کہا لیکن پائلٹ نے انکار کی صورت میں سر ہلایا۔

''نہیں عمران صاحب۔ یہ بہت تنگ جگہ ہے۔ یہاں جہاز نہیں اتر سکتا''...... پائلٹ نے کہا۔

''تم ہٹو۔ جہاز کا کنٹرول مجھے دو''...... عمران نے پائلٹ سے کہا تو اس نے حیرت سے عمران کی طرف دیکھا۔

''عمران صاحب۔ آپ''...... پائلٹ نے کچھ کہنا چاہا لیکن عمران نے اسے بری طرح ڈانٹ دیا۔

''میں نے کہا نا ہٹو تم''...... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے جہاز کا کنٹرول سنبھال لیا۔ وہ چھوٹا سا قطعہ زمین بھی پیچھے رہ گیا تھا اور حد نظر تک برف پوش پہاڑ نظر آ رہے تھے۔ جہاز کا کنٹرول سنبھالنے کے بعد عمران نے جہاز کا رخ بدلا۔ اس کے کنٹرول میں آتے ہی جہاز بری طرح لرزنے لگا تھا لیکن عمران اسے مہارت سے کنٹرول کئے ہوئے تھا۔ وہ قطعہ زمین پھر آ گیا۔ جہاز کی رفتار عمران نے بہت کم کر دی تھی۔ عمران نے اس جگہ کا جائزہ لیا اور جائزہ لینے کے دوران وہ جگہ پیچھے رہ گئی۔ تھوڑا آگے جا کر عمران نے جہاز کا رخ بدلا اور جہاز کو کافی نیچے لے آیا۔

پائلٹ جانتا تھا کہ اس قدر تنگ جگہ پر جہاز لینڈ نہیں ہو سکتا اور

عمران کی یہ کوشش مکمل تباہی کے مترادف تھی اس لئے اسے اپنی موت کا یقین ہو گیا تھا اور اس نے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔ جہاز نے کچھ جھٹکے کھائے اور اس میں زلزلے کے آثار پیدا ہوئے۔ کچھ دیر کے بعد پائلٹ کو سکون محسوس ہوا تو اس نے آنکھیں کھولیں۔ اس نے دیکھا کہ جہاز پرسکون انداز میں کھڑا ہوا تھا جبکہ عمران اور رضوان کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ تھی۔ پائلٹ نے جہاز سے باہر دیکھا۔ جہاز اسی تنگ سی جگہ پر کھڑا ہوا تھا۔ پائلٹ نے حیرت اور تحسین کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ عمران کی طرف دیکھا۔

''ناقابل یقین۔ عمران صاحب اگر میں اپنے پائلٹ ساتھیوں کو یہ پچویشن بتاؤں گا تو وہ کبھی بھی یقین نہیں کریں گے کہ جہاز نے ایسی جگہ لینڈ کیا ہے''...... پائلٹ نے عمران سے کہا۔

''جب بہت سے جان لیوا خطرات حملہ کرنے والے ہوں تو پھر سب سے کم خطرے کو خود ہی گلے لگا لینا چاہئے۔ چونکہ اس خطرے میں بچنے کے آٹھ دس فیصد چانس موجود تھے اس لئے میں نے یہ رسک لینے کا فیصلہ کیا۔ دوسری صورت میں تو مکمل موت تھی''۔ عمران نے پائلٹ سے کہا۔ اس کے بعد وہ کنٹرول روم سے باہر آیا۔ نجمہ اور سارہ کے چہرے کی رنگت ابھی تک زرد تھی جبکہ اس کے ساتھی مطمئن انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی تربیت ہی اس انداز میں ہوئی تھی کہ انہوں نے ہر حال میں مطمئن رہنا تھا۔ عمران

کے پیچھے پائلٹ اور کو پائلٹ بھی مسافروں والے حصے میں آ گئے۔

''حیرت انگیز۔ میں آپ کو انتہائی حیرت انگیز بات بتانے آیا ہوں''...... پائلٹ نے عمران کے ساتھیوں سے کہا۔

''آپ ہمیں بتانے لگے ہیں کہ اس ناقابل یقین جگہ پر لینڈنگ عمران نے کی ہے''......تنویر نے پائلٹ سے کہا۔

''جی۔ جی ہاں۔ تو آپ یہ بات جانتے ہیں''...... پائلٹ نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جو بات دوسروں کے لئے ناممکن ہوتی ہے عمران اسے ممکن بنا لیتا ہے''......تنویر نے عقیدت بھرے لہجے میں کہا تو سارہ اور نجمہ نے تنویر کو حیرت سے دیکھا۔ کچھ دیر پہلے تک تو وہ تنویر اور عمران کو ایک دوسرے کا مخالف سمجھ رہی تھیں اور اب وہی تنویر، عمران سے عقیدت کا اظہار کر رہا تھا۔

''سر۔ یہ سب لوگ ہی حیرت انگیز ہیں۔ خوف کی وجہ سے ہم تو بے ہوش ہونے کے قریب پہنچ گئی تھیں۔ لیکن ان میں سے ایک فرد بھی معمولی سا خوفزدہ نہیں ہوا تھا''...... سارہ نے پائلٹ سے کہا۔

''واقعی یہ حیرت انگیز حد تک مضبوط اعصاب کے مالک ہیں'' پائلٹ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''سر۔ کسی سے رابطہ ہوا ہے۔ اطلاع تو دینی تھی تاکہ ہمارے لئے مدد آ سکے''...... نجمہ نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جہاز میں اب سب کچھ آف ہو چکا ہے۔ ہم کسی سے بھی رابطہ نہیں کر سکتے''...... پائلٹ نے کہا تو اس کی بات سن کر سارہ اور نجمہ پریشان ہو گئیں اور سوچنے لگیں کہ اب کیا ہو گا۔

''آپ پریشان نہ ہوں۔ ہمارے پاس سیٹلائٹ موبائل فون ہیں۔ ہم رابطہ کر لیتے ہیں۔ مدد آ جائے گی''...... جولیا نے نجمہ اور سارہ کو پریشان دیکھا تو انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب سے اپنا موبائل فون نکال لیا۔ لیکن موبائل فون دیکھتے ہی وہ چونک پڑی اور پھر اس نے عمران کی طرف دیکھا۔

''عمران۔ موبائل فون کے سگنل نہیں ہیں''...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہمارے فونز تو دنیا کے کسی بھی کونے میں استعمال ہو سکتے ہیں''...... عمران نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے جولیا سے موبائل فون لے کر دیکھا تو واقعی اس میں سگنل نہیں تھے اور سکرین پر نو سروس کے الفاظ نظر آ رہے تھے۔ عمران نے جولیا کو موبائل فون واپس کر دیا اور اپنی جیب سے اپنا موبائل فون نکال لیا۔ اس کی سکرین پر بھی نو سروس کے الفاظ نظر آ رہے تھے۔ عمران کے بعد صفدر اور تنویر نے بھی اپنے اپنے موبائل فون دیکھے۔ ان کے ساتھ بھی یہی صورت حال تھی۔

''اب کیا ہو گا''...... سارہ نے ایک مرتبہ پھر پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ نجمہ، پائلٹ اور کو پائلٹ بھی پریشان ہو گئے تھے۔

"ارے۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جہاز کا انجن اور دوسری مشینری چیک کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میں جہاز کی فنی خرابی دور کر لوں گا"...... عمران نے ایک بار پر انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔ لیکن عمران کی بات پر انہیں یقین نہیں تھا۔ پائلٹ کے خیال کے مطابق جہاز کو کنٹرول کر لینا اور اسے تنگ سی جگہ پر لینڈ کر لینا الگ بات تھی جبکہ اس کی مشینری اور انجن کی خرابی چیک کر کے دور کر دینا الگ بات تھی۔ یہ انجینئرز کا کام تھا اور جہاز کے انجینئرز ماہانہ ہزاروں ڈالرز تنخواہ لے رہے تھے لیکن پائلٹ نے اپنے اس خیال کا اظہار عمران پر نہ کیا۔ صرف پائلٹ ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھیوں کا بھی یہی خیال تھا کہ عمران انہیں تسلی دے رہا ہے۔ جہاز کی فنی خرابی دور کرنا اس کے بس کی بات نہیں ہے جبکہ عمران کے ساتھیوں کا خیال تھا کہ عمران جہاز کی فنی خرابی کو دور کر لے گا۔

"فی الحال تو سب جہاز سے نیچے اترو اور ہم جو سپیشل خیمے اپنے ساتھ لائے ہیں ان خیموں کو لگاؤ۔ معلوم نہیں کہ یہ فنی خرابی ایک دن میں ٹھیک ہو یا دو دن میں۔ رات جہاز کی بجائے خیموں میں گزارنا زیادہ بہتر ہے"...... عمران نے کہا تو وہ سب جہاز سے نیچے اتر گئے۔ انہوں نے اپنا بہت سا سامان بھی نیچے اتار لیا۔

صفدر اور تنویر خیمے لگانے لگے جبکہ عمران پائلٹ روم میں آ کر مشینری اور کنٹرول پینل کو چیک کرنے لگا۔ اب جہاز کی مشینری

مکمل طور پر آف ہو چکی تھی۔ عمران بہت دیر تک اسے آن کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن مشینری آن نہ ہوئی۔ عمران اپنی کوشش ترک کر کے جہاز سے نیچے اتر آیا۔ دو خیمے لگ چکے تھے۔ ایک خیمہ خواتین کے لئے لگایا گیا تھا اور دوسرا مرد حضرات کے لئے۔ یہ خیمے خصوصی ساخت کے تھے جو کوہ پیما استعمال کرتے تھے۔ ان خیموں کے اندر موسم کی شدت کم ہی محسوس ہوتی تھی اور یہ کافی حد تک محفوظ بھی سمجھے جاتے تھے۔

جہاز سے نیچے اترنے کے بعد عمران نے چاروں طرف نظر دوڑائی تو ہر طرف پہاڑ ہی پہاڑ تھے اور یہ پہاڑ برف سے ڈھکے ہوئے تھے۔ یہاں آکسیجن کی کمی محسوس ہو تو رہی تھی لیکن یہ کمی اتنی نہیں تھی کہ جس سے دم گھٹتا ہوا محسوس ہو۔ عمران نے دو تین لمبے لمبے سانس لئے۔ اسے شدید سردی بھی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ وہاں کھڑے ہو کر گہرے گہرے سانس لے رہا تھا کہ جولیا ایک خیمے سے باہر نکلی۔ اس کے ہاتھ میں ایک جیکٹ اور ٹوپی تھی۔ اس نے خود بھی جیکٹ اور ٹوپی پہن رکھی تھی۔

"عمران۔ یہاں شدید سردی ہے۔ یہ پہن لو"...... جولیا نے عمران کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"...... عمران نے جولیا کا شکریہ ادا کر کے جیکٹ لی اور پہن لی۔

"تمہیں میرا بہت خیال ہے"...... جیکٹ پہننے کے بعد عمران

نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم کبھی کہہ کر تو دیکھو۔ میں تمہارے لئے جان بھی دے دوں"۔ جولیا نے دل میں سوچا اور پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اب وہ مکمل طور پر مشرقی لڑکی بن چکی تھی۔ اسے ایسی بات کہتے ہوئے شرم بھی محسوس ہوتی تھی اور پھر وہ یہ بات بھی جانتی تھی کہ عمران تو پتھر ہے۔ اس سے صرف سر ٹکرایا جا سکتا ہے لیکن اسے فتح نہیں کیا جا سکتا اس لئے اس نے عمران کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور سر جھکائے اپنے پیروں کی طرف دیکھتی رہی۔

"میں جانتا ہوں اس وقت تم کیا سوچ رہی ہو"...... عمران نے کہا تو جولیا نے نظریں اٹھا کر عمران کی طرف دیکھا۔ عمران کو اس کی آنکھوں میں شکوے ہی شکوے نظر آئے۔

"لیکن تمہاری زندگی، میری زندگی بلکہ ہم سب ساتھیوں کی زندگی اپنی نہیں ہے۔ یہ ملک و قوم کے لئے وقف ہے اور جب تک ہم ان ایکشن رہ سکتے ہیں ہم شادی نہیں کر سکتے کیونکہ اگر ہم نے شادی کر لی تو پھر بچوں کی محبت ہمیں ہمارے فرض سے غافل کر سکتی ہے۔ تم خود سوچو کہ ایک طرف مجرم ہمارا کوئی قومی راز لے کر بھاگ رہا ہو اور دوسری طرف ہمارا بچہ بیمار ہو تو بچے کی محبت ہمیں مجرم کے پیچھے نہیں جانے دے گی بلکہ ڈاکٹر کی طرف لے جائے گی۔ یوں قوم کے لاکھوں کروڑوں بچوں کا نقصان ہو گا اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ جب میں عمر رسیدہ ہو جاؤں گا اور

سیکرٹ ورلڈ میں موو کرنے کے قابل نہیں ہوں گا تو میں اس وقت شادی کروں گا اور اس وقت تک انشاء اللہ ہماری جگہ ہم سے بہتر لوگ لے چکے ہوں گے"...... عمران نے سمجھانے والے انداز میں کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ارے۔ آپ لوگ کیوں اس قدر شدید سردی میں کھڑے ہیں"...... اسی لمحے صفدر نے خیمے سے باہر آتے ہوئے کہا کیونکہ اس کی آواز کچھ بلند تھی اس لئے تنویر بھی اس کی آواز سن کر باہر آ گیا۔

"کیا ہوا عمران۔ کیا جہاز کی خرابی کے بارے میں کچھ پتہ چلا"...... تنویر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"مشینری تو میں نے چیک کی ہے۔ اس میں تو مجھے کوئی خرابی نظر نہیں آ رہی۔ انجن چیک کرنا باقی ہے۔ لیکن اب رات ہونے والی ہے اس لئے اب اسے چیک نہیں کیا جا سکتا۔ کل اسے دیکھوں گا"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے اس بات پر غور کیا کہ ہمارے سیلائٹ موبائل فون کام کیوں نہیں کر رہے"...... صفدر نے کہا۔

"ہمارا مقابلہ شیطانی قوتوں سے ہے اس لئے کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا خیال ہے کہ موبائل فون کا کام نہ کرنا اور جہاز کی خرابی میں شیطانی طاقتوں کا عمل دخل ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ میرا تو یہی خیال ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ارے۔ آپ لوگ شدید سردی میں کھڑے کیا کر رہے ہیں۔ ہمارے خیمے میں آ جائیے۔ کافی تیار ہے"...... سارہ نے خیمے سے باہر آتے ہوئے کہا تو سارہ کی بات سن کر سب کو خوشی ہوئی۔

"تھینک یو مس سارہ۔ واقعی اس وقت کافی کی شدید طلب محسوس ہو رہی تھی"...... عمران نے جلدی سے کہا۔

"آپ خیمے میں چلیں میں پائلٹ صاحبان کو بھی بلا لوں"۔ سارہ نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھ گئی جبکہ عمران اور اس کے ساتھی خیمے میں آ گئے۔ نجمہ کافی کے کپ تیار کر چکی تھی۔ وہ ابھی انہیں کافی دے ہی رہی تھی کہ خالد اور رضوان بھی آ گئے۔

"خواتین ساتھ ہوں تو کھانے پینے کی فکر نہیں ہوتی"...... خالد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سر۔ کھانے کا آپ نے ذکر کیا ہے تو صرف آدھ گھنٹے بعد آپ کو کھانا بھی مل جائے گا"...... سارہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر نجمہ نے انہیں بھی کافی کے کپ تھما دیئے۔ کافی نے ان سب کو ہی چست کر دیا تھا۔

"اب تو آپ بہت خوش نظر آ رہی ہیں۔ کیا آپ کا ڈر، خوف ختم ہو گیا ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو نجمہ اور سارہ مسکرانے لگیں۔

"مس جولیا بھی لڑکی ہیں۔ جب ان حالات میں یہ نہیں گھبرا رہیں تو ہم کیوں گھبرائیں۔ ہم نے بھی فیصلہ کیا ہے کہ اس سچوئیشن کو انجوائے کریں گی"...... نجمہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ نے بہت ہی اچھا فیصلہ کیا ہے۔ ہم سب آپ کی ہمت کی داد دیتے ہیں"...... اس مرتبہ رضوان نے کہا اور شاید اس سارے عرصے میں وہ پہلی مرتبہ بولا تھا۔

"ہم تو سمجھ رہے تھے کہ شاید آپ قوت گویائی سے محروم ہیں"...... تنویر نے رضوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا کروں۔ بس کم بولنے کی عادت ہے"...... رضوان نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ تو اس میں شرمانے کی کیا بات ہے۔ یہ بات تو بہت بڑی خوبی ہے اور عورتوں کو تو اس خوبی کے مالک شوہر کی تلاش رہتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو خالد نے زوردار قہقہہ لگایا۔

"اب آپ مرد حضرات اپنے خیمے میں تشریف لے جائیں تاکہ ہم کھانا تیار کر سکیں"...... جولیا نے کہا۔

"اگر کھانا کھانا ہے تو جولیا کا حکم ماننا پڑے گا"...... عمران نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر صفدر، تنویر، خالد اور رضوان بھی کھڑے ہو گئے۔ پھر وہ لیڈیز کے خیمے سے باہر آ گئے۔ خیمے سے باہر آ کر انہوں نے دیکھا شام ہو چکی تھی۔ کچھ ہی دیر

میں اندھیرا ہونے والا تھا۔ اب ہوا چلنے کی وجہ سے سردی کی شدت میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔ وہ اپنے خیمے میں آ کر بیٹھ گئے اور ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے۔ خالد اور رضوان نے بھی عمران سے جہاز کی خرابی کے بارے میں پوچھا تو عمران نے انہیں بتایا کہ جہاز کی خرابی ابھی تک اس کی سمجھ میں نہیں آئی۔ باتوں کے دوران وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا۔ جولیا نے انہیں آ کر بتایا کہ کھانا تیار ہو چکا ہے۔ انہوں نے لیڈیز کے خیمے میں آ کر کھانا کھایا اور پھر کچھ دیر تک باتیں کرتے رہے۔ اس کے بعد عمران نے جولیا کو ہوشیار رہنے کی ہدایت کی اور وہ پانچوں مرد اپنے خیمے میں آ کر لیٹ گئے۔

عمران کو کافی دیر بعد نیند آئی تھی اور پھر رات کا نجانے کون سا پہر تھا کہ اسے چیخ کی آواز سنائی دی۔ چیخ کی آواز سنتے ہی وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ اس کے ساتھ ساتھ صفدر، تنویر، خالد اور رضوان بھی اٹھ بیٹھے۔ چیخنے کی آواز اب مسلسل آ رہی تھی اور یہ آواز لیڈیز کے خیمے سے آ رہی تھی۔ وہ پانچوں ہی اٹھ کر ساتھ والے خیمے کی طرف دوڑ پڑے۔

شالام انتہائی غصے کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسے ثلائی اور زلاری کے فنا ہونے کی اطلاع مل گئی تھی۔ ثلائی اور زلاری کو فنا کرنے والا رازش کا ہمدرد تھا جسے اس نے اپنا دشمن نمبر ون قرار دیا تھا۔ چونکہ وہ اس کا نام نہیں لے سکتا تھا اسی لئے اس نے رازش کے ہمدرد کو دشمن نمبر ون کا نام دیا تھا۔

"دشمن نمبر ون۔ میں تجھے عبرتناک موت سے ہمکنار کروں گا"...... ثلائی اور زلاری کے خاتمے کی اطلاع ملنے کے بعد شالام نے غراتے ہوئے کہا۔ وہ کافی دیر تک ایک پہاڑ کی چوٹی پر ٹہلتا رہا۔ ٹہلتے ٹہلتے وہ رکا اور اس کے بعد وہ وہیں بیٹھ گیا۔ نیچے بیٹھ کر اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور منہ ہی منہ میں بڑبڑانے لگا۔ کچھ دیر تک بڑبڑانے کے بعد اس نے آنکھیں کھولیں اور پھر غور سے سامنے دیکھنے لگا۔ چند ہی لمحے گزرے تھے کہ اسے سامنے سے

ایک گدھ آتا ہوا دکھائی دیا۔ گدھ نے اس کے قریب پہنچ کر اس کے گرد ایک چکر لگایا اور پھر اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ جیسے ہی وہ بیٹھا وہ گدھ سے کتے میں تبدیل ہو گیا۔ کتا دو بار بھونکا اور پھر پہاڑ پر لوٹ پوٹ ہونے لگا۔ تین چار سیکنڈ بعد ہی وہ سیاہ رنگ کے انسان میں تبدیل ہو چکا تھا۔ اس سیاہ رنگ کے انسان کے نقش و نگار بھی انتہائی بھدے اور ڈراؤنے تھے۔ اس کا قد نو دس فٹ سے کسی بھی طرح کم نہیں تھا۔ رات کے ماحول میں اسے دیکھ کر کسی بھی انسان کا ہارٹ فیل ہو سکتا تھا۔ انسانی شکل میں آتے ہی وہ شالام کے سامنے جھک گیا۔

''ترمول۔ اٹھ کر بیٹھ جا''...... شالام نے کرخت لہجے میں اس سیاہ انسان سے کہا تو وہ سیدھا ہو گیا۔

''حکم آقا۔ تم نے مجھے یاد کیا''...... ترمول نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور سر کو خم کر دیا۔

''ترمول۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ ثلائی اور زلاری فنا ہو چکی ہیں''...... شالام نے کہا۔

''ہاں آقا۔ ان کے فنا ہونے کی خبر مجھے مل چکی ہے''۔ ترمول نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اور تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ انہیں کس نے فنا کیا ہے''۔ شالام نے اس سے پوچھا۔

''ہاں آقا۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے۔ میں تمہارے دشمن نمبر ون کو

اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ انتہائی خطرناک اور تیز طرار انسان ہے۔ عام انسان ہونے کے باوجود وہ ہماری دنیا کی طاقتوں پر غالب آ جاتا ہے۔ اس وقت وہ بڑے شیطان آقا کا بھی دشمن نمبر ون ہے۔ اس نے بڑے آقا کے کئی منصوبوں کو نقصان پہنچایا ہے''...... ترمول نے کہا تو شالام اپنے دشمن کی تعریف سن کر آگ بگولا ہو گیا۔

''میں نے تجھے اس لئے نہیں بلایا کہ تو اس کی تعریفیں شروع کر دے''...... شالام نے غراتے ہوئے کہا۔

''معافی چاہتا ہوں آقا۔ تم نے پوچھا تو مجھے بتانا پڑا''۔ ترمول نے فوراً سر جھکاتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ وہ ہم میں سے کسی کے ہاتھوں ہلاک نہیں ہو سکتا''...... شالام نے کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے آقا۔ وہ عام آدمی ہے اور عام آدمیوں کی طرح مارا جا سکتا ہے۔ بس اس کی چالاکی اور تیز طراری اسے بچا جاتی ہے۔ اگر باقاعدہ سوچ سمجھ کر اسے مارنے کی کوشش کی جائے تو اس کا مرنا ممکن ہے''...... ترمول نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میرے آقا کے تابوت سے باہر آنے کا وقت قریب آ رہا ہے اور میں ان دنوں تابوت کو اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتا ورنہ میں خود اس کے خاتمے کے لئے جاتا اور میں دیکھتا کہ یہ کتنا تیز طرار اور چالاک ہے''...... شالام نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ ترمول نے

اس کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

"تو بولتا کیوں نہیں۔ ڈرتا ہے میرے دشمن نمبر ون سے"۔ ترمول کے خاموش رہنے پر شالام نے غصے سے غراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا یہ غلام کسی سے نہیں ڈرتا آقا۔ مجھے حکم دو گے تو میں تمہارے اس دشمن کو بھی ہلاک کر دوں گا"...... ترمول نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو شالام اس کی بات سن کر خوش ہو گیا۔

"مجھے تیرے ہی جیسے غلام کی ضرورت ہے اور اسی لئے میں نے تجھے بلایا ہے"...... شالام نے ترمول کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ آقا۔ تمہاری خوشی میری زندگی کا مقصد ہے"۔ ترمول نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"میرے دشمن نمبر ون کے قریب تو نہیں جا سکتا اور اب شاید تو دور رہ کر بھی اس پر نظر نہیں رکھ سکتا جبکہ وہ میرے آقا کے تابوت کو نقصان پہنچانے کے لئے اپنے شہر سے روانہ ہونے ہی والا ہے۔ وہ اکیلا نہیں ہو گا۔ اس کے ساتھ اس کے ساتھی بھی ہوں گے۔ تو اس کے ساتھیوں پر نظر رکھ سکتا ہے اس لئے اب تو پاکیشیا چلا جا۔ میرے دشمن نمبر ون کے ساتھیوں پر نظر رکھ اور مجھے پل پل کر خبر دے۔ میں حالات کے مطابق ہی اقدامات کروں گا اور تجھے حکم دوں گا"...... شالام نے کہا۔

"ٹھیک ہے آقا۔ تمہارے حکم کی تعمیل ہو گی"...... ترمول نے

سر جھکائے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تو اب جا۔ میں تیرے پیچھے قلبری کو بھی بھیج رہا ہوں۔ میں اب تم دونوں سے ہی کام لوں گا"...... شالام نے کہا۔

"جو آپ کا حکم آقا"...... ترمول نے کہا اور پھر وہ پہاڑ پر لیٹ گیا۔ لیٹتے ہی اس نے کروٹ بدلی اور اگلے ہی لمحے وہ کتے میں تبدیل ہو چکا تھا۔ پھر اس کتے نے انگڑائی لی اور کتا گدھ میں تبدیل ہو گیا۔ اگلے ہی لمحے گدھ اڑا اور جدھر سے آیا تھا اس طرف چلا گیا۔ جب تک وہ نظر آتا رہا شالام اسے دیکھتا رہا۔ پھر جیسے ہی وہ شالام کی نظروں سے غائب ہوا اس نے آنکھیں بند کر لیں اور ایک بار پھر منہ ہی منہ میں بڑبڑانے لگا۔

چند لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھولیں اور سامنے دیکھنے لگا۔ کچھ دیر بعد سامنے سے ایک چیل آتی ہوئی دکھائی دی۔ وہ چیل بھی شالام کے قریب آئی اور اس نے اس کے گرد ایک چکر لگایا اور پھر اس کے قریب گر گئی۔ وہ ایک لمحے کے لئے تڑپی اور پھر کتیا میں تبدیل ہو گئی اور صرف ایک سیکنڈ بعد وہ ایک عورت بن چکی تھی۔ یہ عورت بھی سیاہ رنگ کی اور کریہہ الصورت تھی۔ عورت میں تبدیل ہوتے ہی وہ شالام کے سامنے جھک گئی۔

"بس قلبری۔ اب اٹھ جا"...... شالام نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"میں نے ترمول کو پاکیشیا بھیجا ہے۔ تو بھی اس کے پیچھے چلی

جا۔ ویسے تو تجھے معلوم ہو چکا ہو گا کہ ترمول کو میں نے کس مقصد کے لئے بھیجا ہے لیکن پھر بھی کوئی بات سمجھ نہ آئے تو، تو ترمول سے پوچھ سکتی ہے۔ حالات سے مجھے باخبر رکھنا تیری ذمہ داری ہے“...... شالام نے قلہری سے کہا تو اس نے سر جھکا دیا۔

”تمہارے حکم کی تعمیل ہو گی آقا“...... قلہری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کام بہت خطرناک ہے۔ ثلائی اور زلاری اپنی غفلت کی وجہ سے فنا ہو چکی ہیں۔ اگر تو نے بھی غفلت کی تو، تو بھی فنا ہو جائے گی۔ غفلت کی بناء پر اگر تو میرے دشمن نمبر ون کے ہاتھوں فنا نہ ہو سکی تو میں اپنے ہاتھوں سے تجھ فنا کر دوں گا“...... شالام نے سخت لہجے میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے آقا۔ تم فکر نہ کرو۔ تمہارا دشمن میرے ہاتھوں فنا ہو جائے گا“...... قلہری نے کہا۔

”بس ٹھیک ہے۔ اب تو بھی جا“...... شالام نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے قلہری سے تحکمانہ لہجے میں کہا تو اس کا حکم سنتے ہی قلہری پہاڑ پر لیٹ گئی۔ لیٹتے ہی وہ کتیا میں تبدیل ہوئی اور ایک مرتبہ بھونکنے کے بعد چیل میں تبدیل ہوئی اور چیل یکدم ہی اڑی اور جس طرف سے آئی تھی اسی طرف چلی گئی۔ شالام اسے بھی اس وقت تک دیکھتا رہا جب تک وہ نظر آتی رہی۔ اب وہ کچھ مطمئن ہو گیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ اپنے دشمن نمبر ون کا خاتمہ کرانے میں

کامیاب ہو جائے گا۔

”دشمن نمبر ون۔ میں تجھ پر شیطانی حملے کراؤں گا اور اس وقت تک کراؤں گا جب تک کہ تو ختم نہیں ہو جائے گا۔ میں دیکھتا ہوں کہ تو کیسے نہیں مرتا“...... شالام نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ مطمئن ہو کر بیٹھ گیا۔ اب اسے قلہری اور ترمول کا انتظار تھا۔ قلہری نے اسے حالات سے باخبر رکھنا تھا۔ کافی دیر کے انتظار کے بعد اسے دور سے چیل کی آواز سنائی دی تو اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو ایک چیل اڑتی ہوئی اس کی طرف آ رہی تھی۔ چند لمحوں بعد ہی وہ چیل اس کے قریب پہنچ گئی۔ چیل نے اس کے چاروں طرف ایک چکر لگایا اور پھر نیچے اتر آئی۔ نیچے اترتے ہی وہ کتیا میں تبدیل ہو گئی اور پھر وہ کتیا قلہری بن گئی۔ قلہری بنتے ہی وہ شالام کے سامنے جھک گئی۔

”کیا خبر لائی ہے قلہری“...... شالام نے سخت لہجے میں قلہری سے کہا تو وہ سیدھی ہو گئی۔

”آقا۔ تمہارے دشمن نے ایک جہاز بک کرایا ہے۔ اس جہاز میں دو پائلٹ ہوں گے۔ ایک کا نام خالد ہے جبکہ دوسرے کا نام رضوان ہے۔ میں بہت دور رہ کر رضوان کے دماغ میں جھانکتی رہوں گی اور تمام حالات معلوم کر لوں گی۔ پھر تم جو حکم دو گے میں اور ترمول اس کے مطابق عمل کریں گے“...... قلہری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے ہی جہاز بلندیوں پر پہنچے تو نے مجھے بتانا ہے۔ میں ان سب کو جہاز سمیت ختم کر دوں گا"...... شالام نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو قلہری بھی خوش ہوگئی۔

"اب جا اور ان کی باتیں سن۔ تجھ سے ایک لمحے کی غفلت بھی نہیں ہونی چاہئے"...... شالام نے کہا۔

"آقا۔ بالکل غفلت نہیں ہو گی۔ تم فکر ہی نہ کرو"...... قلہری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ پہاڑ پر لیٹ گئی۔ لیٹتے ہی وہ کتیا میں تبدیل ہوئی اور پھر کتیا چیل میں بدلی اور چیل اڑ کر اس کی نظروں سے اوجھل ہوگئی۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ شیطانی حملے ہوں گے۔ دشمن مارا جائے گا"۔ شالام نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ بہت خوش ہے۔ خوشی کی حالت میں وہ کافی دیر تک اپنے آپ سے باتیں کرتا رہا اور پھر پاگلوں کی سی حرکتیں کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ مطمئن انداز میں اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ اب وہ پھر قلہری کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ اس مرتبہ قلہری کے آنے میں بہت زیادہ دیر لگ گئی۔ طویل انتظار کے بعد اسے چیل کی آواز سنائی دی تو اس نے چونک کر سامنے دیکھا تو قلہری چیل کے روپ میں آ رہی تھی۔ قلہری کو دیکھ کر شالام ایک بار پھر خوش ہو گیا اور قلہری اس کے قریب آ گئی۔

"آقا۔ وہ لوگ جہاز میں بیٹھ چکے ہیں اور جہاز فضا میں بلند

ہو گیا ہے"...... قلہری کی آواز سنائی دی۔ چونکہ قلہری جانتی تھی کہ اس نے حکم لے کر فوراً واپس جانا ہے اس لئے اس نے انسانی روپ میں آنے کی ضرورت محسوس نہ کی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ جہاز کو فضا میں ٹکر مار کر تباہ کر دو۔ جہاز تباہ ہو جائے گا تو وہ سب بھی تباہ ہو جائیں گے"...... شالام نے خوشی سے چلاتے ہوئے کہا تو چیل نے یکدم اڑان بھری اور اگلے ہی لمحے نظروں سے غائب ہوگئی۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ مارے گئے۔ میرے دشمن مارے گئے"...... شالام نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ چیل ایک بار پھر ظاہر ہوئی۔ اسے دیکھ کر شالام خوش سے اچھل پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ دشمنوں کا جہاز تباہ ہو گیا ہے اور قلہری خوشخبری لے کر آئی ہے۔

"آقا۔ مجھ سے اور ترمول سے جہاز تباہ نہیں ہو رہا"۔ قلہری کی آواز سنائی دی تو شالام کو ایک جھٹکا سا لگا۔

"کیا مطلب۔ تم دونوں سے جہاز تباہ کیوں نہیں ہو رہا"۔ شالام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آقا۔ جہاز ہمیں دور سے نظر آتا ہے لیکن جب ہم اس کے قریب پہنچنے لگتے ہیں تو جہاز غائب ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ ہمیں آگ کا دریا دکھائی دیتا ہے۔ اس آگ کی اتنی حدت ہوتی ہے کہ ہم اس آگ کے قریب نہیں جا سکتے"...... قلہری نے کہا۔

"یہ کیا بکواس کر رہی ہے تو"...... شالام نے غصیلے لہجے میں قلبری سے کہا۔

"میں ٹھیک کہہ رہی ہوں آقا"...... چیل کے حلق سے سہمی ہوئی آواز نکلی۔

"اچھا۔ تو اپنے اصل روپ میں آ۔ پھر میں تیرے متعلق فیصلہ کرتا ہوں"...... شالام نے کہا تو اس کا حکم سنتے ہی قلبری نیچے آ گئی اور پھر اپنے مخصوص عمل سے گزر کر بہ الصورت عورت بن گئی۔ شالام اسے غصیلی نظروں سے دیکھنے لگا جبکہ وہ لرز رہی تھی۔ شالام نے صرف چند لمحے اسے غصیلی نظروں سے دیکھا اور پھر اس نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھا اور اس کے بعد ہاتھ فضا میں بلند کر کے ایک زوردار چیخ ماری۔ جیسے ہی اس کی چیخ بلند ہوئی فضا میں ایک اُلو نمودار ہوا اور اس کے سامنے آ کر گر گیا۔ اگلے ہی لمحے مرغی کے انڈے جتنی بڑی اور سرخ آنکھوں والا ایک آدمی اس کے سامنے ظاہر ہو گیا۔ اس آدمی کا چہرہ نیلا اور اس کے ہونٹ گدھے کے ہونٹوں جیسے تھے۔

"شالام۔ تو نے شلابو کو کیوں بلایا ہے"...... اس آدمی نے چیختے ہوئے لہجے میں شالام سے کہا۔

"میرے دشمن اس وقت جہاز میں سوار ہو کر میری طرف آ رہے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ وہ یہاں تک پہنچیں۔ میں نے قلبری اور ترمول کو جہاز تباہ کرنے بھیجا تھا لیکن یہ دونوں ناکام

گئے ہیں۔ اب تو نے یہ کام کرنا ہے"...... شالام نے کہا تو اس کی بات سن کر شلابو نے قلبری کو گھور کر دیکھا اور پھر وہ خوفناک انداز میں مسکرایا۔

"میں نے قلبری کے ذریعے اس جہاز کو دیکھ لیا ہے۔ جہاز میں سوار تمام انسانوں کو بھی دیکھ لیا ہے سوائے ایک انسان کے۔ وہ میری نظروں سے اوجھل ہے اور قلبری کی بات ٹھیک ہے۔ اس جہاز کو تباہ نہیں کیا جا سکتا"...... شلابو نے خوفناک انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر قلبری نے اطمینان بھرا سانس لیا اور ممنون نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"میں ہر حال میں اس جہاز کی تباہی چاہتا ہوں۔ سمجھا تو"۔ شالام نے چیخ کر کہا۔

"چیخ نہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ میں کیا کر سکتا ہوں"...... شلابو نے بھی چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اگلے ہی لمحے اس نے آنکھیں کھول دیں۔

"یہ جہاز ہم سے تباہ نہیں ہو سکتا۔ البتہ میں اسے جھٹکے دے سکتا ہوں۔ جس سے جہاز کا پائلٹ گھبرا کر اسے کہیں اتارنے کی کوشش کرے گا اور یہ کام میں پہاڑی علاقے میں کروں گا۔ ہو سکتا ہے لینڈنگ کے وقت جہاز کسی پہاڑ کی چوٹی سے ٹکرا کر خود بخود تباہ ہو جائے اور اگر جہاز نے لینڈنگ کر بھی لی تو وہ جگہ ویران، سنسان اور خطرناک ہو گی۔ اس کے بعد پھر میں سوچوں گا کہ تمہارے

دشمنوں کو کیسے ختم کیا جا سکتا ہے“...... شلابو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر شالام نے اثبات میں سر ہلایا۔

”فوری طور پر تجھ سے جو بھی ہو سکتا ہے تو کر۔ بعد کی بات بعد میں دیکھی جائے گی“...... شالام نے کہا۔

”میں اپنا کام کرتا ہوں۔ تو میری بھینٹ تو مجھے دے“۔ شلابو نے کہا اور پھر اس کے ساتھ ہی شلابو نے قلہری کی طرف دیکھ کر اپنے گدھے جیسے ہونٹوں پر اپنی اونٹ جیسی زبان پھیری تو قلہری کی سیاہ رنگت مزید سیاہ ہو گئی۔

”یہ قلہری نری نکمی ہے۔ تو اس کی بھینٹ لے لے“...... شالام نے کہا تو شلابو نے یکدم جھپٹ کر قلہری کو قابو کیا اور پھر اسے پہاڑ پر لٹا دیا۔ قلہری کی ایک دردناک چیخ بلند ہوئی اور شلابو کے دانت قلہری کی گردن میں پیوست ہو گئے۔ چند ہی لمحوں میں شلابو نے قلہری کا سارا خون پی لیا۔ اس دوران شالام لاتعلق سے کھڑ رہا۔ خون پینے کے بعد شلابو کھڑا ہو گیا۔

”جہاز انتہائی خطرناک پہاڑوں سے گزرنے والا ہے۔ اگر میں نے اس علاقے میں خرابی پیدا کر دی تو جہاز یقینی طور پر تباہ ہ جائے گا اس لئے میں جا رہا ہوں“...... شلابو نے تیز لہجے میں ک اور اس کے ساتھ ہی وہ اُلو بن کر اڑ گیا۔ اس کے جانے کے بع شالام بے تابی سے اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ کافی د گزرنے کے بعد شلابو واپس آ گیا اور پھر جیسے ہی وہ اپنے اصل

روپ میں آیا شالام اس کا چہرہ دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ وہ کامیاب لوٹا ہے۔

”تو یقیناً کامیاب ہو کر واپس آیا ہے“...... شالام نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ سینکڑوں کلومیٹر تک پھیلے ہوئے وہ برف پوش پہاڑ بہت ہی خطرناک ہیں۔ وہاں اتنی شدید سردی پڑتی ہے کہ انسان وہ سردی برداشت ہی نہیں کر سکتا۔ چند دن اگر انہوں نے سردی برداشت کر بھی لی تو پھر بھی وہ اس پہاڑی علاقے سے باہر نہیں نکل سکیں گے۔ اب وہ ان پہاڑوں پر موجود برف میں دب کر مر جائیں گے“...... شلابو نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ وہ فوری طور پر ہلاک نہیں ہوئے“۔ شالام نے مایوس لہجے میں کہا۔

”تو فکر نہ کر۔ انہیں ہلاک کرنے کے لئے میں نے تجھ سے بھینٹ لی ہے۔ اب انہیں ہلاک کرنا میری ذمہ داری ہے۔ میں ہر حال میں ان کا خاتمہ کر دوں گا“...... شلابو نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

”اب مجھے امید نظر نہیں آ رہی۔ تم شاید ان کا خاتمہ نہیں کر سکو گے“...... شالام نے کہا۔

”ان کا خاتمہ مشکل تو نہیں ہے۔ پھر تم کیوں پریشان ہو“۔ شلابو نے کہا۔

"انہوں نے مدد منگوائی ہے۔ آج کا جدید انسان تو جدید موبائل فون استعمال کرتا ہے"...... شالام نے بدستور مایوس لہجے میں کہا تو شلابو زور زور سے ہنسنے لگا۔ شالام کو غصہ آ گیا۔

"میرے دشمنوں کا خاتمہ نہیں کر سکا اس لئے تو ہنس رہا ہے"۔ شالام نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں تیری پریشانی پر ہنس رہا ہوں۔ میرے شیطان آقا کے غلام۔ میں نے انسانوں کے جدید نظام مواصلات کو اس علاقے میں جامد کر دیا ہے۔ اب وہ کہیں بھی رابطہ نہیں کر سکتے اور جب وہ کسی سے رابطہ نہیں کر سکیں گے تو کسی کو بھی معلوم نہیں ہو سکے گا کہ جہاز کہاں ہے اور اس میں موجود انسان کہاں گئے"...... شلابو نے بدستور ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ۔ تو، تو نے بہت اچھا کام کیا ہے"...... شلابو کی بات سن کر شالام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو جانتا ہے کہ تو جس پہاڑی علاقے میں بیٹھا ہے اس علاقے میں آدمخور برفانی انسان بھی رہتے ہیں اور آدم خور برفانی چیتے بھی"...... شلابو نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"ہاں۔ میں نے کئی بار برفانی انسان کی موجودگی محسوس کی ہے"۔ شالام نے کہا۔

"یہ برفانی انسان بہت ہی چالاک اور ہوشیار ہوتے ہیں۔ یہ اپنے شکار کو نہایت ہی ہوشیاری اور خاموشی سے اٹھا کر لے جاتے

ہیں"...... شلابو نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہوتا ہے لیکن یہ بات تو مجھے کیوں بتا رہا ہے"۔ شالام نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں اپنے علم کے زور پر ایک تو برفانی انسان کو ان کے قریب پہنچا دوں گا۔ ہر رات برفانی انسان، ایک انسان کو شکار کرے گا اور چند ہی راتوں میں تیرے دشمنوں کا صفایا ہو جائے گا"...... شلابو نے کہا تو شالام خوش ہو گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ بہت ہی زبردست پروگرام ہے۔ میرے دشمن نمبر ون پر ہمارا علم اور ہماری طاقت اثر نہیں کرتی کیونکہ ہمارا علم عارضی ہے جبکہ برفانی انسان عارضی نہیں ہے۔ وہ یقیناً ان سب کو کھا جائے گا"...... شالام نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"بس۔ اب تو بالکل فکر نہ کر۔ اپنے آقا شاتام کے تابوت کی حفاظت کر۔ شاتام تابوت سے باہر آ گیا تو بڑا آقا تجھ سے بہت خوش ہو گا۔ شاتام کے ساتھ ساتھ تجھے بھی دربار میں جگہ دی جائے گی"...... شلابو نے شالام کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"تو نے بھی اگر میرے دشمن نمبر ون کا خاتمہ کر دیا تو بڑا آقا تجھ سے بھی بہت خوش ہو گا اور تجھ پر نوازشات کی بارش کر دے گا"...... شالام نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات میں بھی جانتا ہوں۔ یہ شخص آقا کا بھی دشمن ہے"...... شلابو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تو جا اور برفانی انسان کو اپنے علم کے زور پر ان کے قریب چھوڑ آ"...... شالام نے کہا تو شلابو نے ایک زوردار چیخ ماری اور اس کے ساتھ ہی وہ اُلو میں تبدیل ہو کر اڑ گیا۔ شالام اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ شلابو کے جانے کے بعد شالام نے اپنے اردگرد کا جائزہ لیا۔ رات ڈھلنے والی تھی۔ شلابو سے باتوں کے دوران وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا تھا۔

ان پہاڑی علاقوں میں شدید ترین سردی پڑتی تھی کیونکہ یہاں سارا سال ہی برف جمی رہتی ہے۔ کسی بھی جاندار کا یہاں زندہ رہنا بہت ہی مشکل تھا لیکن شالام کو سردی، گرمی کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ اڑھائی ہزار سال سے وہ شاتام کے تابوت کی حفاظت کر رہا تھا۔ اسے وقت گزرنے کا احساس بھی نہیں ہوتا تھا لیکن اب اسے شلابو کی واپسی کا انتظار تھا تو یہ وقت اس پر بھاری گزر رہا تھا۔

اسے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے شلابو کا انتظار کرتے ہوئے کئی دن گزر گئے ہوں۔ دن گزر گیا اور رات ہو گئی لیکن شلابو ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔ رات کے تین چار گھنٹے اس کے سونے میں بھی گزرتے تھے اور اب معمول کے مطابق اسے نیند بھی آ رہی تھی لیکن چونکہ اسے شلابو کا انتظار تھا اس لئے وہ ابھی سونا نہیں چاہتا تھا اور پھر رات کو نجانے کون سا پہر تھا۔ شالام کو اس کا اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ اسے اُلو کی چیخ سنائی دی۔ شالام چونکا اور اس کی نیند اڑ گئی۔ اس وقت آسمان بالکل صاف تھا۔ بادلوں کا دور دور تک نام

ونشان نہیں تھا۔ تاروں کی روشنی میں شالام دور دور تک دیکھ سکتا تھا۔ اس نے شلابو کو اُلو کے روپ میں دور سے ہی دیکھ لیا تھا۔

"شلابو اتنی دیر سے آیا ہے تو۔ یقیناً کوئی اچھی خبر لایا ہو گا"۔ شالام نے اپنے دل میں سوچا۔ اتنی دیر میں اُلو اس کے قریب آ گیا۔ پھر اپنے مخصوص عمل سے گزر کر وہ اپنے اصلی روپ میں آ گیا۔

"مبارک ہو شالام۔ برفانی عورت نے اپنا کام دکھا دیا ہے"۔ شلابو نے مبارک باد دیتے ہوئے کہا۔

"برفانی عورت۔ لیکن تو، تو برفانی انسان کا کہہ رہا تھا"۔ شالام نے کہا۔

"برفانی انسانوں میں بھی مرد اور عورت ہوتے ہیں۔ مجھے ایک برفانی عورت مل گئی۔ سو میں نے اسے تیرے دشمنوں کے علاقے میں پہنچا دیا اور اس کا دماغ اپنے قبضے میں کر لیا"...... شلابو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے تو صرف کام سے مطلب ہے۔ وہ برفانی عورت کرے یا برفانی مرد"...... شالام نے کہا۔

"یہی سوچ کر تو میں برفانی عورت کو لے گیا ہوں اور اس کی کارکردگی بہت اچھی ہے"...... شلابو نے کہا۔

"مجھے بھی تو بتا کہ اس نے کیا کیا ہے۔ اتنی دیر سے اس کی بس تعریفیں ہی کئے جا رہا ہے"...... شالام نے کہا۔

”آج وہ اس گروپ کی ایک عورت کو اٹھا کر لے گئی ہے۔ کل وہ اس عورت کو کھائے گی اور اس سے اگلے دن وہ پھر ایک دشمن کو اٹھا کر لے جائے گی۔ اس طرح چند ہی دنوں میں دشمنوں کا یہ پورا گروپ فطری طور پر ختم ہو جائے گا“...... شلابو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اس طرح تو یہ واقعی چند دنوں میں ختم ہو جائیں گے۔ لیکن ایک خطرہ ہے“...... شالام نے کہا۔

”خطرہ۔ نہیں۔ میں تو کوئی خطرہ محسوس نہیں کر رہا“...... شلابو نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اگر میرے دشمنوں کا یہ گروپ اس علاقے سے بھاگ گیا تو پھر ان کے بچنے کے آثار پیدا ہو جائیں گے“...... شالام نے اپنے خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا تو شلابو کے بھیانک چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

”تجھے معلوم تو ہے کہ شلائی پہاڑ سینکڑوں مربع کلومیٹر پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اونچے نیچے پہاڑ جن میں راستے ہی نہیں ہیں۔ برفانی دلدلیں، برفانی طوفان، برفانی چیتے اور برفانی ریچھ یہ سب انسانوں کے دشمن ہیں اور ان سب سے بچنا کسی بھی انسان کے بس میں نہیں ہے اور اب تو میں نے برفانی انسان بھی وہاں پہنچا دیا ہے۔ تمہاری تسلی کی خاطر میں برفانی عورت کے ساتھ ساتھ ایک برفانی مرد بھی وہاں پہنچا دیتا ہوں“...... شلابو نے مسلسل بولتے ہوئے

کہا۔

”میرے دشمن نمبر ون کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بہت ہی خطرناک انسان ہے“...... شالام نے کہا۔

”میں جانتا ہوں کہ وہ بہت ہی خطرناک انسان ہے لیکن وہ خطرناک انسان ہے کن کے لئے۔ صرف انسانوں کے لئے یا پھر ہمارے لئے۔ پہاڑوں کو اس سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ یا پھر برفانی دلدلوں اور برفانی طوفانوں کا وہ کیا بگاڑ سکتا ہے۔ کیا وہ ان پر اپنے آتشیں اسلحے سے حملہ کر دے گا یا پھر روشنی کا کلام پڑھ کر انہیں فنا کر دے گا۔ اب اس کا مقابلہ جن دشمنوں سے ہے وہ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا بلکہ وہ دشمن آہستہ آہستہ اسے ختم کر سکتے ہیں بلکہ ختم کر دیں گے“...... شلابو نے کہا تو شالام کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیل گئے۔

”ہاں۔ تم بالکل ٹھیک کہتے ہو۔ برفانی دلدلوں، برفانی طوفانوں، برف پوش چٹانوں، نوکیلے اور ناممکن راستوں اور خطرناک برفانی درندوں سے بچنا ممکن نہیں ہے“...... شالام نے مطمئن لہجے میں کہا۔

”تجھے یقین تو آیا“...... شلابو نے مسکراتے ہوئے کہا تو شالام کے چہرے پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔

”میں بڑے آقا کے دربار کے ایک خاص نمائندہ سونیر کو بلا رہا ہوں۔ وہ ایک بار میرے پاس آیا تھا اور میرا دوست بن گیا تھا۔

وہ میری کامیابی پر بہت خوش ہو گا اور بڑے آقا سے مجھے بہت سی مراعات دلا دے گا''...... شالام نے کہا۔

''یہ تیری ہی کامیابی نہیں ہے۔ اس کامیابی میں زیادہ تر میرا حصہ ہے۔ تو نے میرے لئے بھی مراعات کی بات کرنی ہے''۔ شلابو نے کہا تو شالام نے اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھا۔

''تو مجھ جیسی مخلوق تو نہیں ہے۔ تو، تو شیطانی طاقت ہے۔ تجھے کسی مراعات کی کیا ضرورت ہے۔ جتنی خوبیاں تجھے دینی ہوں گی بڑا آقا تجھے دے چکا ہو گا''...... شالام نے کہا۔

''میں ایک اور خوبی چاہتا ہوں۔ اگر مجھے یہ خوبی مل جائے تو پھر میں تیرے کام بھی آ سکتا ہوں''...... شلابو نے کہا تو شالام سوچنے لگا کہ ایسی کون سی خوبی ہو سکتی ہے۔

''سوچ نہیں۔ مجھ سے پوچھ لے کہ وہ کون سی خوبی ہے''۔ شلابو نے کہا۔

''اچھا۔ بتا وہ کون سی خوبی ہے''...... شالام نے پوچھا۔

''ہم انسانوں کی دنیا میں جانے کے لئے انسانوں کا خوبصورت روپ اپنا لیتے ہیں۔ ٹھیک ہے نا''...... شلابو نے کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ ٹھیک ہے آگے بول''...... شالام نے شلابو کو جھاڑتے ہوئے کہا تو شلابو کا منہ بن گیا۔

''نہیں بولتا۔ میں تیرا غلام تو نہیں ہوں جو تو اس لہجے میں مجھ سے بول رہا ہے۔ اگر مجھے وہ خوبی مل جاتی تو سب سے پہلے

تیرے ہی کام آتی''...... شلابو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اچھا غصہ نہ دکھا۔ بول تو کون سی خوبی چاہتا ہے۔ دراصل غلام طاقتوں سے اس لہجے میں بولنے کی عادت ہو گئی ہے نا اس لئے''...... شالام نے نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں بتاتا۔ میں اب جا رہا ہوں''...... شلابو نے کہا۔ اس کا غصہ ابھی تک کم نہیں ہوا تھا۔

''جب تک میرے دشمنوں کے گروپ کا مکمل خاتمہ نہیں ہو جاتا تو جا ہی نہیں سکتا کیونکہ تو نے بھینٹ لی ہوئی ہے اور اگر تو اسی طرح نخرے کر کے چلا گیا تو میں بڑے آقا سے تجھے مانگ لوں گا اور تو میری غلامی میں آ جائے گا اور جیسے ہی تو میری غلامی میں آیا میں تجھے آگ میں جلا دوں گا''...... اس مرتبہ شالام نے سخت لہجے میں کہا تو شلابو کی اکڑ ختم ہو گئی۔

''ٹھیک ہے۔ میں اس گروپ کے مکمل خاتمے تک تو تیرا پابند ہوں''...... شلابو نے کہا۔

''تو اپنی بات پوری کر۔ میں تجھے خوبی دلا دوں گا''...... شالام نے دوبارہ نرم لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں بتا رہا تھا کہ جب ہم انسانوں کی دنیا میں جاتے ہیں تو انسانوں کے خوبصورت روپ میں جاتے ہیں۔ اس خوبصورت روپ کے باوجود ہمارے جسم سے ایک خاص قسم کی بو آتی ہے جسے صرف مخصوص انسان ہی محسوس کر سکتے ہیں جیسا کہ تیرے دشمن نمبر

ون کا ایک ساتھی ہے جوزف۔ اسے ہماری بو سے ہی محسوس ہو جاتا ہے کہ ہم اس کے آس پاس موجود ہیں اور وہ فوراً حرکت میں آ کر ہمیں لاچار اور بے بس کر دیتا ہے''...... شلابو نے کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔

''اچھا۔ تمہیں محسوس کرنے والی خصوصیت جوزف میں ہے۔ میرے دشمن نمبر ون میں نہیں''...... شالام نے پوچھا۔

''نہیں۔ تیرے دشمن نمبر ون میں یہ خصوصیت نہیں ہے''۔ شلابو نے جواب دیا۔

''اچھا۔ آگے بول۔ تجھے اپنے لئے کون سی خوبی چاہئے''۔ شالام نے کہا۔

''میں جب بھی انسانی روپ میں آؤں تو میرے جسم سے یہ شیطانی بو آنا بند ہو جائے تاکہ جوزف جیسے لوگ مجھے پہچان نہ سکیں''...... شلابو نے اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''کیا ایسا ممکن ہے کہ تیرے جسم سے شیطانی بو نہ آئے''۔ شالام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ جب میں انسانی روپ میں آ جاؤں تو ایسا ممکن ہے لیکن اس کے لئے بڑے آقا کو خود محنت کرنی پڑے گی اور اس سے پہلے آج تک کسی کو یہ خوبی نہ ملنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس کے لئے بڑے آقا کو خود ہی بہت محنت کرنی پڑتی ہے اور بڑے آقا کو اس دنیا میں ہزاروں کام ہوتے ہیں۔ اس کے پاس اتنا وقت نہیں

ہوتا کہ وہ کسی کے لئے یہ محنت کرے''...... شلابو نے کہا۔

''جب بڑے آقا نے آج تک کسی کے لئے یہ محنت نہیں کی تو پھر تیرے لئے کیسے کرے گا''...... شالام نے کہا۔

''میرے لئے نہیں۔ میرے استاد اور آقا شاتام کے لئے بڑا آقا یہ محنت کرنے پر تیار ہو جائے گا کیونکہ شاتام نے ادھورا شیطانی عمل مکمل کرنا ہے اور بڑا آقا شاتام کو پسند بھی کرتا ہے۔ اگر تو شاتام کا نام لے کر بڑے آقا کی منت کرے اور دشمن نمبر ون کے خاتمے کی بات کرے تو مجھے یہ خوبی مل سکتی ہے''...... شلابو نے کہا۔

''تو نے مجھے بہت ہی اچھی بات بتائی ہے۔ اب میں خود بڑے آقا کے پاس جاتا ہوں اور تیرے لئے یہ خوبی مانگ کر لاتا ہوں''...... شالام نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''شالام۔ اگر تو نے ایسا کر لیا تو، تو مجھے ہمیشہ اپنا غلام پائے گا''...... شلابو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں ترمول کو بلا رہا ہوں۔ تو اور ترمول یہاں شاتام کے تابوت پر پہرہ دینا۔ میں بڑے آقا کے پاس جاتا ہوں۔ صبح تک واپس آ جاؤں گا''...... شالام نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں شاتام کے تابوت پر پہرہ دینے کو تیار ہوں''...... شلابو نے کہا تو شالام نے آنکھیں بند کر لیں تاکہ وہ ترمول کو فوری طور پر حاضر ہونے کا حکم دے سکے۔

عمران اور اس کے ساتھی دوسرے خیمے میں پہنچے تو خیمے کا پردہ کھلا ہوا تھا۔ نجمہ خوفزدہ حالت میں چیخ رہی تھی جبکہ جولیا اور سارہ غائب تھیں۔

"کیا ہوا نجمہ۔ جولیا اور سارہ کہاں ہیں"...... عمران نے پوچھا تو نجمہ خوفزدہ نظروں سے عمران کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن اس سے بولا نہیں جا رہا تھا اور پھر اسی لمحے رات کے مہیب سناٹے میں فائر کی آواز گونجی تو عمران بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور آواز کی سمت دوڑا۔ تنویر اور صفدر بھی اس کے پیچھے بھاگے۔

یہ رات کے تین بجے کا وقت تھا لیکن چونکہ آسمان پر بادل نہیں تھے اس لئے ستاروں کی روشنی میں اردگرد کا ماحول صاف نظر آ رہا تھا۔ بلند ترین برف پوش چوٹیاں ایسے دیوؤں کی مانند نظر آ رہی تھیں جنہوں نے سفید کفن پہنا ہوا ہو۔ چند میٹر دوڑنے کے بعد وہ

ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں اترائی شروع ہو رہی تھی۔ عمران نے چند قدم کے فاصلے پر جولیا کو دیکھا جو ایک جگہ کھڑی تھی اور ایک طرف دیکھے جا رہی تھی۔

"جولیا"...... عمران نے جولیا کو آواز دی تو اس کی آواز کی بازگشت پہاڑوں میں گونجنے لگی۔ صفدر اور تنویر بھی اس دوران عمران کے قریب پہنچ چکے تھے اور انہوں نے بھی جولیا کو دیکھ لیا تھا۔ عمران کی آواز سن کر جولیا نے عمران کی طرف دیکھا۔ اس اثناء میں عمران، صفدر اور تنویر جولیا کے قریب پہنچ گئے۔ جہاں جولیا کھڑی تھی اس سے مزید آگے جانا مشکل تھا۔ آگے گہری کھائیاں نظر آ رہی تھیں اور راستہ بھی رات ہونے کی وجہ سے واضح نظر نہیں آ رہا تھا۔ کسی عمودی چوٹی کی وجہ سے ستاروں کی روشنی بھی راستے تک نہیں پہنچ رہی تھی اور شاید اسی وجہ سے جولیا بھی یہاں رک گئی تھی۔ اس کے ایک ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔

"کیا ہوا جولیا۔ سارہ کہاں ہے"...... عمران نے جولیا سے پوچھا تو جولیا نے عمران کی طرف دیکھا۔ عمران کو اس کی آنکھوں میں خوف کی پرچھائیاں سی نظر آئیں تو عمران پریشان ہو گیا۔

"جس لمحے خوف ہم پر مسلط ہو گیا اسی لمحے ہم نے ختم ہو جانا ہے جولیا"...... عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں خوفزدہ نہیں ہوں۔ میں اگر خوفزدہ ہوتی تو یہاں تک نہ آتی۔ میں تو سارہ کی وجہ سے پریشان ہو رہی ہوں"...... جولیا نے

کہا۔

"کیا ہوا سارہ کو۔ کہاں ہے وہ"...... عمران نے سارہ کے متعلق پوچھا۔

"اچانک ہی میری آنکھ کھلی تو میں نے سارہ کی ٹانگوں کو گھسیٹ کر خیمے کے پردے سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔ میں اچھل کر کھڑی ہوگئی۔ میرے اچھلنے کی وجہ سے نجمہ کی بھی آنکھ کھل گئی اور اس نے بھی یہ منظر دیکھ لیا۔ چیخ بھی نجمہ ہی نے ماری تھی لیکن میں اس کے چیخنے سے پہلے ہی خیمے سے باہر آ چکی تھی۔ وہ کوئی بلا تھی جو کم از کم نو دس فٹ لمبی تھی۔ اس نے سارہ کو اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا اور خیموں کی دوسری جانب دوڑی جا رہی تھی۔ اس کی رفتار بہت ہی تیز تھی۔ میں بھی اس کے پیچھے بھاگی۔ بھاگتے بھاگتے میں نے اپنا مشین پسٹل نکال لیا اور پھر وہ بلا یہاں تک پہنچ گئی تو میں نے اس پر فائر کر دیا لیکن شاید میرا نشانہ خطا ہو گیا اور وہ بلا اچھلتی کودتی اس اندھیرے راستے میں غائب ہوگئی"...... جولیا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ صفدر اور تنویر یہ سن کر پریشان ہوگئے تھے۔

"اس کا حلیہ کیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"میں نے اس کی پشت ہی دیکھی تھی اس لئے اس کے چہرے کے متعلق نہیں بتا سکتی۔ اس کے قد کے بارے میں تو میں بتا چکی ہوں کہ تقریباً نو دس فٹ ہوگا۔ تمام جسم پر سفید گھنے بال تھے اور

سر کے بال بھی بڑے بڑے اور گھنے تھے۔ جب وہ بلا دوڑ رہی تھی تو اس کے بال لہرا رہے تھے"...... جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ان پہاڑوں پر تین قسم کی مخلوق مل سکتی ہے۔ نمبر ایک برفانی چیتا، نمبر دو برفانی ریچھ اور نمبر تین برفانی انسان۔ جولیا نے جو حلیہ بتایا ہے وہ برفانی انسان کا ہے"...... عمران نے تنویر اور صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب سارہ کا کیا ہوگا۔ وہ بے چاری تو ہماری وجہ سے ماری گئی"......تنویر نے کہا۔

"کوئی بھی کسی کی وجہ سے نہیں مارا جاتا۔ ہم جو اس سفر پر نکلے ہیں اپنے ارادے یا مرضی سے نہیں نکلے بلکہ کوئی ہے جس نے ہمیں اس سفر پر بھیجا اور ہمارے ساتھ ان لوگوں کو بھی"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عمران صاحب۔ سارہ کو تلاش کرنے کی کوشش تو کی جا سکتی ہے"...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ میں سارہ کو تلاش کرنے کے لئے آگے جاتا ہوں۔ تم تینوں خیموں میں واپس چلے جاؤ۔ وہ تینوں بہت ہی پریشان اور خوفزدہ ہوں گے۔ تم انہیں جا کر تسلی دو"...... عمران نے کہا۔

"تم کیا سمجھتے ہو کہ صرف تمہی ہیرو ہو۔ باقی سب زیرو ہیں"۔

تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں سب کو تو زیرو نہیں سمجھتا۔ صرف"...... عمران نے ادھوری بات کرتے ہوئے کہا۔ فضا بہت ہی سنجیدہ ہو رہی تھی لیکن عمران اس سنجیدگی کو بھی خاطر میں نہیں لایا تھا۔

"ہم سارہ کی وجہ سے پریشان ہیں اور تمہیں مذاق کی سوجھ رہی ہے"...... جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو میں نے کہا ہے کہ میں سارہ کو تلاش کرنے جاتا ہوں تم خیموں میں چلے جاؤ۔ لیکن بڑے بھائی تنویر نے مجھے ڈانٹ دیا ہے"...... عمران نے ان تینوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ تم اکیلے نہیں ہو۔ جو بھی کام کرنا ہے ہم نے مل جل کر کرنا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"اب تک تو میں اکیلا ہی ہوں۔ تم اگر ساتھ دو تو ہم دو ہو جائیں گے۔ پھر اگلے سال ہم تین ہوں گے۔ اس سے اگلے سال چار اور پھر ہر سال ہماری تعداد بڑھتی جائے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں ان تاریک گہرائیوں میں دھکا دے دوں گی۔ کوئی بھی تمہارے بارے میں نہیں جان سکے گا کہ تم کہاں گئے"۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر تنویر کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا اور عمران کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"پلیز عمران صاحب۔ ایک معصوم سی زندگی کا سوال ہے۔ آپ

کو سارہ کے متعلق سوچنا چاہئے"...... صفدر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو میں کہہ رہا ہوں کہ تم خیموں میں واپس چلے جاؤ۔ میں سارہ کی تلاش میں جاتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم تمہیں اس خطرناک اور خوفناک سفر میں اکیلا جانے دیں"...... جولیا نے کہا تو صفدر اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"تم لوگ دیکھ نہیں رہے کہ اس وقت آگے جانا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے"...... عمران نے تاریک گہرائیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ تاریک گہرائیاں تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں تو ہمیں بھی نقصان نہیں ہوگا"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تو پھر آگے بڑھو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر خوش ہو گیا۔

"عمران صاحب۔ اس وقت آگے بڑھنا ایک خطرناک اقدام ہوگا۔ ہر طرف گہری کھائیاں ہیں۔ معمولی سا پیر پھسلنے پر ہم زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"تو کیا پھر یہی سوچ کر ہم خیمے میں جا کر بیٹھ جائیں"۔ عمران نے کہا۔

''نہیں۔ ہم اطمینان سے بیٹھ تو نہیں سکتے۔ میں تو صرف یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ صبح ہونے میں اب دو تین گھنٹے باقی ہیں۔ ہم صبح کا اجالا ہونے پر سارہ کی تلاش میں نکلیں''...... صفدر نے کہا۔

''اور اس دوران اگر برفانی انسان نے سارہ کو نقصان پہنچا دیا تو''...... جولیا نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اگر برفانی انسان نے سارہ کو فوری نقصان پہنچانا تھا تو اب تک پہنچا چکا ہو گا۔ اس صورت میں ہم اب یا صبح کو کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ ہاں اگر برفانی انسان کا ارادہ سارہ کو فوری نقصان پہنچانے کا نہ ہوا تو پھر ہم صبح بھی اسے تلاش کرنے اور بچانے کی کوشش کر سکتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''درندوں کی ایک فطرت ہوتی ہے۔ جب انہیں بھوک لگتی ہے تو پھر وہ شکار کرتے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ برفانی انسان اب تک سارہ کو کھا چکا ہو گا''...... جولیا نے غمگین لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ درندوں کی یہ فطرت ہوتی ہے لیکن برفانی انسان ان درندوں سے مختلف ہے۔ وہ بعض اوقات اپنی خوراک کا ذخیرہ بھی کر لیتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ فطرت تو انسانی فطرت سے ملتی جلتی ہے''...... صفدر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اسے کہتے بھی تو برفانی انسان ہیں نا۔ کوئی نہ کوئی خصوصیت تو

مشترک ہونی چاہئے''...... تنویر نے کہا۔

''پھر تو سارہ کے زندہ ہونے کی امید کی جا سکتی ہے''...... جولیا نے امید بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہ امید کی جا سکتی ہے اور اب ہمیں واپس چل کر اپنے ساتھیوں کی خبر لینی چاہئے۔ ہم سب یہاں ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی برفانی چیتا یا برفانی ریچھ ان پر حملہ کر دے''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں عمران صاحب۔ ہمیں فوری طور پر چلنا چاہئے''۔ صفدر نے کہا اور پھر وہ واپسی کے لئے مڑے۔ کچھ دیر بعد وہ اپنے خیموں تک پہنچ گئے۔ خالد، رضوان اور نجمہ ایک ہی خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ نجمہ اب تک خوفزدہ تھی لیکن اس کا چیخنا چلانا بند ہو چکا تھا۔

''عمران صاحب۔ سارہ کا کچھ پتہ چلا''...... جیسے ہی وہ خیمے میں داخل ہوئے خالد نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''فی الحال تو اس کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ ہم صبح اس کی تلاش میں جائیں گے اور انشاء اللہ اسے ڈھونڈ کر لائیں گے''...... عمران نے خالد کو تسلی دیتے ہوئے کہا لیکن خالد اور اس کے ساتھی عمران کی بات پر مطمئن نہیں ہوئے تھے۔

''عمران صاحب۔ وہ کون سی بلا ہے جو سارہ کو اٹھا کر لے گئی ہے''...... نجمہ نے عمران سے پوچھا۔ اس کی آواز اب تک کپکپا رہی تھی۔

''وہ برفانی انسان تھا''...... عمران نے مختصراً جواب دیا اور پھر

خیمے میں خاموشی طاری ہو گئی۔

"کیا برفانی انسان سارہ کو کھا چکا ہو گا"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نجمہ نے غمگین لہجے میں پوچھا۔ ان سب کو نجمہ کی سسکی بھی صاف سنائی دی تھی۔ عمران نے نجمہ کی طرف دیکھا جس کی حالت خراب ہو رہی تھی۔

"مس نجمہ۔ اس دنیا میں جتنی بھی مخلوقات ہیں وہ شام سے پہلے پہلے اپنا پیٹ بھر لیتی ہیں۔ نصف رات کے بعد کوئی بھی مخلوق کھانا پینا نہیں کرتی۔ برفانی انسان اگر سارہ کو اٹھا کر لے گیا ہے تو وہ اسے کل کے لئے لے کر گیا ہے اور ہم کل دوپہر ہونے سے پہلے پہلے سارہ کو تلاش کر لیں گے اس لئے آپ مطمئن رہیں۔ سارہ کو کچھ نہیں ہو گا"...... عمران نے نجمہ کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ مگر وہ سوچ رہا تھا کہ وہ سارہ کو تلاش کر بھی سکے گا یا نہیں۔ ویسے عمران کی تسلی پر نجمہ کچھ مطمئن ہو گئی تھی۔

"میں چائے بناتی ہوں"...... جولیا نے کہا اور اٹھ کر گیس چولہے کی طرف بڑھی۔ چولہے کے قریب ہی دیگر سامان بھی رکھا ہوا تھا۔ اس نے چولہا جلایا۔ کولر میں پانی برف بن چکا تھا۔ جولیا نے دیگچی میں برف ہی ڈال دی۔ کچھ دیر بعد برف پگھل کر پانی بن گئی تو جولیا نے اس سے چائے تیار کی۔ ان سب کو ہی چائے کی شدید طلب محسوس ہو رہی تھی۔ لہٰذا چائے پینے سے ان سب کے جسموں میں حرارت پیدا ہو گئی۔ صبح کی روشنی پھیلنے سے قبل ہی جولیا

نے ان سب کے لئے ناشتہ تیار کر لیا تھا۔ جلد ہی وہ ناشتے سے فارغ ہو گئے۔ ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد جولیا نے عمران کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"میں، تنویر اور صفدر، سارہ کی تلاش میں جاتے ہیں جبکہ جولیا یہاں رہے گی"...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ میں ان لوگوں کے پاس ہوں۔ تم لوگ جاؤ"۔ جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ ہمیں بھی اپنے ساتھ لے چلیں"۔ عمران اٹھنے لگا تو خالد نے جلدی سے کہا۔

"یہاں سے تو ہم اکٹھے جا رہے ہیں لیکن آگے جا کر ہم نے الگ الگ ہو جانا ہے تاکہ کم وقت میں زیادہ علاقہ دیکھ سکیں اور آپ کا الگ ہو کر گھومنا پھرنا آپ کے لئے خطرناک ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہم بھی تو آپ جیسے ہی انسان ہیں۔ ہم بھی وہ کام کر سکتے ہیں جو آپ کر سکتے ہیں"...... خالد نے کہا۔

"بے شک ہم ایک جیسے انسان ہیں لیکن آپ کا شعبہ اور ہمارا شعبہ الگ ہے۔ ہم سب کوہ پیما ہیں اور کوہ پیمائی کے مشن پر ہی نکلے ہیں لیکن آپ کی تمام عمر جہاز میں گزری ہے اس لئے آپ کا یہاں رہنا زیادہ بہتر ہے"...... عمران نے خالد کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ ہم آپ کے ساتھ ساتھ تو رہ سکتے ہیں"...... اس مرتبہ

رضوان نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"پہاڑی راستے بہت ہی ٹیڑھے اور دشوار گزار ہیں۔ اگر آپ ہمارے ساتھ ہوئے تو ہم اتنی تیزی سے موو نہیں کر سکیں گے جتنی تیزی سے موو کرنے کی ضرورت ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ ان دونوں کو چھوڑیں اور جلدی سے سارہ کو لے آئیں"...... نجمہ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"او کے۔ ہم جا رہے ہیں"...... عمران نے کہا اور پھر وہ تینوں خیمے سے باہر نکل آئے۔ وہ جلد ہی اس جگہ پہنچ گئے جہاں رات برفانی انسان جولیا کی نظروں سے غائب ہوا تھا۔ اب انہوں نے غور سے اس جگہ کا جائزہ لیا۔ یہاں سے آگے جانے کا راستہ بہت ہی تنگ تھا۔ بمشکل ایک پاؤں رکھنے کی گنجائش تھی۔ پورے علاقے کی طرح یہ راستہ بھی برف سے ڈھکا ہوا تھا۔

چونکہ انہوں نے کوہ ہمالیہ کی ترائیوں میں جانا تھا اس لئے عمران نے سپیشل جوتے حاصل کئے تھے۔ ان جوتوں کی وجہ سے وہ برف پر پھسل نہیں سکتے تھے۔ وہ چند لمحوں تک وہاں کھڑے رہے اور پھر سب سے پہلے عمران نے اس پگڈنڈی نما راستے پر قدم رکھا اور آہستہ آہستہ آگے کھسکنے لگا۔ اس کے بعد تنویر اور صفدر نے بھی اس راستے پر قدم رکھ دیئے۔ انہیں راستہ طے کرنے میں دس منٹ لگ گئے۔ اس خطرناک راستے کے بعد ایک بار پھر ڈھلوانی، اونچے نیچے اور ٹیڑھے میڑھے راستے شروع ہو گئے تھے۔

"ہمیں یہاں سے مختلف سمتوں میں آگے بڑھنا ہوگا"۔ عمران نے صفدر اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن اس دوران اگر ہمیں آپس میں رابطے کی ضرورت پڑی تو رابطہ کیسے کریں گے۔ ہمارے موبائل فونز تو کام ہی نہیں کر رہے"...... صفدر نے عمران سے پوچھا۔

"واچ ٹرانسمیٹر تو ہمارے پاس موجود ہیں۔ ہم ان کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم ان کے ذریعے بھی رابطہ نہیں کر سکیں گے۔ اس علاقے میں مواصلات کو جامد کر دیا گیا ہے۔ ہم اس قسم کی کوئی بھی مشینری استعمال نہیں کر سکتے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ سب کیا دھرا شیطانی طاقتوں کا ہے"...... تنویر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تو تم کیا سمجھ رہے ہو یہ سب کچھ خود بخود ہو رہا ہے"...... صفدر نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اللہ کا نام لے کر آگے بڑھو۔ پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا"۔ عمران نے کہا اور پھر انہوں نے اپنی اپنی سمتیں منتخب کیں اور آگے بڑھنے لگے۔ چند منٹوں میں ہی وہ ایک دوسرے کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

’’عمران صاحب کو خود پر زیادہ اعتماد ہے اس لئے وہ دوسروں پر اعتماد نہیں کرتے‘‘...... عمران، تنویر اور صفدر خیمے سے جا چکے تھے۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد خالد نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’ایسی بات نہیں ہے۔ یہ سب کچھ آپ کی حفاظت کے لئے کیا گیا ہے۔ آپ نے خود باہر کا جائزہ لیا ہے۔ آپ خود بتائیں کہ کیا آپ ان جگہوں پر تیزی سے حرکت کر سکتے ہیں‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’تیزی سے حرکت کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ آرام اور احتیاط سے بھی تو چلا جا سکتا ہے‘‘...... خالد نے جواب دیا۔

’’آپ کا کیا خیال ہے کہ اس سارے علاقے میں صرف ہم زندہ مخلوق ہیں‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’نہیں۔ ہمارے علاوہ بھی مخلوق ہو گی۔ برفانی انسان کو آپ

اور نجمہ تو دیکھ ہی چکی ہیں‘‘...... خالد نے کہا۔

’’برفانی انسان کے علاوہ یہاں برفانی ریچھ، برفانی چیتے، سانپ اور نجانے کون کون سی مخلوق ہو گی۔ اب اگر کوئی ہمارے راستے میں آ جائے تو ہمیں بھاگنا تو پڑے گا اور یہاں بھاگنے کا مطلب ہے کہ سینکڑوں ہزراوں فٹ گہری کھائیوں میں جا گرنا‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’یہ مخلوق آپ کے ساتھیوں کے سامنے بھی تو آ سکتی ہے۔ کیا آپ کے ساتھی نہیں بھاگیں گے‘‘...... خالد نے پوچھا۔

’’عمران نے آپ کو بتایا تھا کہ ہم لوگ کوہ پیما ہیں۔ ہم نے کوہ پیمائی کی تربیت حاصل کی ہوئی ہے۔ ہم نے اس سے زیادہ خطرناک چوٹیاں سر کی ہوئی ہیں۔ کوہ ہمالیہ بھی ہم کیمپ لگانے جا رہے تھے کہ یہ واقعہ پیش آ گیا اور دوسری بات یہ کہ ہم ایسے حالات سے پہلی بار نہیں گزر رہے۔ البتہ آپ کے ساتھ ایسے حالات پہلی دفعہ پیش آ رہے ہوں گے‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’جی ہاں۔ ہم تو ملازم پیشہ لوگ ہیں۔ ہمیں کوہ ہمالیہ اور صحرا نوردی کا وقت کہاں ملتا ہے۔ جس شہر میں فلائٹ لے کر جاتے ہیں بس وہیں کی سیر کر لیتے ہیں‘‘...... خالد نے کہا۔

’’پھر آپ کے لئے بہتر تو یہی ہے نا کہ آپ یہیں رہیں۔ یہاں آپ زیادہ محفوظ ہیں‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’میرے خیال میں عمران صاحب نے درست فیصلہ کیا ہے‘‘۔

خالد نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کو یقین ہے کہ عمران صاحب سارہ کو ڈھونڈ لائیں گے"...... نجمہ نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ وہ دونوں بہت عرصے سے ایک ساتھ ڈیوٹی دے رہی ہیں اس لئے وہ ایک دوسرے کی دوست تھیں اور انہیں ایک دوسرے سے محبت بھی تھی اس لئے نجمہ، سارہ کے لئے بہت پریشان اور اداس تھی۔

"ہاں۔ مجھے یقین ہے۔ انشاء اللہ عمران سارہ کو زندہ سلامت لے آئے گا"...... جولیا نے کہا۔

"اللہ تمہاری زبان مبارک کرے"...... نجمہ نے دعا دیتے ہوئے کہا تو جولیا نے آمین کہہ دیا اور پھر کافی دیر تک خاموشی طاری رہی۔

"مس جولیا۔ ایک بات تو بتائیں"...... کافی دیر کی خاموشی کے بعد رضوان نے جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"پوچھیں"...... جولیا نے نرم لہجے میں کہا۔

"آپ مجھے سوئس نژاد لگتی ہیں۔ پھر عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں سے آپ کی دوستی کیسے ہوگئی اور اب آپ بات چیت بھی پاکیشیائی زبان میں کر رہی ہیں۔ آپ شروع سے مسلمان تھیں یا بعد میں مسلمان ہوئیں"...... رضوان نے ایک ساتھ کئی سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہم چاروں نے ایک ساتھ کوہ پیمائی کی تربیت حاصل کی تھی۔

ہماری وہ ایک سال کی ٹریننگ تھی جو ہم نے ماؤنٹ ایورسٹ کے پہاڑوں پر حاصل کی تھی۔ ہمارے علاوہ اور بھی کئی لڑکے اور لڑکیاں تھیں۔ ان تینوں کا اخلاق اور کردار سب سے اچھا تھا۔ وہاں موجود سب مرد مجھے اور دوسری لڑکیوں کو ہوس بھری نظروں سے دیکھتے تھے۔ دوسری لڑکیوں کو شاید یہ برا محسوس نہ ہوتا ہو لیکن مجھے برا محسوس ہوتا تھا۔ یورپین ماحول میں رہ کر بھی میں اس ماحول سے مختلف تھی اس لئے میری ان تینوں سے وہاں دوستی ہو گئی۔ ٹریننگ کے بعد سب اپنے اپنے ملکوں کو چلے گئے۔ میں بھی سوئٹزرلینڈ چلی گئی۔ پھر میں ایک گروپ کے ساتھ کے ٹو کی چوٹی سر کرنے کے لئے پاکیشیا آئی اور میں نے اپنے پروگرام سے ان تینوں کو بھی مطلع کر دیا تو یہ بھی ہمارے گروپ میں شامل ہو گئے۔ کے ٹو انتہائی خطرناک پہاڑ ہے۔ ہماری ٹیم اسے فتح نہ کر سکی۔ ہمارے دو ممبرز مارے گئے اور تین معذور ہو گئے اور باقی کے ٹو کو سر کرنے کا خیال ہی دل سے نکال کر واپس چلے گئے۔ میں چونکہ عمران، صفدر اور تنویر سے متاثر ہو چکی تھی اس لئے میں کچھ عرصے کے لئے پاکیشیا رک گئی۔ میں نے یہاں کا کلچر، رسم و رواج اور مذہب کا مشاہدہ کیا تو پھر میں ہمیشہ کے لئے یہیں کی ہو کر رہ گئی اور پھر میں نے پاکیشیا کی شہریت حاصل کر لی"...... جولیا نے فوری طور پر ایک فرضی کہانی بناتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ کو اسلام اور پاکیشیا دونوں ہی بہت

پسند آئے''...... خالد نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ اب پاکیشیا میرا وطن اور اسلام میرا مذہب ہے''۔ جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مس جولیا۔ آپ نے ابھی تک شادی نہیں کی''...... نجمہ نے جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''نہیں۔ شادی کے بارے میں ابھی تک تو کچھ نہیں سوچا''۔ جولیا نے جواب دیا۔

''اگر آپ کو شادی کرنا پڑے تو آپ ان تینوں میں سے کس کا انتخاب کریں گی''...... نجمہ نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ان تینوں میں سے کسی کے ساتھ میری شادی نہیں ہو سکتی''...... جولیا نے سوچنے والے انداز میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی جولیا یکدم چونکی۔ اس کے حساس کانوں نے کوئی غیر معمولی آواز محسوس کی تھی اور اس کی چھٹی حس نے خطرے کا الارم بجایا تھا۔ جولیا نے فوراً ہی جیکٹ کی جیب سے مشین پسٹل نکالا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

''آپ لوگ یہاں بیٹھیں۔ میں ابھی آتی ہوں''...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے باہر نکل گئی۔ باہر آ کر اس نے اپنے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ چند میٹر کے فاصلے پر ایک پہاڑ کی چوٹی تھی۔ وہ اس چوٹی کی طرف دوڑی۔ چند لمحوں بعد وہ پہاڑ کی چوٹی تک پہنچ چکی تھی۔ اس نے لیٹے لیٹے چاروں

طرف نظر دوڑائی اور پھر اسے گہرائی میں چند وحشی نظر آئے جو زور زور سے بولتے ہوئے اونچائی کی طرف آ رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں نیزے اور تیر کمان تھے لیکن یہ زیادہ سوچنے کا وقت نہیں تھا۔ جولیا کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ یہ وحشی انہی کے لئے آ رہے ہیں۔

جولیا نے ایک بار پھر چاروں طرف نظریں دوڑائیں۔ کچھ ہی فاصلے پر دو پہاڑ ایک دوسرے کے بہت ہی قریب تھے اور ان کے درمیان تنگ سا راستہ تھا۔ جولیا فوراً ہی اس راستے کی طرف بڑھی۔ وہاں پہنچ کر اس نے اس جگہ کا جائزہ لیا۔ چند قدم کے بعد مڑ کر ایک کشادہ کھوہ سی بن گئی تھی اور یہاں تک پہنچنے کا راستہ بھی صرف ایک ہی تھا۔ باقی تین اطراف میں بلند و بالا پہاڑ تھے۔ یہاں بیٹھ کر وہ ان وحشیوں کا مقابلہ کر سکتی تھی۔ جگہ کا جائزہ لینے کے بعد وہ تیزی سے خیمے کی طرف بڑھی۔ خیمے میں اس کے تینوں ساتھی پریشان بیٹھے تھے۔

''کیا ہوا مس جولیا۔ خیریت تو ہے''...... خالد نے پریشان لہجے میں جولیا سے پوچھا۔

''فی الحال سوال نہیں۔ آپ جلدی سے میرے ساتھ آئیں۔ جلدی کریں''...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ تینوں ہی جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور افراتفری کے عالم میں جولیا کے ساتھ خیمے سے باہر نکل آئے۔ جولیا انہیں لے کر اس کھوہ تک پہنچ

گئی۔ اب ان وحشیوں کے بولنے کی آوازیں بھی وہ سن رہے تھے۔

''یہ۔ یہ کیسی آوازیں ہیں مس جولیا''...... نجمہ نے خوفزدہ لہجے میں جولیا سے پوچھا۔

''شکل سے تو یہ لوگ آدم خور جنگلی لگتے ہیں۔ معلوم نہیں اس پہاڑی علاقے میں کیسے آ گئے''...... جولیا نے دھیمے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو نجمہ اور زیادہ خوفزدہ ہو گئی اور اس کی سسکیاں بلند ہونے لگیں۔

''خاموش ہو جاؤ ورنہ ہم سب پکڑے جائیں گے۔ تمہارے رونے کی آوازیں سن کر وہ سیدھے ادھر آ جائیں گے''...... جولیا نے نجمہ کو ڈانٹتے ہوئے کہا تو نجمہ کی آواز بند ہو گئی۔ اسی لمحے وہ وحشی اوپر آ گئے۔ ان وحشیوں نے شور مچاتے ہوئے خیمے پر اور کچھ فاصلے پر کھڑے جہاز پر تیر برسانے شروع کر دیئے اور پھر ایک وحشی نے چیخ کر اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جدھر وہ چھپے ہوئے تھے۔ چند وحشی اس طرف کو دوڑے۔ اب جولیا کے ایکشن میں آنے کا وقت آ گیا تھا۔

جولیا اس زاویے پر بیٹھی ہوئی تھی کہ وحشی اسے نظر آ رہے تھے لیکن وہ وحشیوں کو دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ جیسے ہی وحشیوں نے کھوہ کا رخ کیا جولیا نے اپنے مشین پسٹل کا رخ ان کی طرف کر دیا۔ اسی لمحے نجمہ، خالد اور رضوان نے اپنے سانس روک لئے لیکن

ان کے دل بہت ہی تیزی سے دھڑک رہے تھے۔ انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ان کے دل ابھی سینے سے باہر آ جائیں گے۔ یہ لمحات ان کے لئے بہت ہی خطرناک تھے اور انہیں اس بات کا احساس بھی تھا اس لئے انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ان کا آخری وقت آن پہنچا ہو۔

پھر یکدم ہی تڑتڑاہٹ کی آواز گونجی اور وہ تینوں سوچوں کے گرداب سے باہر نکل آئے۔ جولیا نے ان وحشیوں پر مشین پسٹل سے فائرنگ کر دی تھی اور پہلے ہی فائر میں کئی وحشی نیچے گر کر تڑپنے لگے۔ فائرنگ کی تیز آواز سن کر اور اپنے ساتھیوں کو نیچے گرتے دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لئے چونکے اور پھر سب ہی نہایت تیزی سے کھوہ کی طرف دوڑے۔ ان کے حلق سے خوفناک آوازیں نکل رہی تھیں۔ جولیا نے ایک بار پھر فائرنگ شروع کر دی اور وہ اس وقت تک فائرنگ کرتی رہی جب تک کہ آخری وحشی بھی ختم نہ ہو گیا۔

جب سب وحشی ختم ہو گئے تو جولیا طویل سانس لیتے ہوئے اس کھوہ سے باہر آ گئی۔ اس کے پیچھے وہ تینوں بھی آ گئے لیکن وہ بہت ہی خوفزدہ تھے۔ خاص طور پر نجمہ کا حال تو بہت ہی برا تھا۔ جگہ جگہ پر وحشیوں کا خون بکھرا ہوا تھا۔ اس خون کو دیکھ کر نجمہ کا دل خراب ہونے لگا اور اس کا سر بھی چکرا رہا تھا۔ جولیا نے اسے سہارا دیا اور وحشیوں کے خون سے بچاتی ہوئی خیمے میں لے آئی۔

خیمے میں آ کر اس نے نجمہ کو بستر پر لٹا دیا اور پھر میڈیکل باکس سے اس نے چند ٹیبلٹ نکالیں اور نجمہ کو کھلا دیں۔ گولیاں کھانے کے چند منٹ بعد ہی نجمہ کو نیند آ گئی۔ جولیا نے اسے نیند کی تیز گولی بھی دی تھی اور اس وقت نجمہ کا سونا بہت ہی ضروری تھا۔

''اگر آپ میرا ساتھ دیں تو ہم وحشیوں کی لاشوں کو ٹھکانے لگا دیتے ہیں ورنہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد نجمہ کی حالت پھر بگڑ جائے گی''...... جولیا نے خالد اور رضوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اوہ۔ ہمیں کیا کرنا ہو گا''...... خالد نے بری طرح ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

''ان وحشیوں کی لاشوں کو اٹھا کر نیچے کھائیوں میں پھینکنا ہو گا''...... جولیا نے کہا۔

''لیکن ہم نے تو کبھی کسی لاش کو نہیں اٹھایا اور لاش بھی وہ جسے گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہو''...... خالد نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ البتہ رضوان اپنی عادت کے مطابق خاموش تھا لیکن خوف کے تاثرات اس کے چہرے پر بھی تھے۔

''کیوں۔ تم لاش کو کیوں نہیں اٹھا سکتے''...... جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ڈ۔ ڈ۔ ڈر لگتا ہے''...... خالد نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔ کیا لاشیں تمہیں چپک جائیں گی''...... جولیا نے بدستور

طنزیہ لہجے میں کہا لیکن خالد خاموش رہا۔

''رضوان۔ کیا تمہیں بھی لاشوں سے ڈر لگتا ہے''...... جولیا نے رضوان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''جج۔ جج۔ جی۔ مس جولیا''...... رضوان نے خالد سے بھی زیادہ ہکلاتے ہوئے کہا۔

''تم دونوں اتنے بزدل ہو''...... جولیا نے کہا اور اٹھ کر خیمے سے باہر آ گئی۔ وحشیوں کی لاشوں کے قریب جا کر اس نے ایک لاش کو اٹھایا اور کچھ دور لے جا کر ہزاروں فٹ گہری کھائی میں گرا دیا۔ اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی حل بھی نہیں تھا۔ نجمہ کی حالت بہت ہی خراب ہو چکی تھی۔ بیدار ہونے کے بعد وہ لاشوں کو دوبارہ دیکھتی تو اس کی حالت مزید خراب ہو سکتی تھی اور اس کی جان کو خطرہ بھی ہو سکتا تھا اس لئے ان لاشوں کو ٹھکانے لگانا بہت ہی ضروری تھا۔

ابھی جولیا نے دو لاشیں ہی اٹھا کر کھائی میں پھینکی تھیں کہ خالد اور رضوان بھی خیمے سے باہر آ گئے۔ انہوں نے مل کر ایک لاش اٹھائی اور اسے کھائی میں پھینک دیا۔ جولیا اس دوران خاموش رہی تھی۔ کچھ ہی دیر میں ان تینوں نے تمام لاشوں کو کھائی میں گرا دیا۔ اس کے بعد جولیا نے پانی کی بالٹی کو گیس کے چولہے پر رکھا۔ چونکہ پانی برف بن چکا تھا اس لئے تھوڑی دیر میں برف پانی بن گئی تو ان تینوں نے منہ ہاتھ دھوئے۔

"مس جولیا۔ ایک بات تو بتائیں"...... ہاتھ منہ دھونے کے بعد خالد نے نارمل لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پوچھو۔ کیا پوچھنا چاہتے ہو"...... جولیا نے کہا۔ اسے اندازہ تھا کہ خالد کیا پوچھنا چاہتا ہے۔

"آپ لوگ کون ہیں۔ آپ نے ذرا سی دیر میں اتنے انسانوں کو مار دیا اور آپ کے ماتھے پر شکن تک نہیں آئی"...... خالد نے کہا۔ جولیا کو اس سے اسی سوال کی توقع تھی۔

"ہم انسان ہی ہیں۔ کیا ہم آپ کو درندے نظر آ رہے ہیں"۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگ انسان تو ہیں لیکن عام انسان نہیں ہیں۔ عام انسانوں کے ہاتھوں ایک آدمی مارا جائے تو اس کا جینا مشکل ہو جاتا ہے جبکہ آپ نے اتنے قتل کیے ہیں اور آپ مسکرا رہی ہیں"...... خالد نے کہا جبکہ رضوان خوفزدہ نظروں سے جولیا کو دیکھ رہا تھا۔ جولیا کے چہرے سے مسکراہٹ ختم ہو گئی تھی اور اس کی جگہ سنجیدگی نے لے لی تھی۔

"اگر میں انہیں نہ مارتی تو انہوں نے ہمیں مار دینا تھا۔ اتنا تو آپ جانتے ہی ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"یہ بات ہم جانتے ہیں اور ہم اس بات پر اعتراض نہیں کر رہے کہ آپ نے وحشیوں کو کیوں مارا بلکہ ہمیں اس بات پر حیرت ہو رہی ہے کہ آپ نے ایک عورت ہوتے ہوئے خونخوار وحشیوں کا

قتل عام کیا اور آپ کے ماتھے پر شکن تک نہیں آئی بلکہ آپ مسکرا رہی ہیں"...... خالد نے کہا۔

"میں نے آپ کو بتایا تو تھا کہ ہم ایک سال ٹریننگ پر رہے ہیں۔ اس ٹریننگ کے دوران ہمیں سکھایا گیا تھا کہ اگر برفانی انسانوں کا پورا گروہ بھی ہم پر حملہ کر دے تو ہم نے کیسے ان سے مقابلہ کرنا ہے۔ برفانی چیتوں اور برفانی ریچھوں کا پورا ریوڑ آ جائے تو ہم نے ان سے کیسے بچنا ہے اور ان کا مقابلہ کیسے کرنا ہے اور یہ تربیت وقتاً فوقتاً ہمارے کام آتی رہتی ہے"...... جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ لیکن ان کے تاثرات بتا رہے تھے کہ انہیں یقین نہیں آیا۔

"لیکن اتنی دیدہ دلیری سے انسانوں کا قتل عام کر دینا کوئی عام بات نہیں ہے"...... خالد نے کہا۔

"ہزاروں میٹر بلند، خطرناک اور جان لیوا چوٹیاں سر کر لینا بھی عام بات نہیں ہے۔ یہ انسان اور درندے تو کچھ بھی خطرناک نہیں ہیں۔ جتنی خطرناک یہ چوٹیاں ہوتی ہیں۔ جو ان چوٹیوں کو سر کرنے کی ہمت رکھتا ہے وہ اپنے دشمنوں کو بھی فتح کر سکتا ہے"...... جولیا نے کہا اور پھر اس نے اپنے مشین پسٹل میں نیا میگزین لگایا کیونکہ پہلا میگزین خالی ہو چکا تھا۔ جیسے ہی وہ میگزین لگا کر فارغ ہوئی اسے ایک تیز آواز سنائی دی اور وہ اچھل پڑی۔ یہ آواز برفانی چیتے کی تھی جو بہت قریب سے سنائی دی تھی۔

"یہ۔ یہ کیسی آواز ہے"...... خالد نے ایک مرتبہ پھر ہکلاتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ خوف سے زرد ہو گیا تھا۔ جولیا نے رضوان پر ایک نظر ڈالی۔ وہ بھی خوف سے زرد نظر آ رہا تھا۔ جولیا نے ان دونوں کو بس ایک نظر دیکھا اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے خیمے سے باہر نکل آئی۔ جیسے ہی وہ خیمے سے باہر نکلی اسے اچھل کر ایک طرف ہونا پڑا۔ وہ واقعی برفانی چیتا تھا اور اس نے جولیا پر چھلانگ لگا دی تھی۔ سو اس سے بچنے کے لئے جولیا کو بھی چھلانگ لگانا پڑی۔

چھلانگ لگا کر جیسے ہی وہ پہاڑی کی سطح سے گری اس کا ہاتھ مڑا اور مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور اسی لمحے جولیا نے دیکھا کہ برفانی چیتا اس پر ایک بار پھر چھلانگ لگا چکا تھا۔ جولیا نے پھرتی سے صرف ایک کروٹ بدلی۔ برفانی چیتا اس کے قریب ہی گرا اور پھر اسی لمحے جولیا کی لات بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی جو چیتے کے منہ پر لگی اور برفانی چیتے کی ایک غراہٹ بلند ہوئی۔

ٹھوکر کھا کر برفانی چیتا غضبناک ہو گیا تھا۔ وہ چونکہ جولیا کے قریب ہی تھا اس لئے اس نے تیزی سے اپنا منہ جولیا کی گردن پر مارنا چاہا اور اگر جولیا نے تیزی نہ دکھائی ہوتی تو برفانی چیتے کے نوکیلے دانت اس کی گردن میں پیوست ہو چکے ہوتے۔ جولیا نے چیتے سے بھی زیادہ پھرتی سے کروٹ بدلی تھی جس کی وجہ سے چیتے کا منہ پتھریلی زمین سے ٹکرایا تھا اور اسی لمحے جولیا نے بھی پوری

قوت سے اپنی دونوں ٹانگیں جوڑ کر برفانی چیتے کے پیٹ میں ماریں۔ برفانی چیتا دوسرے طرف الٹ گیا اور جولیا کو ایک موقع مل گیا۔ اس کا مشین پسٹل چند فٹ کے فاصلے پر پڑا تھا۔ وہ لیٹے لیٹے ہی اچھلی اور اپنے مشین پسٹل پر جا گری۔ ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں اس کا مشین پسٹل اس کے ہاتھ میں آ چکا تھا۔

مشین پسٹل اٹھاتے ہی جولیا کو ایک بار پھر اچھلنا پڑا کیونکہ برفانی چیتا ایک بار پھر اس پر حملہ آور ہو چکا تھا۔ جولیا فضا میں بلند ہوئی اور چیتا اس کے نیچے سے گزرتا چلا گیا۔ جولیا فضا میں بلند ہی تھی کہ اس نے چیتے پر فائر کر دیا۔ ایک ساتھ کئی گولیاں برفانی چیتے کے پیٹ میں لگیں اور اس کے منہ سے خوفناک غراہٹیں بلند ہونے لگیں۔ پھر جولیا کے پاؤں پتھریلی زمین سے ٹکرائے۔ جولیا مطمئن تھی کہ اس نے چیتے کو ہٹ کر دیا ہے لیکن چیتے نے شدید زخمی ہونے کے باوجود جولیا پر چھلانگ لگا دی۔

جولیا کے قدم ابھی پتھریلی زمین پر ٹھیک طرح سے ٹکے بھی نہیں تھے کہ اسے پھر تیزی سے حرکت کرنا پڑی۔ اس نے دائیں طرف چھلانگ لگائی۔ برفانی چیتا کچھ آگے گیا اور پھر واپس مڑا لیکن اب جولیا نے بہت ہی تیزی دکھائی اور اس نے برفانی چیتے کے ماتھے پر فائر کر دیئے۔ برفانی چیتا وہیں ڈھیر ہو گیا۔ چیتے کے ساکت ہونے پر جولیا نے اسے ٹانگ سے پکڑا اور اسے گھسیٹتی ہوئی کھائی کی طرف لے گئی۔ اس نے برفانی چیتے کی لاش کو بھی کھائی میں پھینک

دیا اور پھر واپس خیمے میں آ گئی۔ خیمے میں آ کر اس نے دیکھا کہ خالد اور رضوان اسے خوفزدہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

''کیا ہوا۔ آپ لوگ مجھے اس طرح کیوں گھور رہے ہیں''۔ جولیا نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہم نے آپ کو برفانی چیتے سے لڑتے ہوئے دیکھا ہے۔ آپ۔ آپ انسان تو نہیں ہیں''...... خالد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو جولیا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''اچھا۔ تو آپ مجھے انسانوں کی لسٹ سے ہی خارج کر رہے ہیں''...... جولیا نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک انسان میں اتنی پھرتی، اتنی تیزی، اتنی دلیری کیسے ہو سکتی ہے۔ ہمیں یقین نہیں آ رہا۔ ہمیں تو ایسے لگ رہا ہے جیسے ہم نے کوئی خواب دیکھا ہو''...... خالد نے بدستور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مس جولیا۔ جب آپ برفانی چیتے سے لڑ رہی تھیں ہمارے تو سانس ہی رکے ہوئے تھے۔ اُف۔ یہ کتنا خطرناک نظارہ تھا۔ مجھے زندگی بھر یقین نہیں آئے گا کہ میں نے یہ منظر دیکھا ہے''...... اس مرتبہ رضوان نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت اور بے یقینی کے تاثرات تھے۔ اب جولیا ان دونوں سے کیا کہتی اس لئے وہ خاموش ہی رہی۔ البتہ اس نے نجمہ کی طرف دیکھا جو ابھی تک سوئی ہوئی تھی۔ سوتے ہوئے بھی اس کے چہرے

پر خوف کے تاثرات موجود تھے۔ جولیا ابھی اس کی طرف دیکھ ہی رہی تھی کہ اسے ایک چیخ سنائی دی اور وہ فوراً ہی چونکی۔ اس نے خالد اور رضوان کی طرف دیکھا۔ وہ بھی چیخ سن کر خوفزدہ ہو گئے تھے۔ جولیا نے ایک بار پھر مشین پسٹل نکالا اور بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر خیمے سے باہر نکل گئی۔

تنویر، صفدر اور عمران سے الگ ہو کر آگے بڑھ رہا تھا۔ کبھی اسے کسی پہاڑ پر چڑھنا پڑتا تھا اور کبھی پہاڑ سے نیچے اترنا پڑتا تھا۔ کسی وقت پہاڑوں کے درمیان چھوٹا سا میدان بھی آ جاتا تھا۔ راستہ کبھی کشادہ ہو جاتا تھا اور کبھی تنگ۔ گو کہ پہاڑ برف سے ڈھکے ہوئے تھے لیکن جہاں جہاں پہاڑوں کے شیڈ سے بن گئے تھے وہاں خالی پتھر بھی نظر آ رہے تھے۔ اسے آگے بڑھتے ایک گھنٹہ ہو چکا تھا۔ اس ایک گھنٹے میں اسے کئی پہاڑی کھوہ نظر آئی تھیں۔ چھوٹے چھوٹے غار بھی دکھائی دے رہے تھے۔ مشین پسٹل تنویر کے ہاتھ میں تھا اور وہ بہت ہی احتیاط سے ان پہاڑی کھوہ اور غاروں میں جھانک رہا تھا۔

تنویر آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا کہ چونک کر رک گیا۔ اس کے کانوں میں کوئی آواز سنائی دی۔ وہ غور سے اس آواز کو سننے

لگا۔ پھر اسے معلوم ہوا کہ یہ آواز کسی عورت کے رونے کی ہے۔ وہ آواز کی سمت کا اندازہ لگانے لگا۔ اندازہ کرنے کے بعد وہ اس طرف کو بڑھنے لگا۔ چلتے چلتے وہ ایک غار کے قریب پہنچ گیا۔ آواز اسی غار سے آ رہی تھی۔ اس نے غار کے اندر جھانکا اور اندر جھانک کر وہ حیران رہ گیا۔ وہ کوئی سولہ سترہ سالہ لڑکی تھی جس کے چہرے پر پھولوں کی سی تازگی تھی۔ آنکھیں ہرنی کی مانند بڑی بڑی اور سیاہ تھیں۔ اس وقت ان آنکھوں میں خوف دکھائی دے رہا تھا۔ چہرے کی رنگت سرخ و سپید تھی اور گھنے سیاہ بال کمر تک آ رہے تھے۔ اس نے سیاہ جیکٹ اور جینز کی پینٹ پہنی ہوئی تھی۔ خدوخال سے وہ ایشیائی معلوم ہوتی تھی۔ اس کے رخسار آنسوؤں سے تر ہو رہے تھے۔ روتے روتے وہ ہچکی بھی لے رہی تھی۔ تنویر اسے غور سے دیکھ رہا تھا لیکن اسے تنویر کی آمد کا پتہ نہیں چلا تھا۔

"کون ہو تم"...... تنویر نے اس لڑکی سے پوچھا تو وہ آواز سن کر اچھل پڑی۔ اس نے تنویر کی طرف دیکھا۔ پہلے تو اس کی آنکھوں میں موجود خوف میں اضافہ ہوا۔ اس کے بعد خوف کی جگہ خوشی کے تاثرات پیدا ہو گئے اور اس نے اپنے رخساروں سے آنسو صاف کئے۔

"تت۔ تت۔ تم کون ہو۔ کیا تم بھی اسی جہاز میں تھے جس جہاز میں، میں تھی"...... لڑکی نے کافرستانی لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں تمہارے جہاز میں نہیں تھا۔ تم نے بتایا نہیں کہ تم

کون ہو اور یہاں کیسے پہنچی ہو''...... تنویر نے کہا۔

''میرا نام کملا کماری ہے اور میں کافرستان کے شہر جنتا بالا کی رہنے والی ہوں۔ میں اپنے پتا کے ساتھ گریٹ لینڈ جا رہی تھی کہ ہمارے جہاز میں کوئی خرابی ہو گئی۔ کئی مسافروں نے پیرا شوٹ باندھ کر چھلانگیں لگا دیں۔ میں نے اور میرے پتا نے بھی پیرا شوٹ باندھ کر چھلانگیں لگائیں۔ اور لوگوں کا تو مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں کہاں اترے۔ زندہ بھی بچے ہیں یا مر گئے ہیں۔ میں یہاں سے تھوڑی دور آ گری تھی۔ گرنے سے پہلے ہی میں خوف کی وجہ سے بے ہوش ہو چکی تھی۔ مجھے ہوش آیا تو میں برف پر تھی اور میرے اردگرد یہ پہاڑ تھے۔ مجھے سردی محسوس ہونے لگی تو میں نے پیرا شوٹ وہیں چھوڑا اور کسی پناہ گاہ کو تلاش کرنے لگی۔ پھر مجھے یہ غار نظر آ گیا تو میں اس غار میں آ گئی۔ اب تیسرا دن ہے اور میں اسی غار میں ہوں۔ میں نے یہاں سے آگے جانے کی بھی بہت کوشش کی ہے لیکن راستے اتنے خطرناک ہیں کہ میں خوفزدہ ہو کر واپس اسی غار میں آ جاتی ہوں''...... لڑکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ تنویر کو اس کی بات پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

''تم تین دن سے اس غار میں ہو لیکن فریش نظر آ رہی ہو۔ بھوک سے تو اب تک تمہارا برا حال ہو جانا چاہئے تھا''...... تنویر نے کہا۔ خوف اور پریشانی کے تاثرات تو لڑکی کے چہرے پر تھے لیکن بھوک اس کے چہرے پر محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

''میری جیکٹ کی جیبوں میں بسکٹ اور چنے ہیں۔ میں وہ کھا رہی ہوں۔ یہ لو تم بھی کھاؤ۔ تمہیں بھی بھوک لگی ہو گی''...... لڑکی نے کہا جس نے اپنا نام کملا کماری بتایا تھا اور پھر اس نے مٹھی بھر چنے بھی تنویر کی طرف بڑھا دیئے جو اس نے اپنی جیکٹ کی جیب سے نکالے تھے۔

''نہیں۔ مجھے بھوک نہیں ہے۔ تم نے بتایا ہے کہ تمہارے جہاز میں خرابی ہو گئی تھی۔ پھر جہاز تباہ ہوا تھا یا نہیں''...... تنویر نے اس سے چنے لینے سے انکار کرتے ہوئے کہا اور اس سے جہاز کے بارے میں پوچھا۔

''میں ابھی فضا میں ہی تھی اور ہوش میں تھی۔ جب میں نے ایک زور دار دھماکے کی آواز سنی تھی اور میرا خیال ہے کہ وہ دھماکہ جہاز کے تباہ ہونے کا ہی تھا''...... کملا کماری نے کہا۔ تنویر اس لڑکی کے بارے میں سوچنے لگا۔ جو کچھ اس نے بتایا تھا وہ سچ بھی ہو سکتا تھا اور جھوٹ بھی۔ فی الحال اس کی باتوں کو جھٹلانے کے لئے تنویر کے پاس کوئی جواز نہیں تھا۔

''تم کیا سوچ رہے ہو۔ تم نے اپنے بارے میں تو کچھ بھی نہیں بتایا جبکہ میرے متعلق سب کچھ جان لیا ہے''...... کملا کماری نے کہا۔

''میرا نام تنویر ہے اور میں پاکیشیا کا رہنے والا ہوں''...... تنویر نے اسے اپنے متعلق بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ پاکیشیا تو ہمارا ہمسایہ ملک ہے اس لئے میں نے تمہیں دیکھا تو تم مجھے اپنے اپنے سے لگے''...... کملا کماری نے کہا۔

''ہاں۔ تمہیں دیکھ کر مجھے بھی ایسا ہی لگا تھا''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا تم بھی کسی جہاز میں جا رہے تھے اور جہاز کو حادثہ پیش آ گیا''...... کملا کماری نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہمارے جہاز میں فنی خرابی ہو گئی تھی لیکن اس کے تباہ ہونے سے پہلے ہی پائلٹ نے لینڈنگ کر لی۔ یوں ہم بھی بچ گئے اور جہاز بھی''...... تنویر نے کہا۔

''جہاز نے ان پہاڑوں میں لینڈنگ کی ہے''...... کملا کماری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ پہاڑوں کے درمیان ایک چھوٹے سے میدان میں لینڈنگ ہو گئی تھی''...... تنویر نے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اب میں اپنے ملک میں جا سکتی ہوں۔ کیا تم مجھے کافرستان پہنچا دو گے''...... کملا کماری نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ تنویر نے کملا کماری کی طرف دیکھا تو اسے یہ خوشی حقیقی معلوم ہو رہی تھی۔

''ہاں۔ اگر ہمارا جہاز ٹھیک ہو گیا یا پھر ہم کسی اور طریقے سے ان پہاڑوں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے تو تمہیں کافرستان پہنچا دیا جائے گا''...... تنویر نے کہا۔

''تمہارے ساتھ اور کون کون ہے''...... کملا کماری نے پوچھا۔ اب اس کے چہرے پر امید کی کرنیں نظر آ رہی تھیں۔

''میرے علاوہ تین خواتین اور چار مرد اور ہیں۔ ایک خاتون کو برفانی انسان اٹھا کر لے گیا ہے اور ہم اسے تلاش کر رہے ہیں''...... تنویر نے کہا تو وہ کملا کماری یکدم سہم گئی۔

''بر۔ برفانی انسان۔ کیا یہ انسانوں کو اٹھا کر لے جاتے ہیں''۔ کملا کماری نے خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اب آگے بڑھو۔ ہم باتیں راستے میں بھی کر سکتے ہیں''...... تنویر نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھنے لگا۔ کملا کماری بھی اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔

''پھر یہ برفانی انسان عام انسانوں کے ساتھ کیا کرتا ہے''۔ کملا کماری نے تنویر سے پوچھا۔

''درندے اپنے شکار کے ساتھ کیا کرتے ہیں''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہ۔ وہ تو اپنے شکار کو کھا جاتے ہیں اور اتنی خوفناک بات تم مجھے ہنس ہنس کر بتا رہے ہو۔ میرا ہارٹ فیل ہو گیا تو پھر''...... کملا کماری نے ایک بار پھر خوفزدہ لہجے میں کہا اور اس کا سانس تیز چلنے لگا۔

''پھر کیا ہو گا۔ برفانی انسان، برفانی چیتا، برفانی ریچھ بغیر کسی کوشش کے دعوت اڑائے گا''...... تنویر نے کہا۔

"اوہ بھگوان۔ یہ تم کیسی خوفناک باتیں کر رہے ہو۔ تم کو ذرا بھی ڈر محسوس نہیں ہو رہا"...... کملا کماری نے بدستور خوفزدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم کانپنے لگا۔

"اب کیسا ڈرنا۔ اب تو ہر طرف موت ہی موت ہے اور جب چاروں طرف موت ہو تو پھر خوف کو ختم ہو جانا چاہئے"...... تنویر نے کہا لیکن کملا کماری کا خوف کم نہ ہوا۔ خوف کی وجہ سے اس کے قدم بھی لڑکھڑانے لگے تھے۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ اب ہم نے نہیں بچنا"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کملا کماری نے پوچھا۔

"ہاں۔ ہماری ایک ساتھی کو تو برفانی انسان اٹھا کر لے گیا ہے۔ آہستہ آہستہ باقی ساتھیوں کو بھی اٹھا کر لے جائے گا۔ اگر ہم برفانی انسان سے بچ بھی گئے تو برفانی طوفان آئے گا اور ہم سب برف کے نیچے دب کر ہلاک ہو جائیں گے"...... تنویر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں دیکھ کر زندہ رہنے کی جو امید مجھے نظر آئی تھی تم نے وہ امید بھی توڑ دی"...... کملا کماری نے مایوس سے لہجے میں کہا۔

"میں نے تو تمہیں حقیقت بتائی ہے"...... تنویر نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور پھر ان کے درمیان کافی دیر تک خاموشی طاری رہی۔

"تنویر۔ ہماری موت یقینی ہے نا"...... کافی دیر خاموش رہنے

کے بعد کملا کماری نے تنویر سے پوچھا۔

"میرا تو بھی خیال ہے۔ کوئی معجزہ ہو جائے تو وہ ہمیں بچا سکتا ہے"...... تنویر نے جواب دیا۔

"یہ معجزہ کیا ہوتا ہے اور کیسے ہو جاتا ہے"...... کملا کماری نے پوچھا۔

"انہونی بات اور انہونی واقعہ کو ہم لوگ معجزہ کہتے ہیں"...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم پھر بھی یہی بات کہہ رہے ہو کہ ہماری موت یقینی ہے"۔ کملا کماری نے ایک بار پھر مایوسانہ لہجے میں کہا مگر تنویر نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اب ان کے سامنے ایک غار تھا۔ تنویر اس غار میں جھانکنے لگا۔ یہ غار بھی خالی تھا۔ اس غار پر نظر ڈالنے کے بعد تنویر آگے بڑھنے لگا۔

"تنویر۔ میری طرف دیکھو"...... اچانک چلتے چلتے کملا کماری نے تنویر سے کہا تو تنویر نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ کملا کماری کی نظریں تنویر سے بہت کچھ کہہ رہی تھیں۔

"میں اب تک ویسے کی ویسی ہوں جیسے اس دنیا میں آئی تھی لیکن میں ویسے ہی واپس نہیں جانا چاہتی۔ آؤ ہم ملاپ کر لیں۔ ہو سکتا ہے ہم اگلے جنم میں کسی اچھی حالت میں مل جائیں"...... کملا کماری نے اپنے دل کی بات کرتے ہوئے کہا تو تنویر کے چہرے پر سختی کے تاثرات پھیل گئے۔

''تمہارا مطلب ہے کہ ہم شیطانی فعل کریں''...... تنویر نے سخت لہجے میں کہا۔

''میں اس دنیا سے ایسے ہی نہیں جانا چاہتی۔ میری ایک سہیلی نے بتایا تھا کہ جو لڑکیاں اس دنیا سے ایسے ہی چلی جاتی ہیں ان کی آتمائیں بے چین رہتی ہیں۔ کیا تم چاہو گے کہ میری آتما بے چین رہے''...... کملا کماری نے کہا۔

''ملاپ کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔ شادی جیسے حسین بندھن کے بعد یہ ملاپ پوتر ہو جاتا ہے لیکن شادی سے پہلے یہی ملاپ پاپ کہلاتا ہے اور میں مسلمان ہوں۔ میں پاپ کر کے نہیں مرنا چاہتا''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تو پھر تم مجھ سے شادی کر لو۔ ہم ابھی پھیرے لے لیتے ہیں''...... کملا کماری نے کہا۔ باتیں تو اس کی غلط تھیں لیکن اس کا انداز بہت ہی معصومانہ تھا اور تنویر کو یہ انداز متاثر کرنے لگا تھا۔

''نہیں۔ پھیرے بھی ایسے نہیں لئے جاتے۔ شادی بیاہ کے لئے گواہوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ ہم جب واپس اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچیں گے تو پھر اس موضوع پر بات کریں گے۔ اب تم اس موضوع کو ختم کرو''...... تنویر نے اسے ٹالنے والے انداز میں کہا۔

''اچھا۔ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ کر تم مجھ سے شادی کرو گے نا''...... کملا کماری نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''میں نے کہا نا کہ اس موضوع پر ہم بعد میں بات کریں گے''...... تنویر نے سخت لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے''...... کملا کماری نے ناراض سے لہجے میں کہا لیکن تنویر خاموش رہا اور ان کے درمیان ایک مرتبہ پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ وہ آگے بڑھتے رہے اور پھر ایک جگہ پہنچ کر کملا کماری کو ٹھوکر لگی اور اس نے تنویر کا سہارا لیا اور پھر پلک جھپکنے سے قبل ہی اس نے تنویر کو اٹھایا اور سامنے پھینک دیا۔ تنویر ایک دھماکے کے ساتھ برف پر گرا۔ برف ٹوٹنے کی آواز بھی سنائی دی اور تنویر اندر دھنستا چلا گیا۔

''ہا۔ ہا۔ ہا۔ یہ برفانی دلدل ہے۔ یہ تجھے نگل جائے گی۔ تو ہلاک ہو جائے گا۔ اگلے جنم میں پھر ملیں گے۔ ہا۔ ہا۔ ہا''...... کملا کماری نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اوپر اٹھنے لگی جبکہ تنویر برف میں غائب ہو چکا تھا۔

صفدر کئی پہاڑی کھوہ اور کئی غار دیکھ چکا تھا لیکن ابھی تک سارہ کا کہیں نام ونشان نہیں ملا تھا۔

"وہ نجانے زندہ بھی ہو گی یا برفانی انسان کی خوراک بن چکی ہو گی"...... صفدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے خود ہی اپنے اس خیال کو ذہن سے جھٹک دیا۔ ایک سیکرٹ ایجنٹ کبھی بھی مایوس نہیں ہو سکتا تھا۔ سیکرٹ ایجنٹ نے آخری سانس تک اپنے مقصد کی کامیابی کے لئے جدوجہد کرنی ہوتی ہے۔ کسی بھی لمحے ناامیدی سیکرٹ ایجنٹ کے لئے موت کا پیغام لا سکتی تھی۔

یہی وجہ تھی کہ دو گھنٹے گزرنے کے بعد بھی صفدر دلجمعی کے ساتھ سارہ کو تلاش کر رہا تھا۔ وہ ایک پہاڑی کے نیچے سے گزر رہا تھا کہ چونک پڑا لیکن اسے دیر ہو چکی تھی۔ پہاڑی سے ایک برفانی ریچھ نے اس پر چھلانگ لگا دی تھی۔ صفدر نے اس سے بچنے کی

کوشش کی لیکن چونکہ اسے دیر ہو چکی تھی اس لئے وہ برفانی ریچھ کے حملے سے بچنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ وہ ریچھ کے ساتھ ہی پتھریلی زمین پر گر پڑا۔ ریچھ نے اس پر اپنا پنجہ مارا جس سے صفدر کی جیکٹ پھٹ گئی۔ اس کے پنجے کے ساتھ ہی صفدر نے بھی اس کے سینے میں ایک پنچ مارا۔ اس نے یہ پنچ پوری طاقت سے مارا تھا جس کی وجہ سے برفانی ریچھ بل کر رہ گیا۔

صفدر نے اس کے نیچے لیٹے لیٹے ہی کروٹ بدلی۔ اس کے کروٹ بدلنے سے برفانی ریچھ اس پر سے پھسل گیا۔ صفدر بجلی کی سی تیزی سے کھڑا ہو گیا اور کھڑے ہوتے ہی اس نے اچھل کر دونوں ٹانگیں ریچھ کے منہ پر ماریں۔ برفانی ریچھ جو کہ پھسلنے کے بعد اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا، صفدر کی ٹانگیں لگنے سے الٹ گیا۔

صفدر نے جلدی سے ادھر ادھر دیکھا۔ اسے اپنے مشین پسٹل کی تلاش تھی۔ کچھ ہی فاصلے پر اسے اپنا مشین پسٹل نظر آ گیا اور وہ اس طرف دوڑا۔ جیسے ہی وہ مشین پسٹل اٹھا کر سیدھا ہوا برفانی ریچھ بھی اس کے سر پر پہنچ گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ مشین پسٹل کا رخ برفانی ریچھ کی طرف کرتا برفانی ریچھ کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور صفدر کے منہ پر پڑنے والا ریچھ کا پنجہ اتنا طاقتور تھا کہ صفدر اچھل کر دور ایک پہاڑ سے جا ٹکرایا۔ لاشعوری طور پر اس کے دونوں ہاتھ اپنے منہ کے سامنے آ گئے تھے ورنہ اس کا منہ پہاڑ سے ٹکرا جاتا اور اگر اس کا منہ پہاڑ سے ٹکرا جاتا تو اس

کے منہ کا بھرکس نکل جانا تھا۔

صفدر کو پنجہ مارنے کے بعد برفانی ریچھ اپنا سینہ پیٹ رہا تھا۔ یہ شاید خوشی کا اظہار کرنے کا انداز تھا یا پھر وہ صفدر کو چیلنج کر رہا تھا۔ صفدر پہاڑ سے ٹکرا کر پتھریلی زمین پر گرا اور اس کا مشین پسٹل بھی چند قدم دور جا گرا تھا۔ اپنا سینہ پیٹتے پیٹتے برفانی ریچھ نے صفدر کی طرف دوڑ لگا دی۔ اس کی رفتار بہت تیز تھی۔ صفدر بھی لیٹے لیٹے اچھلا اور کسی فٹ بال کی مانند اڑتا ہوا برفانی ریچھ سے جا ٹکرایا۔ ایک دوسرے سے ٹکرا کر دونوں ہی مخالف سمتوں میں الٹ گئے۔

صفدر الٹ کر ایک پتھر پر جا گرا اور پتھر پر گرنے کی وجہ سے اس کی کمر میں درد کی ٹیسیں اٹھنے لگیں۔ اس نے فوراً ہی اٹھنے کی کوشش کی لیکن ابھی وہ اٹھ نہیں پایا تھا کہ برفانی ریچھ ایک بار پھر اس کے سر پر پہنچ گیا اور اس نے اپنا بھاری بھرکم پاؤں صفدر کے سینے پر رکھ دیا۔ صفدر کو یوں محسوس ہوا جیسے منوں وزنی پتھر اس کے سینے پر رکھ دیا گیا ہو۔ اسے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہونے لگا جبکہ برفانی ریچھ نے ایک فلک شگاف چیخ بلند کی۔ اس نے شاید اپنی فتح کا اعلان کیا تھا۔

صفدر کو اپنا سانس سینے میں رکا ہوا محسوس ہوا۔ اسے ایسے لگ رہا تھا جیسے اس کی ہڈیاں اور پسلیاں چکنا چور ہو گئی ہوں۔ پھر یکدم ہی ریچھ نے اپنا پاؤں بلند کیا اور بلند کر کے اس نے پاؤں دوبارہ صفدر کے سینے پر مارا لیکن ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں صفدر چکنی

مچھلی کی طرح پتھر سے پھسل گیا اور ریچھ کا پاؤں پتھر پر پڑا۔ اگر ریچھ کی یہ ٹھوکر صفدر کے سینے میں لگ جاتی تو یقیناً صفدر کی پسلیاں چکنا چور ہو جاتیں۔ ریچھ کا پاؤں پوری قوت سے پتھر سے ٹکرایا تو اس کے منہ سے ایک غراہٹ نکلی۔ یقیناً اسے پاؤں میں چوٹ لگی تھی۔

صفدر نے بھی بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر ایک بار پھر اپنے مشین پسٹل کی طرف دوڑ لگا دی۔ ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں وہ اپنے مشین پسٹل تک پہنچ گیا۔ وہ مشین پسٹل اٹھا کر سیدھا ہوا تو اس نے برفانی ریچھ کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ پاؤں میں تکلیف کی وجہ سے اسے چلنے میں دشواری ہو رہی تھی۔ صفدر نے لڑتے ہوئے کبھی بھی تھکاوٹ محسوس نہیں کی تھی لیکن اس لمحے وہ بری طرح تھک گیا تھا۔ اسے اپنے پورے جسم میں درد محسوس ہو رہا تھا۔ اب وہ برفانی ریچھ سے مزید لڑنا نہیں چاہتا تھا۔ لہٰذا اس نے مشین پسٹل کا رخ برفانی ریچھ کی طرف کر دیا۔ پہاڑی علاقہ فائرنگ کی تیز آواز سے گونج اٹھا۔ کئی گولیاں بیک وقت ریچھ کے ماتھے سے ٹکرائیں اور وہ پتھریلی زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ اسے تڑپتے دیکھ کر صفدر نے گہرا سانس لیا اور پھر وہ ایک بڑے پتھر پر لیٹ کر گہرے گہرے سانس لینے لگا۔

پتھر پر گرنے اور ریچھ کے پاؤں کے نیچے آنے کی وجہ سے صفدر کے جسم میں درد ہو رہا تھا۔ تقریباً پانچ منٹ تک وہ لیٹا رہا تو

اسے کچھ سکون محسوس ہوا۔ پھر وہ اٹھا اور آگے بڑھنے لگا۔ ابھی وہ چند قدم ہی چلا ہو گا کہ اسے پیچھے سے کوئی آواز سنائی دی۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور بجلی کی سی تیزی سے نیچے گر گیا۔ وہ ایک اڑنے والا سانپ تھا جو بہت تیزی سے اس کی طرف آیا تھا۔ اس سانپ کا رنگ سفید تھا۔ خود کو نیچے گرا کر صفدر نے اپنے آپ کو اس سانپ کے حملے سے بچایا تھا ورنہ سانپ نے اس کے ماتھے پر ڈس لینا تھا۔ سانپ چند میٹر آگے تک اڑتا گیا اور پھر واپس مڑا لیکن اس وقت تک صفدر نے خود کو سنبھال لیا تھا۔ جیسے ہی سانپ نے اس کی طرف رخ کیا صفدر نے اس کے سر کا نشانہ لے کر فائر کھول دیا۔ گولیاں سانپ کے سر سے ٹکرائیں اور اس کا سر دھڑ سے الگ ہو گیا۔ سانپ کا دھڑ تو وہیں گر گیا تھا البتہ اس کا سر صفدر کے قریب آ کر گرا تھا۔ پھر بھی صفدر اچھل کر اس سے دور ہو گیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر مرتے ہوئے سانپ نے بھی اسے ڈس لیا تو اس کی موت یقینی تھی۔

سانپ کا سر اور دھڑ دونوں ہی تڑپ رہے تھے۔ صفدر اس کے سر سے مزید دور ہو گیا۔ کچھ دیر تک سانپ کا سر تڑپتا رہا اور پھر ساکت ہو گیا۔ صفدر نے ایک بار پھر طویل سانس لیا اور آگے بڑھنے لگا۔ دو خوفناک بلاؤں سے لڑنے کے بعد وہ سوچ رہا تھا کہ اب تیسری کون سی بلا اس کے سامنے آتی ہے۔ وہ آگے بڑھتا رہا اور اسی دوران اسے فائرنگ کی آواز بھی سنائی دی۔ یہ فائرنگ کچھ

دیر تک جاری رہ کر بند ہو گئی۔ گونج کی وجہ سے اسے فائرنگ کی آواز چاروں طرف سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی اس لئے وہ صحیح اندازہ نہ لگا سکا کہ فائرنگ کہاں سے ہو رہی ہے۔ وہ رکے بغیر آگے بڑھتا رہا اور پھر اسے ایک غار نظر آ گیا۔ غار کو دیکھتے ہی وہ اس کی طرف بڑھا اور جیسے ہی اس نے غار میں جھانکا اسے کسی کا جسم نظر آ گیا اور وہ جسم بھی لڑکی کا تھا۔ وہ تیزی سے غار میں داخل ہو گیا۔ وہ خوش ہو گیا تھا کہ اس نے سارہ کو ڈھونڈ لیا ہے۔ لڑکی اوندھے منہ غار میں پڑی ہوئی تھی۔

صفدر اس لڑکی کے قریب پہنچا اور اس نے لڑکی کو سیدھا کیا۔ لڑکی کو دیکھ کر وہ طویل سانس لے کر رہ گیا کیونکہ وہ سارہ نہیں تھی۔ یہ کوئی اور لڑکی تھی جس کی عمر سولہ سترہ سال ہو گی۔ رنگت سرخ و سپید تھی۔ بال گھنے اور سیاہ تھے۔ چہرہ معصومیت کا پیکر تھا۔ اس نے جیکٹ اور جینز کی پینٹ پہنی ہوئی تھی۔ وہ بے ہوش تھی۔ صفدر نے چند لمحوں تک اس کا جائزہ لیا اور پھر اسے آوازیں دینے لگا۔ صفدر نے اسے کئی آوازیں دیں لیکن اس کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہوئی۔ اس کے بعد صفدر نے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند ہی لمحوں بعد اس کے جسم کو جھٹکا لگا تو صفدر نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا۔ اب وہ ہوش میں آ رہی تھی اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد وہ پوری طرح ہوش میں آ گئی۔ ہوش میں آتے ہی وہ اچھل کر بیٹھ گئی۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم کون ہو۔ شکر ہے بھگوان کا یہاں کوئی انسان تو

نظر آیا"...... لڑکی نے صفدر کو دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا تو صفدر سمجھ گیا کہ لڑکی ہندو مذہب سے تعلق رکھتی ہے۔

"میرا نام صفدر ہے۔ لیکن تم کون ہو اور یہاں کیسے پہنچیں"۔ صفدر نے اس سے پوچھا۔

"میرا نام کملا کماری ہے اور میں کافرستان کی رہنے والی ہوں۔ میں اور میرے ڈیڈی ایک جہاز میں سفر کر رہے تھے کہ جہاز میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی۔ جہاز تباہ ہونے سے پہلے بہت سے مسافر پیراشوٹ باندھ کر جہاز سے کود گئے۔ میں بھی ان کودنے والوں میں شامل تھی۔ میں تو ان پہاڑوں میں آ کر گری اور بے ہوش ہو گئی۔ دوسرے لوگ نجانے کہاں کہاں گرے ہوں گے۔ مجھے ہوش آیا تو میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر تھی۔ پھر میں نے یہ غار تلاش کیا اور اب تین دنوں سے یہاں رہ رہی ہوں۔ ان پہاڑوں سے باہر جانے کی کوشش کرتی ہوں لیکن کوئی واضح راستہ نظر نہیں آتا۔ ہر طرف موت ہی موت نظر آ رہی ہے اس لئے میں اسی غار میں پڑی ہوئی ہوں"...... کملا کماری نے تفصیل سے اپنے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

"اب تو تم بے ہوش پڑی ہوئی تھیں۔ تم بے ہوش کیسے ہوئی تھی"...... صفدر نے لڑکی سے پوچھا جس نے اپنا نام کملا کماری بتایا تھا۔

"بے ہوش پڑی ہوئی تھیں۔ اوہ ہاں۔ میں غار کی دیوار سے ٹکرا

گئی تھی اور مجھے چکر آ گیا تھا"...... کملا کماری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ اپنے سر کی طرف گیا۔

"ہاں۔ یہ دیکھو۔ میرے سر پر گومڑ بھی بنا ہوا ہے"...... کملا کماری نے کہا اور پھر صفدر کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ صفدر کا ہاتھ اپنے سر پر رکھنا چاہتی تھی لیکن صفدر نے ہاتھ واپس کھینچ لیا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہارا سر غار کی دیوار سے لگ گیا لیکن تم یہ بتاؤ کہ ان تین دنوں میں تم نے کیا کھایا پیا ہے جو تمہارے چہرے سے بھوک محسوس نہیں ہو رہی"...... صفدر نے کملا کماری سے پوچھا۔

"میری جیکٹ میں بسکٹ، چنے اور خشک خوبانیاں ہیں۔ لو تم بھی کھاؤ"...... کملا کماری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور چنے نکال کر صفدر کی طرف بڑھائے۔

"نو تھینک یو"...... صفدر نے چنے لینے سے انکار کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے میرے بارے میں تو سب کچھ پوچھ لیا لیکن اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا"...... کملا کماری نے کہا۔

"میں نے تمہیں بتایا تو ہے کہ میرا نام صفدر ہے۔ ہمارا بھی جہاز خراب ہو گیا ہے لیکن ہم نے اسے بحفاظت پہاڑوں کے درمیان ایک میدان میں اتار لیا ہے اور اب اسے ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں یونہی پہاڑوں کی سیر کرنے کے لئے ادھر آ نکلا ہوں"...... صفدر نے کہا۔

"حیرت ہے۔ کیا پہاڑوں کے درمیان اتنا بڑا میدان ہے کہ اتنا بڑا جہاز اس میدان میں لینڈ کر گیا"...... کملا کماری نے کہا۔

"میدان تو بڑا نہیں ہے لیکن جس نے طیارہ زمین پر اتارا ہے وہ ناممکن باتوں کو بھی ممکن بنا دیتا ہے اور ہمارا جہاز بھی بڑا نہیں بلکہ چھوٹا سا جہاز ہے جس کے لئے بڑے رن وے کی ضرورت بھی نہیں پڑتی"...... صفدر نے کہا تو کملا کماری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مجھے لگتا ہے کہ تمہارا جہاز میری وجہ سے خراب ہوا ہے"۔ کملا کماری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہاری وجہ سے جہاز خراب ہوا ہے۔ وہ کیسے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارے جہاز کا خراب ہونا لیکن اس کا تباہ نہ ہونا اور پھر تمہارا مجھ سے آ کر ملنا یہ سب کچھ ظاہر نہیں کر رہا کہ ایسا اس لئے ہوا کہ تاکہ میں واپس کافرستان پہنچ جاؤں"...... کملا کماری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لگتا تو ایسے ہی ہے۔ چلو میرے ساتھ آؤ۔ تھوڑا سا مزید گھوم لیں اس کے بعد واپس چلیں گے۔ ہم نے دو خیمے لگائے ہوئے ہیں۔ ایک میں خواتین اور دوسرے میں مرد حضرات رہتے ہیں"...... صفدر نے کہا اور پھر وہ غار سے باہر نکل آیا۔ کملا کماری بھی اس کے پیچھے پیچھے غار سے باہر آ گئی اور پھر وہ دونوں ساتھ

ساتھ چلتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ کچھ دیر چلنے کے بعد ان کے سامنے ایک تنگ سا راستہ آ گیا۔ نیچے سینکڑوں فٹ گہری کھائی نظر آ رہی تھی۔ کملا کماری اس کھائی کے قریب پہنچی اور نیچے دیکھنے لگی۔

"نیچے کیا دیکھ رہی ہو۔ نیچے گر گئی تو ہڈیوں کا بھی سرمہ بن جائے گا"...... صفدر نے کہا۔

"مجھے نیچے کچھ سائے نظر آ رہے ہیں۔ معلوم نہیں کیا چیز ہے"...... کملا کماری نے تجسس بھرے لہجے میں کہا تو صفدر اس کی بات سن کر کھائی کی طرف بڑھا لیکن فوراً ہی اس کی چھٹی حس نے خطرے کا الارم بجا دیا۔ چھٹی حس کے بیدار ہوتے ہی وہ ہوشیار تو ہو گیا لیکن اس نے کملا کماری پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ کملا کماری آغاز سے ہی اسے مشکوک نظر آ رہی تھی اور پھر وہ کملا کماری کے قریب پہنچ گیا۔

"کہاں حرکت نظر آ رہی ہے"...... صفدر نے تجسس بھرے لہجے میں پوچھا۔

"وہ دیکھو"...... کملا کماری نے نیچے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تاکہ صفدر مزید آگے بڑھ آئے۔

"کہاں"...... صفدر نے ایک قدم آگے بڑھایا اور پھر اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور کملا کماری کی کنپٹی پر پڑا۔ اس نے ہاتھ اس انداز میں مارا تھا کہ وہ اچھل کر کھائی میں نہ جا گرے بلکہ پیچھے جا گرے اور پھر ایسا ہی ہوا۔ کملا کماری اچھل کر

پیچھے جا گری اور ساکت ہو گئی۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔ صفدر کو پہلے سے ہی شک ہو گیا تھا کہ یہ کوئی شیطانی طاقت ہے۔ اس کے بے ہوش ہوتے ہی صفدر نے جیب سے ست رنگی ڈوری نکال لی۔ اس قسم کی کئی ڈوریاں عمران نے ان سب کو دی تھیں اور اس ڈوری کے تیار کرنے کا طریقہ جوزف نے عمران کو بتایا تھا۔ صفدر نے وہ ڈوری کملا کماری کے منہ میں ڈالی اور اسکے سر کے پچھلے حصے پر ڈوری کے دونوں سروں کو گرہیں لگا دیں۔ اب یہ شیطانی طاقت بھاگ نہیں سکتی تھی اور کچھ پڑھ بھی نہیں سکتی تھی اور نہ ہی کسی اور شیطانی طاقت کو اپنی مدد کے لئے بلا سکتی تھی۔

کملا کماری کا منہ ڈوری سے جکڑنے کے بعد صفدر نے جیب سے سگریٹ لائٹر بھی نکال لیا اور پھر اس نے کملا کماری کے رخسار پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ صفدر تھپڑ زیادہ زور سے نہیں مار رہا تھا اس لئے تقریباً دس بارہ تھپڑوں کے بعد کملا کماری کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر مزید تھوڑی دیر گزرنے پر اسے مکمل ہوش آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے بولنے کی کوشش کی لیکن اس کے منہ سے غوں غوں کی آواز ہی نکلی۔ اس کے بعد کملا کماری نے اپنے ہاتھ ڈوری کی طرف بڑھانے چاہے لیکن اس کے ہاتھ اس کے منہ تک نہ پہنچے۔

''بولنے کی کوشش کرتی رہو۔ کچھ دیر بعد ٹھیک بولنے لگو گی''۔ صفدر نے کہا اور پھر کچھ دیر بعد ڈوری اس کے منہ میں ایڈجسٹ ہو

گئی تو اس کی بات سمجھ میں آنے لگی۔

''یہ۔ یہ کیا بدتمیزی ہے۔ تو نے میرے ساتھ یہ کیا کیا ہے''۔ کملا کماری نے کہا۔

''تیرا کیا خیال ہے۔ میں نے تیرے ساتھ ایسا کیوں کیا ہے''۔ صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو نے مجھ پر کوئی جادو کیا ہے تاکہ میرا سندر شریر حاصل کر سکے۔ اگر تجھے میرے شریر کی ضرورت تھی تو، تو مجھے ویسے ہی بتا دیتا۔ اس تنہائی میں کیا میں تجھے انکار کر دیتی۔ میں تو خود تجھ سے مطالبہ کرنے والی تھی''...... کملا کماری نے کہا۔

''تو نے میرے سوالوں کا صحیح صحیح جواب دینا ہے۔ اگر تو نے جھوٹ بولا تو میں تیرے جسم کو آگ لگا دوں گا اور تو جل کر فنا ہو جائے گی''...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے لائٹر جلایا اور آگ کا شعلہ کملا کماری کے قریب کر دیا۔ آگ کے شعلے کو اپنے قریب دیکھ کر وہ خوفزدہ ہو گئی۔

''اسے دور کر۔ تو جو پوچھے گا میں بتاؤں گی''...... کملا کماری نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''سب سے پہلے تو اپنا صحیح نام بتا''...... صفدر نے لائٹر کا شعلہ بجھاتے ہوئے کہا۔

''میرا نام شراری ہے اور میں شیطان کی غلام طاقت ہوں اور بڑے آقا نے مجھے شالام کے حوالے کیا ہے''...... کملا کماری نے اپنا

اصل نام بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا یہاں تجھے شالام نے بھیجا ہے"...... صفدر نے پوچھا تو شراری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تیرے ساتھ اور بھی کوئی ہے یا تو اکیلی یہاں آئی ہوئی ہے"۔ صفدر نے پوچھا۔

"میرے ساتھ ترمول بھی آیا ہے۔ وہ بڑے آقا کی خاص طاقت ہے۔ وہ بہت ہی چالاک، ہوشیار اور تیز طرار ہے۔ اس کے ساتھ دو اور طاقتیں بھی ہیں"...... شراری نے کہا۔

"ہمارے جہاز کی خرابی میں کس کا ہاتھ ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"تمہارے جہاز کی خرابی میں ترمول کا ہاتھ ہے۔ وہ تو جہاز کو تباہ کرنا چاہتا تھا لیکن معلوم نہیں تمہارا جہاز تباہ کیوں نہیں ہو سکا۔ البتہ خراب ضرور ہو گیا"...... شراری نے جواب دیا۔

"شالام نے ہمارے خلاف اور کیا منصوبے بنا رکھے ہیں"۔ صفدر نے پوچھا۔

"یہ شالام اور ہشلابو کو معلوم ہو گا۔ وہ دونوں آپس میں مشورے کرتے رہتے ہیں"...... شراری نے کہا۔

"ہشلابو کون ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"یہ بڑے آقا کی خاص طاقت ہے"...... شراری نے جواب دیا۔

"ہشلابو بھی شیطان کی غلام طاقت ہے اور تو بھی۔ کیا شالام تجھ سے مشورہ نہیں کرتا"...... صفدر نے کہا۔

"میں نچلے درجے کی طاقت ہوں اور وہ اونچے درجے کی طاقت ہے۔ وہ مجھ سے کہیں زیادہ بڑی طاقت ہے"...... شراری نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اچھا۔ تو تیرے ذمے یہ کام تھا کہ تو مجھے ہلاک کر دے"۔ صفدر نے کہا۔

"ترمول کی معلومات کے مطابق تم لوگ بہت مضبوط انسان ہو۔ میرے ذمے شیطان نے یہ ڈیوٹی لگائی کہ میں تمہیں بہکانے کی کوشش کر کے گناہ کے راستے پر ڈال دوں اور اگر میں اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکوں تو پھر میں تمہیں ہلاک کر دوں"...... شراری نے کہا۔

"تیرے دونوں مقصد ہی ناکام ہو گئے ہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں مکمل طور پر ناکام نہیں ہوئی۔ تمہارے گروپ کے دو آدمی مجھے ملے تھے۔ ایک کو میں ہلاک کرنے میں کامیاب رہی اور تم نے مجھے بے بس کر دیا اور میں ناکام ہو گئی"...... شراری نے کہا تو صفدر چونک پڑا۔

"تو کسے ہلاک کرنے میں کامیاب ہوئی ہے"...... صفدر نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

''اسے بھی میں نے بہکانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ میرے بہکاوے میں نہیں آیا تو میں نے اسے برفانی دلدل میں پھینک دیا اور وہ ہلاک ہو گیا''...... شراری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''میں نے تجھ سے اس کا نام پوچھا ہے''...... صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

''اس کا نام تنویر تھا''...... شراری نے کہا تو صفدر اسے غصے سے گھورنے لگا۔

''کہاں ہے وہ برفانی دلدل۔ مجھے فوراً وہاں لے چل ورنہ میں تجھے ابھی جلاتا ہوں''...... صفدر نے سرد لہجے میں کہا اور پھر اس نے سگریٹ لائٹر جلا کر اس کا شعلہ شراری کے منہ کے قریب کر دیا۔ شراری نے خوفزدہ ہو کر اپنا منہ پیچھے کر لیا۔

''ہاں۔ ہاں۔ چلو میرے ساتھ۔ میں تمہیں وہ جگہ دکھاتی ہوں۔ وہ جگہ یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے''...... شراری نے خوفزدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے قدم بڑھائے اور صفدر اس کے ساتھ چلنے لگا۔

''سنو۔ اگر تم نے کوئی چالاکی دکھانے کی کوشش کی تو ایک لمحے سے بھی کم وقت میں تم جل کر راکھ ہو جاؤ گی''...... صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

''جب تک یہ ڈوری میرے منہ میں ہے میں کوئی چالاکی نہیں دکھا سکتی''...... شراری نے بے چارگی سے کہا۔

''اچھا۔ اب نخرے نہ دکھا اور جلدی جلدی چل''...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو شراری تیز تیز چلنے لگی۔ کچھ ہی دیر چلنے کے بعد وہ ایک جگہ رک گئی اور اس نے سامنے اشارہ کیا تو صفدر نے اس طرف دیکھا اور وہ بری طرح چونک پڑا۔

عمران چلتے چلتے رک گیا تھا کیونکہ اس نے فائرنگ کی آوازیں سنی تھیں۔ کچھ دیر تک فائرنگ ہوتی رہی تھی اور پھر بند ہو گئی۔ فائرنگ کے بند ہونے کے بعد عمران دوبارہ چلنے لگا کیونکہ پہاڑوں میں فائرنگ کی آواز گونج رہی تھی اور یہ گونج چاروں طرف سے سنائی دے رہی تھی اس لئے اسے صحیح اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ یہ آواز کس طرف سے آ رہی ہے۔ فائرنگ کی آواز سن کر اسے پریشانی نہیں ہوئی تھی کیونکہ اسے اپنے ساتھیوں پر اعتماد تھا۔ وہ ہر طرح کی سچویشن کو سنبھال سکتے تھے لہٰذا فائرنگ بند ہونے کے بعد وہ مطمئن ہو کر آگے بڑھنے لگا۔ اسے کئی غار نظر آئے تھے اور اس نے ہر غار میں جھانک کر دیکھا تھا لیکن سارہ کا کہیں نام و نشان نہیں ملا تھا۔

یہ سینکڑوں کلومیٹر کے رقبے پر پھیلے ہوئے پہاڑ تھے اور برفانی

انسان سارہ کو لے کر نجانے کہاں غائب ہو گیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اگر شام تک سارہ نہ ملی تو پھر اس کی واپسی ممکن نہیں ہو گی۔ وہ سچے دل سے دعا مانگ رہا تھا کہ اسے سارہ مل جائے اور کہتے ہیں کہ سچے دل سے مانگی ہوئی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ اس کی دعا بھی قبول ہوئی تھی۔ ایک پہاڑ کی کھوہ پر اسے انسانی پیر نظر آئے تھے جبکہ باقی جسم برف میں دھنسا ہوا تھا۔ پیروں میں لانگ شوز تھے جو خصوصی قسم کے تھے اور برف پر چلنے میں مدد دیتے تھے۔ عمران نے ان جوتوں کے کئی جوڑے حاصل کئے تھے اور پھر اپنے ساتھیوں میں تقسیم کئے تھے۔

عمران فوراً ہی ان پیروں کی طرف بڑھا۔ اس نے جلدی سے وہاں سے برف ہٹانی شروع کی۔ چند ہی لمحوں میں اسے جسم نظر آنے لگا اور پھر اس نے تمام جسم سے برف ہٹا لی۔ یہ واقعی سارہ تھی۔ عمران نے اس کا ماتھا چھوا تو وہ ٹھنڈا یخ ہو چکا تھا۔ نبض گرم کپڑوں اور جیکٹ کے نیچے تھی اس لئے وہ اسے چیک نہیں کر سکتا تھا۔ عمران نے اپنی جیکٹ اتاری اور اس سے سارہ کا منہ ڈھانپ دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنا مشین پسٹل نکالا اور ایک فائر کر دیا۔ پہلے فائر کے تقریباً ایک منٹ بعد اس نے دوسرا فائر کیا اور پھر تیسرے منٹ پر اس نے تیسرا فائر بھی کر دیا۔ ان تینوں کے درمیان یہ کاشن مقرر ہوا تھا کہ جیسے ہی کسی کو سارہ ملے وہ ایک ایک منٹ کے وقفے سے تین فائر کرے گا۔

فائرنگ کی اس ترتیب سے باقی ساتھی سمجھ جائیں گے کہ ان کے کسی ساتھی کو سارہ مل گئی ہے اور وہ سارہ کی تلاش کو چھوڑ کو واپس خیمے کا رخ کریں گے۔ فائر کرنے کے بعد عمران نے مشین پسٹل جیب میں رکھا اور سارہ کے منہ سے جیکٹ ہٹا کر اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔ اب اس کے ماتھے پر کچھ حرارت محسوس ہو رہی تھی جس کا مطلب تھا کہ سارہ زندہ تھی۔ اب عمران نے سارہ کے چہرے کو غور سے دیکھا۔ وہ بہت ہی دھیمے انداز میں سانس بھی لینے لگی تھی۔ عمران نے ایک مرتبہ پھر اس کے سر پر اپنی جیکٹ ڈال دی اور اسے اپنے کندھے پر اٹھا لیا۔ وہ سارہ کو اٹھا کر واپسی کے لئے مڑا لیکن ابھی وہ چند قدم ہی چلا تھا کہ اسے ایک تیز چیخ سنائی دی اور عمران وہیں رک گیا۔ اس سے کچھ فاصلے پر نو دس فٹ لمبا برفانی انسان کھڑا تھا اور اسے غضب ناک نظروں سے گھور رہا تھا۔

یہ چیخ بھی اسی برفانی انسان کی تھی۔ عمران نے سارہ کو پتھریلی زمین پر لٹا دیا اور پھر اس کا ہاتھ اپنی جیکٹ کی طرف بڑھا۔ لیکن ابھی اس کا ہاتھ جیکٹ سے باہر نہیں آیا تھا کہ برفانی انسان کا ہاتھ اس کی گردن تک پہنچ گیا۔ برفانی انسان نے اسے گردن سے اٹھایا اور دور پھینک دیا۔ عمران کسی فٹ بال کی مانند اڑتا ہوا دور جا گرا۔ گرتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا کیونکہ اسے اچھالنے کے بعد برفانی انسانی بھی دھپ دھپ کرتا ہوا اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

عمران کا دل تو چاہتا تھا کہ وہ اس برفانی انسان سے فائٹ کرے لیکن اسے جلد از جلد سارہ کو خیموں تک لے جانا تھا تاکہ اس کے جسم کو مکمل طور پر گرمی پہنچائی جائے اور اسے میڈیسن دی جا سکے اس لئے اس نے برفانی انسانی سے فائٹ کرنا مناسب نہ سمجھا اور مشین پسٹل نکال لیا۔ فٹ بال کی مانند اچھلنے کے باوجود اس نے مشین پسٹل کو ہاتھ سے گرنے نہیں دیا تھا لہٰذا جیسے ہی برفانی انسانی دھپ دھپ کرتا ہوا عمران کی طرف بڑھا اس نے مشین پسٹل سے برفانی انسان کے ماتھے کا نشانہ لیا۔ ایک ساتھ ہی کئی گولیاں مشین پسٹل سے نکلیں اور برفانی انسان کے ماتھے سے جا ٹکرائیں۔ اس کی تیز چیخیں بلند ہونے لگیں۔ اس کی کربناک چیخیں پہاڑوں سے ٹکرائیں تو گونج میں تبدیل ہو گئیں۔ گولیاں لگتے ہی اس کے ماتھے سے خون بہہ نکلا تھا۔ گولیاں لگنے کے بعد وہ دو قدم اور چلا تھا اور پھر نیچے گر گیا اور گر کر تڑپنے لگا۔

عمران کے پاس وقت نہیں تھا کہ وہ اس کے ساکت ہونے کا انتظار کرتا لہٰذا اس نے ایک بار پھر سارہ کو اٹھایا اور تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ اب اسے چلتے ہوئے تقریباً دس منٹ ہوئے تھے کہ اسے ایک جگہ رک جانا پڑا۔ اس کے سامنے پانی کا ایک تیز نالہ بہہ رہا تھا۔ جاتے وقت یہاں کوئی نالہ نہیں تھا لیکن اب چونکہ دھوپ نکلے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی اس لئے برف پگھل رہی تھی اور برف پگھلنے کی وجہ سے پانی نالے کی صورت میں بہہ رہا تھا۔

جگہ بھی کچھ حد تک ڈھلوان تھی اس لئے پانی کی رفتار بہت تیز تھی اور یہ پانی نجانے کتنی بلندی سے آ رہا تھا۔

عمران جانتا تھا کہ اس نالے کو تیر کر عبور کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ پانی کا بہاؤ اسے بھی اپنے ساتھ بہا کر لے جا سکتا تھا۔ اب صرف ایک ہی صورت تھی کہ وہ لمبی چھلانگ لگائے کیونکہ یہ نالہ عمران کے اندازے کے مطابق کم از کم بارہ فٹ چوڑا تھا۔ سارہ کو اٹھا کر بارہ فٹ لمبی چھلانگ لگانا مشکل تو تھا لیکن عمران کو یہ مشکل کام کرنا تھا۔ وہ چند قدم پیچھے ہٹا۔ اس نے اللہ کو یاد کیا اور تیز دوڑ لگائی۔ نالے کے بالکل قریب پہنچ کر وہ ہوا میں اچھلا اور اگلے ہی لمحے وہ نالے کے دوسری طرف جا گرا۔ سارہ بھی اس کے ساتھ ہی گری تھی۔ گرنے کے بعد وہ فوری طور پر اٹھا اور پھر آگے بڑھنے لگا۔ اس کے بعد وہ تھوڑی دیر ہی چلا تھا کہ اچانک ہی بادل کا ایک ٹکڑا سورج کے سامنے آ گیا۔ یہ پہاڑی علاقہ تھا۔ یہاں یکدم ہی بادلوں کا آ جانا اور پھر یکدم ہی بادلوں کا غائب ہو جانا معمولی بات تھی لیکن اب جو بادل کا ٹکڑا آیا تو اس کے لئے پریشانی کی بات یہ تھی کہ وہ اس جگہ پہنچنے والا تھا جہاں راستہ انتہائی کٹھن تھا۔ صرف ایک پیر رکھنے کی گنجائش تھی۔ اس راستے کے ایک طرف بلند و بالا پہاڑ اور دوسری طرف سینکڑوں فٹ گہری کھائیاں تھیں۔

اگر بارش ہو جاتی تو راستے پر پھسلن ہو جاتی تھی اور وہ راستہ جسے عبور کرنا پہلے ہی انتہائی مشکل تھا اب ناممکن ہو جاتا تھا اور پھر

جیسے ہی وہ اس راستے کے قریب پہنچا تو اسے جس بات کا ڈر تھا وہی ہوئی یعنی بارش شروع ہو گئی۔ بارش سے بچنے کے لئے کہیں بھی کوئی کھوہ یا غار نہیں تھا۔ عمران کو اپنی فکر تو نہیں تھی۔ اسے سارہ کی طرف سے پریشانی تھی۔ سارہ پہلے ہی سردی سے شدید متاثر ہو چکی تھی۔ بارش اس کے لئے اور زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتی تھی اور بارش کا پتہ بھی نہیں تھا کہ وہ کتنی دیر تک جاری رہتی۔ سو عمران وہاں رک نہیں سکتا تھا۔ اسے ہر حال میں آگے بڑھنا تھا اور سارہ کو سردی سے بچانا تھا۔

عمران نے دل ہی دل میں کلمہ پڑھا اور تنگ راستے پر قدم رکھ دیا۔ اس کے ایک کندھے پر سارہ تھی اور وہ چیونٹی کی رفتار سے آگے بڑھ رہا تھا۔ اگر یہ منظر کسی فلم کا ہوتا تو دیکھنے والوں کے سانس رک جانے تھے۔ عمران کو ہر لمحہ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اب گرا کہ اب گرا۔ یہ لمحات عمران کے لئے نہایت ہی قیامت خیز تھے۔ آخر خدا خدا کر کے اس نے وہ راستہ طے کر لیا۔ جیسے ہی وہ دوسری طرف پہنچا بارش بھی رک گئی۔

عمران نے ایک گہرا سانس لیا اور پھر وہ آگے بڑھنے لگا۔ اس راستے کو عبور کرنے کے بعد وہ ابھی پانچ منٹ ہی چلا تھا کہ اسے ایک دھاڑ سنائی دی۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ کچھ قدم کے فاصلے پر ایک پہاڑ سے ایک برفانی چیتے نے اس پر چھلانگ لگا دی تھی۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ چھوڑی اور برفانی چیتا

ٹھیک اسی جگہ آ گرا جہاں ایک لمحہ پہلے عمران موجود تھا۔ برفانی چیتا اپنی مخصوص پھرتی سے مڑا ہی تھا کہ عمران کے مشین پسٹل سے شعلے نکل کر چیتے کے ماتھے سے ٹکرائے اور وہ وہیں گر کر تڑپنے لگا۔

عمران نے اسے تڑپتا چھوڑا اور آگے بڑھنے لگا۔

یہ بہت بڑی جھیل تھی جو اس وقت درجہ حرارت نقطہ انجماد سے بھی نیچے گر جانے کی وجہ سے برف بن چکی تھی۔ تنویر اس میں گرا تو نرم برف ٹوٹتی چلی گئی اور تنویر چند فٹ تک نیچے دھنستا چلا گیا۔ اس نے کملا کماری کا قہقہہ بھی سن لیا تھا لیکن فی الوقت وہ کملا کماری کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا تھا کیونکہ وہ برف میں دھنس چکا تھا اور بہت سی برف اس کے اوپر آ گئی تھی۔ تنویر نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اوپر سے برف کا شدید دباؤ اسے اٹھنے نہیں دے رہا تھا۔ اس نے لیٹے لیٹے ہی اپنے اوپر سے برف ہٹانے کی کوشش شروع کر دی لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا بلکہ مزید نیچے جانے لگا۔

اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ کتنی گہرائی میں پہنچ چکا ہے۔ پھر اسے پانی محسوس ہوا اور پھر وہ اس پانی میں ہی کسی پتھر سے ٹکرایا۔ پتھر سے ٹکرانے کی وجہ سے اس کے جسم کو سخت چوٹ لگی تھی۔ یہاں

اسے سب کچھ صاف نظر آ رہا تھا۔ اچانک اس کی نظر سامنے اٹھی اور وہ چونک پڑا کیونکہ اس نے پانی کے ایک سانپ کو دیکھ لیا تھا جو تیزی سے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس سانپ کا رنگ برف کی مانند سفید تھا۔ پھر جیسے ہی وہ سانپ قریب آیا اس نے تنویر کو ڈسنے کی کوشش کی۔ تنویر نے پانی کے اندر ایک غوطہ لگایا اور سانپ کے نیچے ہو گیا۔ اس کے نیچے ہوتے ہی سانپ نے بھی اپنا رخ بدلا لیکن تنویر نے اسے گردن سے پکڑ لیا۔ سانپ نے بھی اپنا باقی جسم اس کے بازو کے گرد لپیٹ لیا اور زور لگا کر اس کا بازو توڑنے کی کوشش کرنے لگا۔ سانپ میں بہت ہی طاقت تھی۔

تنویر کو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اب اس کا بازو ٹوٹا۔ تنویر سانپ کی گردن پر دباؤ بڑھانے لگا اور آخرکار سانپ کی گرفت کمزور پڑنے لگی اور پھر سانپ مر گیا۔ تنویر نے اسے چھوڑ دیا اور اسی وقت تنویر کی نظر ایک بڑی مچھلی پر پڑی جو ڈولفن کی مانند تھی۔ عمران نے اسے بتایا تھا کہ ان برفانی دلدلوں میں ڈولفن جیسی مچھلی پائی جاتی ہے جو کبھی کبھی برف سے باہر بھی آ جاتی ہے۔ تنویر نے قسمت آزمانے کا فیصلہ کیا اور وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے مچھلی کو پکڑ لیا۔ جیسے ہی اس نے مچھلی کو پکڑا مچھلی گھبرا گئی اور تیزی سے اوپر اٹھنے لگی۔

تنویر مچھلی سے اچھی طرح لپٹا ہوا تھا۔ مچھلی تیزی سے اوپر اٹھتی ہوئی دلدل سے باہر آ گئی۔ جیسے ہی وہ دلدل سے باہر نکل کر فضا

میں اچھلی تنویر نے اسے چھوڑا اور فضا میں قلابازی کھا کر دلدل سے دور جا گرا جبکہ مچھلی واپس دلدل میں گر گئی اور تنویر پتھریلی زمین پر جا گرا۔ پتھریلی زمین پر گر کر وہ گہرے گہرے سانس لینے لگا۔ وہ موت کے منہ سے صحیح سلامت باہر آ گیا تھا اس لئے اس نے سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور چونکہ اس اعصاب شکن جدوجہد میں وہ خاصا تھک گیا تھا اس لئے وہ پتھریلی زمین پر لیٹ گیا اور گہرے گہرے سانس لینے لگا۔ پھر اسے اپنے قریب ہی کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو اس نے چونک کر سامنے دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ پھیل گئی کیونکہ اس کے سامنے صفدر موجود تھا اور اس کے ساتھ ہی کملا کماری تھی جس کے منہ میں ست رنگی ڈوری بندھی ہوئی تھی۔ ان دونوں کو دیکھ کر تنویر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس دوران صفدر اور کملا کماری اس کے قریب پہنچ گئے۔

"یہ تو کہہ رہی تھی کہ تم برفانی دلدل میں گر گئے ہو"...... صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں یہ برفانی دلدل بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ یہ کوئی چھوٹی جھیل یا تالاب ہے۔ اس نے واقعی مجھے گرا دیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں بچ گیا"...... تنویر نے جواب دیا۔

"ہاں۔ واقعی اللہ تعالیٰ نے تم پر اپنا فضل و کرم کیا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"اس شیطان سے تم نے کچھ معلومات حاصل کیں"...... تنویر

نے کملا کماری کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ شیطان کی معمولی سی ذریت ہے۔ یہ ہمارے لئے بے کار ہے"...... صفدر نے کہا۔

"پھر اسے جلاؤ اور ثواب حاصل کرو۔ اپنے ساتھ ساتھ کیوں لئے پھر رہے ہو"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہاری وجہ سے میں اسے اپنے ساتھ لایا ہوں۔ اب اس کا خاتمہ کر دیتا ہوں"...... صفدر نے کہا جبکہ کملا کماری ان دونوں کی باتیں سن کر خوفزدہ ہو رہی تھی۔ تنویر سے بات کرنے کے بعد صفدر نے اپنی جیب سے سگریٹ لائٹر نکالا اور پھر اس نے شراری کی طرف دیکھا۔

"مم۔ مجھے مت مارو۔ میرا شریر حاصل کر لو"...... شراری نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"تیرے جسم کی ہمیں ضرورت نہیں ہے"...... صفدر نے لاپرواہی سے کہا اور پھر اس نے سگریٹ لائٹر جلایا۔ شراری کا چہرہ خوف کی وجہ سے بگڑ چکا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اب اس کے فنا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ صفدر نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کی انگلی کو شعلہ دکھایا۔ شراری کی ایک چیخ بلند ہوئی اور اس کے جسم کو آگ لگ گئی۔ صفدر اور تنویر اس کے جلنے کا نظارہ کرنے لگے۔ چند ہی لمحوں میں وہ خشک لکڑی کی مانند جل کر ختم ہو گئی اور اس کی راکھ کا نام و نشان تک نہ رہا۔

"اب کیا اکٹھے سارہ کو تلاش کرنے کے لئے نکلیں"...... شراری کے جلنے کے بعد صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ میرے خیال میں اب اکٹھے ہی چلتے ہیں"...... تنویر نے کہا اور پھر وہ دونوں آگے بڑھ گئے۔ ابھی وہ آٹھ دس قدم ہی چلے ہوں گے کہ انہیں ایک فائر کی آواز سنائی دی اور پھر تقریباً ایک ایک منٹ کے وقفے کے بعد مزید دو فائر ہوئے۔

"لگتا ہے عمران نے سارہ کو تلاش کر لیا ہے۔ اس لئے اب ہمیں واپس چلنا چاہئے"...... تنویر نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہاں۔ آؤ"...... صفدر نے کہا اور پھر وہ واپسی کے لئے مڑے۔ اب ان کے چلنے کی رفتار تیز تھی۔ صفدر اور تنویر خیموں میں واپس پہنچے تو عمران، جولیا، خالد اور رضوان یہ سب لیڈیز خیمے میں ہی موجود تھے اور چائے پی رہے تھے جبکہ نجمہ اور سارہ انہیں نظر نہیں آ رہی تھیں۔ کمبلوں کے نیچے انہیں دو افراد کی موجودگی کا احساس ہوا۔ انہوں نے اندازہ لگایا کہ وہ نجمہ اور سارہ ہی ہو سکتی ہیں۔ ان کے بیٹھتے ہی جولیا اٹھ کر گیس کے چولہے کی طرف بڑھی جس پر ایک کیتلی رکھی ہوئی تھی اور نیچے معمولی سا شعلہ جل رہا تھا۔ جولیا نے ان دونوں کے لئے چائے کپوں میں ڈالی اور انہیں پیش کر دی۔ چائے کی اس وقت انہیں شدید طلب محسوس ہو رہی تھی۔ انہوں نے چائے لیتے ہوئے جولیا کا شکریہ ادا کیا اور چائے سپ

کرنے لگے۔

”کیا کرتے تھے ساجنا۔تم ہم سے دور رہ کے“...... عمران نے گنگناتے ہوئے تنویر اور صفدر سے مخاطب ہو کر کہا تو ان دونوں نے اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات تفصیل سے بتا دیئے۔ عمران نے بھی انہیں اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات بتا دیئے۔

”آپ لوگوں نے تو اپنے اپنے کارنامے ایک دوسرے کو سنا دیئے لیکن مس جولیا کا کارنامہ تو آپ نے سنا ہی نہیں“...... خالد نے عمران سے کہا تو عمران، تنویر اور صفدر،جولیا کی طرف دیکھنے لگے۔

”وہ فائرنگ جو مسلسل کافی دیر تک ہوئی تھی وہ جولیا نے کی تھی“......تنویر نے اندازاً کہا۔

”جی ہاں۔ وہ فائرنگ مس جولیا نے ہی کی تھی“...... خالد نے کہا اور پھر اس نے وحشیوں کی آمد اور جولیا سے ان کا مقابلہ اور پھر برفانی چیتے سے جولیا کی فائٹ کی تفصیل بھی انہیں بتا دی۔ خالد سے جولیا کے کارنامے کی تفصیل سن کر ان تینوں کے چہروں پر بے پناہ تحسین کے تاثرات ابھر آئے جبکہ جولیا نے شرمندہ سے انداز میں سر جھکا لیا۔

”ارے۔ تمہیں تو فخر کرنا چاہئے مگر تم نے سر جھکا لیا ہے۔تم نے تو وہ کام کیا ہے جو کوئی فائٹر مل کر بھی نہیں کر سکتے“...... عمران

نے جولیا کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو جولیا کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

”عمران صاحب۔ آپ سچ سچ بتائیں کہ آپ کون لوگ ہیں۔ میں اس بات پر یقین کرنے کو تیار نہیں ہوں کہ آپ کوہ پیما یا سیاح ہیں“...... خالد نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہم کوہ پیما ہیں۔ بس فرق یہ ہے کہ ہماری تربیت خاص طریقے سے ہوئی ہے“...... عمران نے کہا۔

”میں نے کہا نا کہ میں آپ کی اس بات پر یقین کرنے کو تبار نہیں ہوں“...... خالد نے کہا۔

”آپ ہماری بات پر یقین کرنے کو تیار نہیں ہیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آپ یقیناً کسی ایجنسی کے آدمی ہیں اور کسی خاص مشن کے سلسلے میں کوہ ہمالیہ کی طرف جا رہے ہیں“...... خالد نے کہا۔

”اگر آپ کی تسلی اس بات سے ہوتی ہے تو پھر آپ یہی سمجھ لیں“...... عمران نے کہا۔

”سارہ ہمیں صحیح سلامت مل گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ لیکن اب ہم نے یہ سوچنا ہے کہ ہم یہاں سے کیسے نکلیں اور کوہ ہمالیہ تک کیسے پہنچیں“...... جولیا نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب نے جہاز کو چیک کرنا تھا۔ اگر جہاز ٹھیک ہو جاتا ہے تو پھر کوہ ہمالیہ تک جانے کا سوچا جا سکتا ہے اور اگر جہاز

ٹھیک نہیں ہوتا تو پھر اس پہاڑی علاقے سے نکلنے کا سوچا بھی نہیں جا سکتا"...... عمران کے بولنے سے پہلے خالد نے کہا۔

"خالد صاحب۔ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان آخری سانس تک مایوس نہیں ہوتا۔ اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا ویسے بھی کفر ہے"۔ جولیا نے کہا تو خالد نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ جولیا مسلمان ہوئی تھی اور اس کا ایمان اتنا کامل تھا جبکہ وہ پیدائشی مسلمان تھا۔ اس کے باپ دادا مسلمان تھے لیکن وہ اتنا پختہ ایمان نہیں رکھتا تھا۔ یہ سوچ کر وہ دل ہی دل میں شرمندہ ہونے لگا اور اس کے ساتھ ہی اس کے دل میں جولیا کے لئے عقیدت کے جذبات بھی پیدا ہو گئے۔ خالد نے عقیدت بھری نظروں سے جولیا کو دیکھا تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"آپ ٹھیک کہتی ہیں مس جولیا۔ واقعی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے"...... خالد نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ جہاز کا انجن چیک کرنے کی بات کر رہے تھے"...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ لیکن آج کا سارا دن تو سارہ کی تلاش میں گزر گیا ہے۔ اب شام ہونے والی ہے لہٰذا یہ کام اب نہیں ہو سکتا۔ کل صبح سویرے دیکھوں گا"...... عمران نے کہا۔

"ہم سب اتنی دیر سے باتیں کئے جا رہے ہیں۔ ہماری باتوں سے یہ بیدار کیوں نہیں ہوئیں"...... کافی دیر بعد تنویر کو نجمہ اور سارہ

کا خیال آیا تو اس نے چونکتے ہوئے جولیا سے پوچھا۔

"سارہ کی ضروری ٹریٹمنٹ کے بعد عمران نے ان دونوں کو ہی نیند کے انجکشن لگا دیئے ہیں تاکہ یہ زیادہ سے زیادہ آرام کر سکیں"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نجمہ کو بھی۔ نجمہ کو کیا ہوا تھا"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"مس جولیا کو وحشیوں سے لڑتے دیکھ کر نجمہ ذہنی طور پر اپ سیٹ ہو گئی تھی۔ وحشیوں کی لاشیں اور خون دیکھ کر تو اس کی حالت خراب ہو گئی اس لئے عمران نے اسے بھی نیند کا انجکشن لگا دیا ہے"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ وجہ ہے"...... تنویر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ عمران کی طرف متوجہ ہوا۔

"عمران۔ اگر جہاز ٹھیک نہیں ہوتا تو پھر ہم کیا کریں گے"۔ تنویر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"لوگ ہلز اسٹیشن کس لئے جاتے ہیں۔ پکنک منانے، ہلا گلہ کرنے اور رمبا سمبا ناچنے۔ سو ہم بھی یہی کچھ کریں گے۔ ہم کوئی دوسرے لوگوں سے مختلف تھوڑی ہیں"...... عمران نے کہا تو تنویر کا منہ بن گیا۔

"تم نے ان حالات سے نکلنے کے لئے کچھ تو سوچا ہو گا"۔ جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میں نے تمہارے بارے میں کچھ نہیں سوچا تو ان حالات کے نارے میں کیا سوچوں گا"...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"اس سے تو بات کرنا ہی اپنے آپ کو سزا دینے کے مترادف ہے۔ تم کیوں اس سے بات کرتی ہو"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ جس سے تنویر کو مزید غصہ آ گیا۔

"تم بھی کمال کرتے ہو۔ ایسے حالات اور سچویشن میں بھلا پہلے سے کیا سوچا جا سکتا ہے۔ اگر عمران صاحب کچھ سوچ سکتے ہیں تو پھر تم بھی سوچ سکتے ہو۔ تمہی سوچ لو کہ کل ہم نے کیا کرنا ہے"...... صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو تنویر شرمندہ سا ہو گیا۔ واقعی ایسے حالات میں وہ ایڈوانس پلاننگ کیا کر سکتے تھے۔ انہوں نے کسی لیبارٹری میں تو داخل نہیں ہونا تھا یا کسی بین الاقوامی مجرم کو بھی گرفتار نہیں کرنا تھا۔ انہوں نے تو اس پہاڑی علاقے سے باہر نکلنا تھا اور وہ یہ بات نہیں جانتے تھے کہ وہ کس سمت میں سفر کریں تو ان پہاڑوں سے باہر نکل سکتے ہیں لہذا ان حالات میں ایڈوانس پلاننگ ہو ہی نہیں سکتی تھی۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں غلط کہہ رہا تھا"...... تنویر نے کھلے دل سے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا۔ ہمیں تو سخت بھوک لگ رہی ہے۔ کیا آپ کھانے کا بندوبست کر سکتی ہیں"...... صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو

کر کہا تو سب کو ہی بھوک کا احساس ہونے لگا۔

"جی ہاں۔ آپ دوسرے خیمے میں چلے جائیں میں کھانا تیار کر کے لاتی ہوں"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ چاروں اٹھ کر دوسرے خیمے میں آ گئے جو انہوں نے جینٹس کے لئے لگایا تھا۔ کھانا تیار ہو گیا تو ان سب نے لیڈیز کے خیمے میں ہی کھانا کھایا۔ نجمہ اور سارہ کو جگا دیا تھا اور اب ان دونوں کی حالت کافی حد تک سنبھل چکی تھی۔ کھانے کے دوران گفتگو میں انہوں نے بھی تھوڑا تھوڑا حصہ لیا تھا۔ عمران کی پرلطف باتوں نے انہیں بہت حد تک فریش کر دیا تھا۔

"عمران۔ اب یہ رات کس طرح گزاری جائے"...... کھانے سے فارغ ہونے کے بعد جولیا نے عمران سے پوچھا۔

"کیا مطلب۔ آج کی رات سنگدل ہے یا قاتل"...... عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"پچھلی رات ہم بے فکری سے سوئے ہیں تو ہمیں کتنی پریشانی ہوئی ہے۔ رات کا واقعہ پھر بھی ہو سکتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"مس جولیا۔ رات کو خیمے سے باہر پہرہ دینا بھی ناممکن سی بات ہے"...... صفدر نے کہا۔

"خیمے سے باہر پہرہ دینا تو ناممکن ہے لیکن خیمے کے اندر رہ کر پہرہ دیا جا سکتا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"اور میرے خیال میں یہ بہتر بھی رہے گا۔ ہم اپنے اپنے خیموں

میں رہتے ہوئے ہوشیار رہیں۔ جولیا تم رات کے ابتدائی چار گھنٹے سو کر نیند پوری کر لو اس دوران سارہ اور نجمہ جاگتی رہیں گی اور چونکہ یہ اب تک سوتی رہی ہیں اس لئے یہ آسانی سے جاگ سکتی ہیں۔ پھر یہ چار گھنٹوں کے بعد تمہیں جگا دیں گی اور باقی رات کو تو تم ہوشیار رہو گی“...... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم اس طرح کر لیں گے“...... جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”کیوں مس نجمہ اور سارہ۔ آپ ابتدائی چار گھنٹے ڈیوٹی دے لیں گی جبکہ ہم بھی اس دوران اپنے خیمے میں جاگ رہے ہوں گے“...... عمران نے نجمہ اور سارہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی ہاں۔ ہم یہ ڈیوٹی دے لیں گی“...... نجمہ نے کہا جبکہ سارہ نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

”معمولی سا کھٹکا ہونے پر یا معمولی سی آواز سننے پر آپ نے فوری طور پر جولیا کو جگانا ہے اور ساتھ ہی ہمیں بھی آواز دینی ہے۔ آپ کی آواز سن کر ہمیں یہاں تک پہنچنے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگے گا“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ دوسرے خیمے میں آ گئے۔ ابھی رات کا آغاز ہی تھا۔ عمران، صفدر اور تنویر نے سارا دن پہاڑوں میں سفر کیا تھا۔ عمران کو تو تھکاوٹ محسوس نہیں ہو رہی تھی لیکن صفدر اور تنویر کو کچھ تھکان محسوس ہو رہی تھی

لیکن ابھی وہ سونا بھی نہیں چاہتے تھے۔ ان کے درمیان کافی دیر تک باتیں ہوتی رہیں اور پھر انہیں نیند آنے لگی۔

”تم سب سو جاؤ۔ میں جاگ رہا ہوں۔ رات دو بجے میں رضوان صاحب کو جگا دوں گا اور خود سو جاؤں گا“...... عمران نے کہا اور پھر رضوان کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا جو اس دوران خاموش رہا تھا۔

”جی ہاں۔ آپ مجھے دو بجے جگا دیجئے گا۔ پھر میں صبح تک جاگتا رہوں گا“...... رضوان نے کہا۔

”نہیں۔ تمہیں صبح تک جاگنے کی ضرورت نہیں۔ تم چار بجے صفدر یا تنویر کو جگا دینا۔ باقی وقت میں یہ ڈیوٹی دیں گے“۔ عمران نے کہا تو رضوان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”عمران صاحب۔ میری ڈیوٹی بھی تو لگائیں۔ میں بھی آپ کا ہی ساتھی ہوں“...... خالد نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ویسے تو میری دعا ہے کہ اللہ کرے ان پہاڑوں میں ہماری آخری رات ہو۔ پھر بھی اگر ہمیں یہاں مزید راتیں گزارنی پڑیں تو پھر تمہاری ڈیوٹی بھی لگ جائے گی“...... عمران نے کہا۔

”شکریہ“...... عمران کی بات سننے کے بعد خالد نے کہا اور پھر سوائے عمران کے باقی تمام افراد سونے کے لئے لیٹ گئے جبکہ عمران نے کونے میں پڑا ہوا اپنا بیگ اٹھا کر قریب رکھا اور پھر بیگ سے ایک کتاب نکال لی۔ اپنا مشین پسٹل اس نے بیگ کے

اوپر ہی رکھ لیا اور پھر کتاب پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ وہ کتاب تو پڑھ رہا تھا لیکن اس کے کان خیمے سے باہر لگے ہوئے تھے۔ وہ معمولی سی آواز اور حرکت کو فوراً محسوس کر سکتا تھا۔

مطالعہ کی وجہ سے اسے وقت گزرنے کا احساس نہ ہوا۔ کتاب پڑھ چکنے کے بعد اس نے وقت دیکھا تو اڑھائی بج چکے تھے۔ اسے اب نیند بھی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے بہتر یہی سمجھا کہ وہ تین چار گھنٹوں کی نیند کر ہی لے تاکہ اگلا تمام دن وہ فریش گزار سکے۔ یہ سوچ کر عمران، رضوان کے بستر کی طرف بڑھا۔ اس نے کمبل کے اندر ہاتھ ڈال کر اس کا بازو ہلایا تو چند لمحوں بعد رضوان کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ اٹھ بیٹھا۔ عمران نے اسے ہوشیار رہنے کا اشارہ کیا اور پھر خود سونے کے لئے لیٹ گیا۔ منہ کے علاوہ اسکا تمام جسم کمبل میں لپٹا ہوا تھا۔ یہ کمبل بہت زیادہ گرم تھے اور خاص طور پر برفانی علاقوں کے لئے بنائے گئے تھے۔ یہ خیمے بھی خصوصی ساخت کے تھے۔ جو کہ بہت حد تک سردی کو باہر ہی روک لیتے تھے۔ عمران کو لیٹے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اسے نیند آ گئی۔ اسے نیند آنے کے کچھ دیر بعد رضوان نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا۔ اس وقت رضوان کے چہرے کے تاثرات عجیب سے ہو گئے تھے۔ پھر اچانک ہی وہ بہت آہستگی سے اٹھا اور نہایت احتیاط سے چلتا ہوا عمران کے قریب آ گیا۔ ایک بار پھر اس نے عمران کا چہرہ غور سے دیکھا اور پھر اس نے عمران کے بیگ پر

پڑا ہوا عمران کا مشین پسٹل اٹھا لیا۔ وہ چند لمحوں تک عمران کو غور سے دیکھتا رہا۔ عمران گہری نیند سویا ہوا تھا۔ رضوان نے مشین پسٹل کا رخ عمران کے چہرے کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ رات کے اس مہیب سناٹے میں فائرنگ کی تیز آواز گونجی تو وہاں موجود تمام افراد ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے۔

شالام بڑے شیطان کے دربار سے واپس آ چکا تھا اور شلابو اس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا تھا کیونکہ شالام نے بڑے شیطان سے اسے مانگ لیا تھا اور اب شلابو اس کی غلامی میں تھا۔ شلابو چاہتا تھا کہ جب وہ انسانی روپ میں انسانوں کی دنیا میں جائے تو اس کے جسم سے آنے والی شیطانی بو نہ آئے۔ شالام نے شیطان کے دربار میں جا کر یہ خوبی شلابو کی بجائے اپنے لئے مانگ لی تھی لیکن اسے جواب ملا تھا کہ ایسا صرف ایک بار ہو سکتا ہے اور وہ بھی تھوڑی دیر کے لئے اور کسی کو یہ خوبی دینے کے لئے شیطان کو خود بہت سے عمل کرنے پڑتے ہیں اور ان میں بہت وقت لگتا ہے۔ لہٰذا یہ خوبی کسی کو بھی نہیں دی جاتی۔ سو شالام، شلابو کو مانگ کر واپس آ گیا تھا۔

"شلابو۔ اب تو مجھے نخرے دکھائے گا"...... شالام نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

"اب تو تم میرے آقا ہو۔ اب میں تمہیں نہ کوئی نخرہ دکھا سکتا ہوں اور نہ تمہاری حکم عدولی کر سکتا ہوں"...... شلابو نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اب تو بتا کہ دشمنوں پر کون سا شیطانی وار کیا جائے کہ ان کا یقینی خاتمہ ہو جائے"...... شالام نے کہا۔

"آقا۔ اس گروپ کے ایک آدمی رضوان کے ذہن میں تو میں جھانک سکتا ہوں۔ میں وہاں کے حالات تمہیں بتاتا رہتا ہوں۔ تم اس کے مطابق اقدامات کرتے رہو"...... شلابو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تو مجھے ان کے حالات بتا"...... شالام نے کہا تو شلابو نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

"آقا۔ آپ کا دشمن نمبر ون اور اس کے دو ساتھی اپنی ساتھی لڑکی سارہ کو تلاش کرنے کے لئے جا رہے ہیں جبکہ جہاز کا پائلٹ اور کو پائلٹ رضوان خیمے میں ہی رہیں گے۔ دونوں لڑکیاں بھی خیمے میں ہی رہیں گی"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد شلابو نے آنکھیں کھولیں اور اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کے متعلق بتانے لگا۔

"کیا یہ لوگ سارہ کو تلاش کر لیں گے"...... شالام نے فکرمند لہجے میں پوچھا۔

"ہرگز نہیں آقا۔ اتنے وسیع و عریض پہاڑوں میں ایک لڑکی کو

تلاش کرنا ممکن نہیں ہے اور پھر میں نے ایک برفانی مرد بھی اس علاقے میں پہنچا دیا ہے۔ اگر کوئی سارہ کے قریب پہنچ بھی گیا تو برفانی عورت یا برفانی مرد کا شکار ہو جائے گا''...... شلابو نے کہا تو شالام مطمئن ہو گیا۔

''اب ان تینوں کو دیکھ وہ خیمے سے روانہ ہو کر کہاں پہنچ چکے ہیں''...... شالام نے کہا۔

''آقا۔ میں ان تینوں کو یہاں سے نہیں دیکھ سکتا۔ مجھے وہاں جانا پڑے گا''...... شلابو نے کہا۔

''میرے دشمن نمبر ون کو نہیں دیکھ سکتا۔ باقی دو کو تو دیکھ سکتا ہے''...... شالام نے کہا۔

''نہیں آقا۔ مجھے وہاں جانا ہی پڑے گا۔ وہاں جائے بغیر گزارہ نہیں ہے''...... شلابو نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ تو جا پھر۔ مگر تو نے ایک اور کام بھی کرنا ہے''...... شالام نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

''جی آقا۔ حکم کرو''...... شلابو نے ایک مرتبہ پھر سر جھکاتے ہوئے کہا۔

''تو پہلے افریقہ کے کسی آدمخور علاقے میں جا۔ میں ترمول کو بھی تیرے ساتھ بھیج رہا ہوں۔ وہاں سے تو نے کچھ آدمخور وحشیوں کو اٹھا کر خیمے کے قریب پہنچانا ہے اور ان وحشیوں کے ذہن میں یہ بات ڈالنی ہے کہ وہ خیموں میں موجود انسانوں کو کھا جائیں''۔

شالام نے کہا۔

''اوہ۔ آقا۔ یہ تو بہت ہی زبردست پلان ہے۔ میں تو ایسی بات کبھی سوچ ہی نہیں سکتا تھا۔ آقا۔ تم بہت مہان ہو''...... شلابو نے خوشامد بھرے لہجے میں کہا تو شالام خوش ہو گیا۔

''یہ کام تو کر لے گا نا''...... شالام نے خوشی سے معمور لہجے میں پوچھا۔

''بالکل آقا۔ میں یہ کام بہت آسانی سے کر لوں گا''...... شلابو نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب تو جا۔ میں ترمول کو بھی تیرے ساتھ جانے کا حکم دیتا ہوں''...... شالام نے کہا تو شلابو نے اپنا سر اس کے سامنے جھکایا جبکہ شالام نے آنکھیں بند کر لیں تاکہ ترمول کو حکم دے سکے۔ شلابو چند لمحوں بعد غائب ہو گیا اور شالام نے بھی اپنی آنکھیں کھول لیں۔ وہ ترمول کو حکم دے چکا تھا۔ آنکھیں کھولنے کے بعد وہ چند لمحوں تک سوچتا رہا اور ایک مرتبہ پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھولیں اور غور سے اپنے سامنے بلندیوں کی طرف دیکھنے لگا۔ صرف چند سیکنڈ ہی گزرے تھے کہ سامنے سے ایک چمگادڑ اڑتی ہوئی آئی اور اس کے قریب پہنچ کر چمگادڑ نے ایک چیخ ماری اور پتھریلی زمین پر گر گئی۔ شالام اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ پتھریلی زمین پر گرتے ہی چمگادڑ ایک عورت میں تبدیل ہو گئی۔ اس عورت کی شکل بہت ہی بھیانک

اور ڈراؤنی تھی۔ عورت کے روپ میں آتے ہی وہ شالام کے سامنے جھک گئی۔

''کھڑی ہو جا شراری''...... شالام نے تحکمانہ لہجے میں اس عورت سے کہا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ شراری بھی ایک شیطانی طاقت تھی اور اس کی غلام تھی۔ آج طویل عرصے بعد اسے شالام نے طلب کیا تھا۔

''میں نے تجھ سے کچھ کام لینے ہیں۔ شلابو آ جائے تو میں اس سے مشورہ کر کے تجھے کام بتاتا ہوں''...... شالام نے کہا۔

''میں تو تیرے حکم کی غلام ہوں آقا''...... شراری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور شالام شلابو کا انتظار کرنے لگا جبکہ شراری مؤدبانہ انداز میں اس کے سامنے کھڑی رہی۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ شلابو اس کے سامنے ظاہر ہوگیا۔ ظاہر ہوتے ہی اس نے شالام کے سامنے سر جھکا دیا۔

''آقا۔ میں نے بہت سے وحشیوں کو خیموں کے قریب پہنچا دیا ہے۔ وہ وحشی خیموں میں موجود تیرے دشمنوں کے سر پر پہنچنے والے ہیں''...... شلابو نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا تو شالام خوش ہو گیا۔

''بہت خوب۔ اس کا مطلب ہے کہ ان چاروں کا خاتمہ ہو گیا۔ اب تین بچے ہیں۔ ایک تو میرا دشمن نمبر ون اور باقی دو اس کے ساتھی''...... شالام نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''جی آقا۔ اور ان تینوں کا خاتمہ برفانی انسانوں کے ہاتھوں ہو جائے گا''...... شلابو نے مطمئن لہجے میں کہا۔

''میں چاہتا ہوں کہ شراری بھی وہاں چلی جائے۔ میرے دشمن نمبر ون کے قریب تو یہ نہیں جا سکتی لیکن اس کے دو ساتھیوں کے قریب تو یہ جا سکتی ہے۔ یہ ان کے سامنے انتہائی معصوم، حسین و جمیل اور کم سن لڑکی کے روپ میں جائے اور انہیں بہکانے کی کوشش کرے اور پھر موقع ملتے ہی ان دو کا خاتمہ بھی کر دے''۔ شالام نے شلابو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی آقا۔ تمہاری سوچ بہت اچھی ہے۔ اگر وہ دونوں برفانی انسانوں کے ہاتھ نہیں لگے تو اس طرح شراری کے ہاتھوں مارے جائیں گے''...... شلابو نے ایک مرتبہ پھر خوشامد بھرے لہجے میں کہا۔

''شراری۔ تو نے سن لیا۔ میں نے شلابو سے کیا کہا ہے''۔ شالام نے شراری سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جی آقا۔ میں نے سن بھی لیا اور سمجھ بھی لیا ہے''...... شراری نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب تو جا اور تیرے ذمے جو کام ہے وہ کام کر''...... شالام نے کہا اور اس کا حکم سنتے ہی شراری یکدم نیچے گری۔ نیچے گرتے ہی وہ چمگادڑ میں تبدیل ہوئی اور پھر وہ چمگادڑ اڑ گئی۔ چند لمحوں بعد وہ شالام کی نظروں سے غائب ہو چکی تھی۔

شراری کے غائب ہونے کے بعد شالام نے شلابو کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔

"کیا بات ہے شلابو۔ تو کچھ پریشان ہو گیا ہے"...... شالام نے شلابو کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں آقا۔ بات ہی پریشانی والی ہے"...... شلابو نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اب کیا بات ہو گئی ہے"...... شلابو کو پریشان دیکھ کر شالام نے بھی پریشان سے لہجے میں پوچھا۔

"آقا۔ وہ اکیلی لڑکی جولیا۔ ان سارے وحشیوں کا مقابلہ کر رہی ہے۔ وہ تو جہاز کے عملے کے لئے بھی ڈھال بنی ہوئی ہے"۔ شلابو نے بدستور پریشان لہجے میں کہا۔ شالام نے اس کی بات کا جواب نہ دیا اور غور سے اس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں شلابو نے ایک گہرا سانس لیا۔

"تو بہت مایوس ہو گیا ہے شلابو۔ کیا اس لڑکی جولیا نے سارے وحشیوں کو مار دیا ہے"...... شالام نے پوچھا۔

"تم ٹھیک سمجھے ہو آقا۔ سارے وحشی مارے جا چکے ہیں"۔ شلابو نے شکست خوردہ لہجے میں کہا۔

"او بدبخت سلابو۔ تو، تو کہہ رہا تھا میرے دشمن مارے جائیں گے"...... شالام نے چیختے ہوئے کہا۔

"آقا۔ تمہارے دشمن مارے ہی جائیں گے۔ ہمارے کس کس

حملے سے بچیں گے"...... شلابو نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر شالام کا غصہ کچھ کم ہو گیا۔

"تو ٹھیک کہتا ہے۔ یہ لوگ کب تک ہمارے شیطانی حملوں سے بچیں گے۔ انہیں ہر حال میں مرنا ہے"...... شالام نے کہا اور پھر ان کے درمیان خاموشی طاری ہو گئی۔

"آقا۔ کیا میں شراری پر نظر ڈال لوں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد شلابو نے پوچھا۔

"ہاں۔ اس پر نظر ڈال لے"...... شالام نے کہا تو شلابو نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

"واہ۔ واہ۔ تو نے تو کام کر دکھایا شراری"...... شلابو نے آنکھیں کھولتے ہوئے پرجوش لہجے میں کہا۔

"کیا کیا ہے شراری نے"...... شلابو کے اس طرح پرجوش ہونے پر شالام نے اس سے پوچھا۔

"آقا۔ کیا تم نے اسے نہیں دیکھا"...... شلابو نے بدستور جوشیلے لہجے میں کہا۔

"ابے احمق۔ نہیں دیکھا تو پوچھ رہا ہوں"...... شالام نے یکدم ہی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آقا۔ بہت پیارا منظر دیکھا ہے میں نے۔ کاش تم بھی دیکھ لیتے۔ شراری نے تنویر کو اٹھا کر برفانی دلدل میں پھینک دیا ہے۔ تنویر تو گیا اب اس دنیا سے"...... شلابو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یہ تو بہت بڑا کام کیا ہے اس نے۔ میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ وہ میرے دشمن نمبر ون کے دوسرے ساتھی صفدر کے ساتھ بھی یہی کرے“...... شالام نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ پھر چند لمحوں بعد اس نے اپنی آنکھیں کھول لیں۔

”کیا تم نے شراری کو حکم دے دیا آقا“...... جیسے ہی شالام نے آنکھیں کھولیں شلابو نے اس سے پوچھا۔

”وہ میرے کہنے سے پہلے ہی صفدر کے پاس پہنچ چکی تھی“۔ شالام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آقا۔ میں اب اس پر مسلسل نظر رکھوں“...... شلابو نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

”ان پر تو مسلسل نظر رکھے گا۔ خیموں میں جو دشمن موجود ہیں ان کے بارے میں کیا سوچا ہے“...... شالام نے کہا۔

”آقا۔ ان سے تو جان چھوٹے۔ پھر ان کے بارے میں بھی سوچ لیں گے“...... شلابو نے کہا۔

”ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ یہ ختم ہو جائیں تو ان کی آدھی طاقت ختم ہو جائے گی“...... شالام نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر شلابو نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ وہ کچھ دیر تک اپنی آنکھیں بند کئے کھڑا رہا۔ کچھ دیر بعد اس نے چونکتے ہوئے اپنی آنکھیں کھول لیں۔

”کیا ہوا۔ تو پھر پریشان ہو گیا ہے“...... شالام نے اس کے

چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”آقا۔ شراری یکدم میری نظروں سے غائب ہو گئی ہے“۔ شلابو نے کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اچھا میں خود دیکھتا ہوں“...... شالام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحوں بعد اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔

”واقعی۔ وہ تو مجھے بھی نظر نہیں آ رہی“...... شالام نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

”آقا۔ پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہمارا کوئی ساتھی ہماری نظروں سے غائب ہو جائے“...... شلابو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ پتہ نہیں کیا چکر ہے۔ ایسا کیوں ہو گیا ہے“...... شالام نے بدستور پریشان سے لہجے میں کہا۔

”آقا۔ میں اس علاقے میں جاتا ہوں اور شراری کو دیکھ کر آتا ہوں“...... شلابو نے کہا۔

”ہاں۔ تو جا اور جلدی اس کی خبر لے کر آ“...... شالام نے کہا تو شلابو یکدم غائب ہو گیا۔ اس کے غائب ہونے پر شالام نے ایک بار پھر اپنی آنکھیں بند کر لیں اور شراری کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن شراری اسے نظر نہیں آ رہی تھی۔ وہ کچھ دیر تو کوشش کرتا رہا پھر تھک کر اس نے آنکھیں کھول لیں۔ اس کے چہرے پر حیرت، مایوسی اور پریشانی کے تاثرات تھے۔ اسے اب

شلابو کا انتظار تھا اور وہی اسے بتا سکتا تھا کہ شراری یکدم ان کی نظروں سے غائب کیوں ہوگئی ہے۔ اس کا دل چاہتا تھا کہ وہ ابھی خود جائے اور شراری کا پتہ کرے اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کر دے لیکن وہ تابوت کو اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا اس لئے وہ اس وقت تک شلابو کا انتظار کرنے پر مجبور تھا اور انتظار سے اسے کوفت محسوس ہو رہی تھی۔ اس انتظار میں بہت سا وقت گزر گیا اور پھر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور شلابو اُلو کے روپ میں نمودار ہوا۔ اُلو شالام کے سامنے گرا اور پھر شلابو کے روپ میں آ گیا اور شالام کے سامنے جھک گیا۔

”جب حالات ٹھیک نہ ہوں تو پھر ان باتوں کی ضرورت نہیں رہتی۔ سیدھے سیدھے اپنے اصلی روپ میں آؤ اور اپنے اصلی روپ میں جاؤ۔ خواہ مخواہ روپ بدلنے میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے“...... شالام نے شلابو کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”جی آقا۔ یہ بات تو میں جانتا ہوں لیکن اس وقت پریشانی کی وجہ سے بھول گیا تھا“...... شلابو نے کہا۔

”لگتا ہے تو کوئی اچھی خبر نہیں لایا“...... شالام نے اس کے چہرے کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”جی آقا۔ شراری فنا ہو چکی ہے اور آپ کے دشمن نمبر ون نے ایک برفانی انسان کو بھی ہلاک کر دیا ہے“...... شلابو نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسے یقین تھا کہ یہ خبر سنتے ہی شالام غصے میں

آ جائے گا اور غصے کی حالت میں وہ اسے جلا ڈالے گا۔ شالام کو غصہ تو بہت آیا لیکن وہ غصے کو برداشت کر گیا۔

”اس کی ساتھی لڑکی کا کیا ہوا۔ کیا وہ برفانی انسانوں کی غذا بن گئی“...... شالام نے پوچھا۔

”آقا۔ سارہ کو آپ کے دشمن نمبر ون نے ڈھونڈ لیا ہے اور خیمے میں واپس لے گیا ہے“...... شلابو نے دھیمے لہجے میں کہا۔

”ہونہہ۔ میرے دشمن کے ہاتھوں برفانی عورت ہلاک ہوئی ہے یا برفانی مرد“...... شالام نے پوچھا۔

”وہ برفانی مرد تھا آقا۔ برفانی عورت اس وقت وہاں موجود نہیں تھی۔ اب برفانی عورت نے برفانی مرد کی لاش دیکھ لی ہے اور وہ بہت غضبناک ہو رہی ہے۔ وہ لازماً اپنے ساتھی کا انتقام لے گی“...... شلابو نے کہا۔

”جب برفانی مرد میرے دشمن نمبر ون کے ہاتھوں مارا گیا ہے تو پھر برفانی عورت کی کیا حیثیت ہے“...... شالام نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”برفانی مرد اس کے سامنے آ گیا تھا آقا۔ جبکہ برفانی عورت موقع کی تلاش میں رہے گی اور موقع ملتے ہی وہ ان پر حملہ کر دے گی“...... شلابو نے کہا۔

”وہ کوئی عام انسان ہیں جو اسے موقع دیں گے۔ برفانی مرد مارا گیا ہے تو یہ بھی ماری جائے گی“...... شالام نے کہا۔

"آقا۔ تم بہتر سمجھتے ہو"...... شلابو نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔ وہ شالام سے بحث تو کر نہیں سکتا تھا۔

"کیا تو اب بھی رضوان کے دماغ میں جھانک سکتا ہے"۔ شالام نے پوچھا۔

"جی آقا۔ میں کسی بھی وقت اس کے دماغ میں جھانک سکتا ہوں"...... شلابو نے جواب دیا۔

"سن۔ اب میں رضوان کے ذریعے اپنے اس دشمن نمبر ون پر وار کرنا چاہتا ہوں"...... شالام نے کہا۔

"وہ کیسے آقا"...... شلابو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا تو کافی دیر بعد شالام کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

"جب یہ لوگ سو جائیں گے تو، تو رضوان کو اٹھائے گا اور پھر اسے حکم دے گا کہ وہ پہلے میرے دشمن نمبر ون پر فائرنگ کرے اور پھر باقی افراد پر"...... شالام نے کہا تو اس کی بات سن کر شلابو کی انڈے جیسی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی۔

"اوہ۔ یہ تو بڑا زبردست منصوبہ ہے آقا۔ اس سے اچھا منصوبہ تو کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا"...... شلابو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات میرے ذہن میں ابھی آئی ہے۔ اگر یہ بات گزشتہ رات میرے ذہن میں آ جاتی تو گزشتہ رات ہی یہ لوگ مارے جاتے"...... اپنی تعریف سن کر شالام نے بھی خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"آقا۔ گزشتہ رات یہ ہلاک نہیں ہوئے تو کیا ہوا۔ آج رات تو ہلاک ہو جائیں گے"...... شلابو نے کہا۔

"یقیناً۔ میرے دشمن آج رات ہلاک ہو جائیں گے۔ تو یہ بتا کہ تو یہ کام کر لے گا۔ اگر تجھے کوئی دشواری ہو تو میں تیری آنکھوں کے ذریعے رضوان کے دماغ تک پہنچ جاتا ہوں"...... شالام نے کہا۔

"یہ بہت معمولی کام ہے آقا۔ میں بہت آسانی سے یہ کام کر لوں گا"...... شلابو نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تو رضوان کے دماغ سے رابطہ رکھ اور جیسے ہی یہ لوگ سو جائیں تو نے اپنا کام دکھانا ہے"...... شالام نے کہا تو شلابو نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

"آقا۔ اس وقت وہ سب کھانا کھا رہے ہیں اور کھانا کھانے کے بعد وہ یقیناً آرام کریں گے"...... چند لمحوں تک آنکھیں بند رکھنے کے بعد شلابو نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ"...... شالام نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد ان کے درمیان خاموشی طاری رہی۔

"آقا۔ رضوان کا دماغ بتا رہا ہے کہ سب سو رہے ہیں اور آپ کا دشمن نمبر ون جاگتا رہے گا۔ وہ آدھی رات کے بعد رضوان کو اٹھائے گا اور پھر رضوان جاگے گا اور آپ کا دشمن نمبر ون بھی سو جائے گا"...... کافی دیر کے بعد شلابو نے شالام سے کہا تو اس نے

اثبات میں سر ہلا دیا اور ان کے درمیان ایک مرتبہ پھر خاموشی طاری ہوگئی۔ یہ خاموشی نصف رات گزرنے کے بعد شلابو کی آواز نے توڑی۔

''آقا۔ اب رضوان کا دماغ بتا رہا ہے کہ آپ کے دشمن نمبر ون نے اسے جگا دیا ہے اور خود وہ سونے کی تیاری کر رہا ہے جبکہ اس کا مشین پسٹل اس کے قریب ہی رکھا ہوا ہے''...... شلابو نے کہا۔

''ہونہہ۔ میرا دشمن نمبر ون سو جائے تو پھر رضوان کو فائرنگ کا حکم دینا''...... شالام نے کہا۔

''جی آقا''...... شلابو نے سر جھکاتے ہوئے کہا تو وہاں ایک مرتبہ پھر خاموشی طاری ہوگئی۔

''آقا۔ وقت آ گیا ہے۔ رضوان کا دماغ بتا رہا ہے کہ اس کے علاوہ سب گہری نیند سو رہے ہیں''...... کچھ دیر بعد شلابو نے جوشیلے لہجے میں کہا تو شالام خوش ہوگیا۔

''ٹھیک ہے۔ اس کے دماغ کو حکم دے کہ وہ نہایت احتیاط سے کھڑا ہو اور میرے دشمن نمبر ون کا مشین پسٹل اٹھائے اور سب سے پہلے اسی پر فائر کرے''...... شالام نے بھی جوشیلے لہجے میں کہا۔

''وہ مارا۔ آقا۔ رضوان نے آپ کے دشمن نمبر ون پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی ہے''...... شلابو نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا تو شالام بھی خوشی سے اچھل پڑا اور پھر دیوانہ وار ناچنے لگا۔

شلابو نے اسے ناچتے دیکھا تو وہ بھی اس کے ساتھ رقص میں شامل ہوگیا۔ برف پوش پہاڑوں پر دو شیطان دیوانہ وار رقص کر رہے تھے اور یوں لگتا تھا جیسے ستارے انہیں حیرت سے دیکھ رہے ہوں۔ اس ویران سناٹے اور برفیلے علاقے میں کوئی عام انسان ان دونوں شیطانوں کا رقص دیکھتا تو وہ یقیناً خوف سے مر جاتا۔

عمران کا ذہن یکدم ہی بیدار ہو گیا تھا۔ اس کی چھٹی حس نے خطرے کی گھنٹی بجا کر اس کے دماغ کو بیدار کر دیا تھا۔ دماغ کے بیدار ہوتے ہی اس کی آنکھیں بھی کھل گئی تھیں۔ اس نے دیکھا کہ رضوان جھک کر اس کا مشین پسٹل اٹھا رہا ہے۔ سیل لائٹ سے خیمے میں ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی اور اس روشنی میں رضوان کے چہرے کے تاثرات عجیب سے تھے۔ پھر جیسے ہی رضوان، عمران کا مشین پسٹل اٹھا کر سیدھا ہوا عمران نے آنکھیں بند کر لیں۔ صرف آنکھوں کی جھری سے وہ رضوان کو دیکھنے لگا۔

رضوان نے مشین پسٹل کا رخ عمران کی طرف کیا اور پھر ٹریگر پر دباؤ ڈال دیا۔ جیسے ہی رضوان نے ٹریگر پر دباؤ ڈالا عمران کمبل سمیت ہی اچھل کر سوئے ہوئے صفدر پر جا گرا۔ فائرنگ کی آواز سے وہ سب اٹھ بیٹھے جبکہ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے جسم

کے اوپر سے کمبل اتارا۔ رضوان ایک بار پھر فائرنگ کرنے کے لئے مشین پسٹل کا رخ عمران کی طرف کر رہا تھا کہ عمران ایک بار پھر کسی سپرنگ کی مانند اچھلا اور رضوان سے جا ٹکرایا۔ عمران، رضوان سے ٹکرایا تو وہ نیچے گرا اور کے ہاتھ سے مشین پسٹل چھوٹ گیا۔ عمران نے فوراً ہی اس کی کنپٹی پر مخصوص جگہ پر مکا مار کر اسے بے ہوش کر دیا۔ یہ سب کچھ پلک جھپکنے میں ہو گیا تھا لیکن خالد، تنویر اور صفدر نے رضوان کے ہاتھ میں مشین پسٹل دیکھ لیا تھا۔ جیسے ہی رضوان بے ہوش ہوا جولیا، نجمہ اور سارہ کے ساتھ ان کے خیمے میں آ گئی۔

"کیا ہوا۔ یہ فائرنگ کیسی تھی"...... جولیا نے خیمے میں داخل ہوتے ہی پوچھا اور پھر اس نے بے ہوش رضوان کو دیکھا۔

"اوہ۔ یہ فائرنگ رضوان نے کی تھی"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ نجانے اس نے کس مقصد کے تحت عمران صاحب پر فائرنگ کی ہے"...... خالد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر اس نے فائرنگ کی ہے تو پھر یہ بے ہوش کیسے ہو گیا"۔ نجمہ نے خالد سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یہ سمجھ رہا تھا کہ میں سو گیا ہوں لیکن میں ابھی سویا نہیں تھا بلکہ آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس نے مجھ پر فائرنگ کر دی۔ میں تو اس کی فائرنگ سے بچ گیا لیکن یہ مجھ سے

نہیں بچ سکا۔ میں نے اسے فوری طور پر بے ہوش کر دیا"۔ عمران نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسے ہوش میں لا کر پوچھا جائے کہ اس نے یہ گھٹیا حرکت کیوں کی ہے"...... سارہ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کہیں یہ ہمارے دشمنوں سے تو نہیں مل گیا"...... تنویر نے بے ساختہ انداز میں کہا تو جولیا نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔

"آپ کے دشمن۔ لیکن یہاں تو آپ کا کوئی دشمن نظر نہیں آ رہا"...... خالد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"قتل کرنے کی کوشش تو عموماً دشمن ہی کرتے ہیں نا۔ اب رضوان کو ہوش میں لا کر یہی پوچھنا ہے کہ اس نے ہمارے ساتھ یہ دشمنی کیوں کی"...... تنویر نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن تنویر صاحب۔ آپ نے تو کہا ہے کہ کہیں یہ ہمارے دشمنوں سے تو نہیں مل گیا"...... نجمہ نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ روانگی سے قبل ہمارے دشمنوں نے اس سے رابطہ کیا ہو اور اس سے کہا ہو کہ اگر موقع ملے تو یہ ہمیں قتل کر دے۔ سو اس وقت اسے موقع مل گیا اور اس نے عمران صاحب کو قتل کرنے کی کوشش کی"...... تنویر نے ایک بار پھر بات بناتے ہوئے کہا۔

"کیا رضوان نے کسی لالچ کے تحت یہ حرکت کی ہو گی"۔ سارہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ روپے پیسے کا لالچ سب سے بڑا لالچ ہے۔ کسی کو قتل کرنا تو معمولی بات ہے۔ انسان اپنے وطن کی ناموس کا بھی سودا کر بیٹھتا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ کی دشمنیاں بھی بہت ہیں"۔ نجمہ نے کہا۔

"میرا شک اب تک برقرار ہے کہ آپ لوگ عام انسان نہیں ہیں"...... خالد نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ شک تو مجھے بھی ہے۔ اب بھی عمران صاحب سوئے ہوئے تھے۔ رضوان نے فائرنگ کی۔ عمران صاحب تو بچ گئے لیکن فائرنگ کرنے والا بے ہوش ہو گیا۔ کیا عام آدمی کے ساتھ ایسا ہو سکتا ہے"...... سارہ نے کہا۔

"ہم عام انسان ہی ہیں۔ آپ میں اور ہم میں فرق اتنا ہے کہ ہم نے ایکریمیا میں خصوصی ٹریننگ حاصل کی ہے اور آپ نے یہ تربیت حاصل نہیں کی ہوئی"...... جولیا نے سارہ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اب آپ باتیں ہی کرتے رہیں گے یا رضوان کو ہوش میں لا کر اس سے پوچھ گچھ بھی کریں گے"...... نجمہ نے کہا۔

"اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مار کر اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس وقت پانی نہیں ملے گا۔ سارا پانی برف بن چکا ہے"۔

جولیا نے کہا۔

"چلو۔ میں اسے بغیر پانی کے ہی ہوش میں لے آتا ہوں"۔ عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور پھر وہ رضوان کی طرف بڑھا اور اس نے رضوان کے منہ اور ناک پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ سانس بند ہونے کی وجہ سے اس کے جسم کو ایک جھٹکا لگا تو عمران نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا اور اس کے منہ پر پھونک ماری۔ اس دوران وہ آیت الکرسی کا ورد کر چکا تھا۔ چند لمحوں بعد رضوان ہوش میں آ گیا اور حیرت سے اپنے چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"مم۔ مجھے کیا ہو گیا تھا"...... رضوان نے حیرت بھرے لہجے میں خالد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم نے مشین پسٹل سے عمران صاحب پر فائرنگ کی ہے۔ بتاؤ تم نے ایسا کیوں کیا"...... خالد نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں نے۔ نن۔ نہیں۔ میں نے تو ایسا کوئی کام نہیں کیا"۔ رضوان نے کہا۔

"میرے سامنے تم نے عمران صاحب پر فائرنگ کی ہے اور اب تم انکار کر رہے ہو"...... خالد نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھ پر یقین کرو۔ میں نے عمران صاحب پر کوئی فائرنگ نہیں کی۔ میں بھلا عمران صاحب پر فائرنگ کیوں کروں گا۔ میری ان سے کیا دشمنی ہے"...... رضوان نے کہا۔

"خالد صاحب۔ یہ ایسے نہیں مانے گا اور نہ ہی یہ ایسے بتائے

گا"...... عمران نے خالد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پھر اس کے ساتھ کیا، کیا جائے"...... خالد نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس نے مجھے قتل کرنے کی کوشش کی ہے۔ واپس جا کر میں اس کے خلاف پرچہ کٹاؤں گا۔ پولیس خود ہی اس سے پوچھ گچھ کرے گی کہ اس نے مجھے قتل کرنے کی کوشش کیوں کی"...... عمران نے کہا۔ عمران اور اس کے ساتھی تو سمجھ چکے تھے کہ یہ شیطانی طاقتوں کا کام ہے جنہوں نے رضوان کے ذہن کو قابو کر کے عمران پر حملہ کرایا لیکن یہ بات جہاز کے عملے کو سمجھانا مشکل تھا اور اگر انہیں یہ بات بتا دی جاتی تو انہوں نے خوفزدہ ہو جانا تھا۔ لہٰذا عمران نے اس بات کو ختم کرنے کی خاطر پولیس کی بات کی تھی۔

"عمران۔ یہ ہم پر دوبارہ بھی قاتلانہ حملہ کر سکتا ہے"...... تنویر نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اب تم ہر وقت اس پر نظر رکھو۔ اگر اس نے دوبارہ یہ حرکت کرنے کی کوشش کی تو پھر اس کی گردن توڑ دینا"...... عمران نے بھی بظاہر سخت لہجے میں کہا اور عمران چونکہ اس پر آیت الکرسی کا دم کر چکا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ اب شیطانی طاقتیں دوبارہ اس کے دماغ سے رابطہ نہیں کر سکتیں۔

"ہاں۔ تم نے تو صرف اسے بے ہوش کیا تھا۔ میں اسے بے ہوش نہیں کروں گا۔ میں تو اس کی گردن توڑ دوں گا"...... تنویر نے

بدستور غصیلے لہجے میں کہا تو رضوان کانپنے لگا۔

''مم۔ مجھے تو پہلے بھی معلوم نہیں تھا کہ میں نے یہ کام کیا ہے یا نہیں۔ اب تو میری توبہ ہے''...... رضوان نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''او کے۔ اگر تم نے دوبارہ یہ حرکت نہ کی تو ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں پولیس کے حوالے بھی نہ کروں''...... عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ اب چونکہ صبح ہونے والی تھی اس لئے اب دوبارہ سونا بے کار تھا اور نماز کا وقت بھی ہو چکا تھا۔

''جولیا۔ اگر تم برف کو پگھلا کر پانی بنا دو تو ہم وضو کر کے نماز پڑھ لیں گے اور ہماری نمازوں کا ثواب تمہیں بھی ملے گا''۔ عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نماز صرف تمہی نہیں پڑھتے۔ میں بھی پڑھتی ہوں اور یہ بات میں پہلے ہی سوچ رہی تھی''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر اپنے خیمے میں چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد جولیا نے انہیں پانی لا دیا۔ ان سب نے وضو کیا اور نماز پڑھی۔ جولیا، نجمہ اور سارہ نے اپنے خیمے میں نماز ادا کی۔

نماز پڑھنے کے بعد عمران خیمے سے باہر نکل آیا۔ باہر پہاڑوں پر صبح کی نورانی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ عمران کو شدید ٹھنڈک کا احساس ہو رہا تھا لیکن وہ اس ٹھنڈک کی پرواہ کئے بغیر آگے بڑھنے لگا۔ وہ جہاز کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اسے کیسے ٹھیک کرے۔

اس بات کا اندازہ اس نے لگا لیا تھا کہ جہاز کے بغیر ان پہاڑوں کی حدود سے باہر نکلنا بہت مشکل ہے اور اگر وہ باہر نکل بھی جاتے ہیں تو انہیں کئی ہفتے لگ سکتے تھے جبکہ شاتام کے تابوت تک جلد پہنچنا ضروری تھا۔ ایک مظلوم روح نے ان سے مدد کی درخواست کی تھی اور اس نے مدد کا فیصلہ بھی کر لیا تھا۔ سو اس کی مدد کرنا بے حد ضروری تھا۔

''عمران''...... عمران اپنے خیالوں میں گم تھا کہ اچانک اسے ایک آواز سنائی دی۔ آواز سن کر وہ چونک پڑا۔ اس کے سامنے رازش کھڑی تھی۔ رازش کو دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''عمران۔ تم نے شیطان کو خوب زچ کیا ہے''...... رازش نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہ میرا اپنا کمال نہیں ہے۔ یہ سب اس کی عطا ہے۔ اس نے مجھے اس قابل بنایا ہے''...... عمران نے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''بیشک۔ مجھے یقین ہے کہ تم اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہو جاؤ گے''...... رازش نے کہا۔

''اللہ کی نصرت و تائید سے میں نے کئی بار شیطان کے عزائم کو خاک میں ملایا ہے۔ اس مرتبہ بھی انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا''۔ عمران نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ جہاز میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے''۔ رازش نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ یہ بھی شیطانی وار ہے۔ کوئی فنی خرابی نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''شیطانی وار سے بچنے کے لئے جو عمل تم خود پر کرتے ہو وہی عمل تم جہاز پر کیوں نہیں کرتے''...... رازش نے کہا۔

''اوہ۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ شکریہ رازش۔ میں ابھی یہ عمل جہاز پر بھی کرتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''بس میں تمہیں اسی طرف متوجہ کرنے آئی تھی''...... رازش نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اللہ حافظ کہہ کر غائب ہو گئی۔ اس کے غائب ہونے کے بعد عمران واپس مڑا اور جہاز کی طرف بڑھنے لگا۔ جہاز کے قریب پہنچ کر عمران نے آیت الکرسی اور دوسری سورتوں کا ورد کیا اور جہاز پر پھونک ماری۔ یہ عمل اس نے جہاز کے چاروں طرف کیا۔ اس کے بعد وہ جہاز کے اندر گیا اور وہاں بھی چاروں کونوں میں یہ عمل کیا۔ اس کے بعد اس نے جہاز سٹارٹ کرنے کی کوشش کی تو جہاز میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ جہاز کے سٹارٹ ہونے کی آواز سن کر وہ سب دوڑتے ہوئے خیمے سے باہر آئے اور پھر جہاز میں سوار ہو گئے۔

''عمران صاحب۔ عمران صاحب۔ یہ کیا آپ ہیں''۔ خالد نے پائلٹ کیبن کی طرف بڑھتے ہوئے چیخ کر کہا۔ وہ سبھی پائلٹ کیبن

میں پہنچ گئے۔ وہاں عمران موجود تھا جس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ جہاز کو سٹارٹ دیکھ کر وہ سب بھی خوش نظر آ رہے تھے۔

''کیا آپ نے جہاز کی فنی خرابی دور کر لی''...... سارہ نے حیرت بھرے لہجے میں عمران سے پوچھا۔

''معلوم نہیں اس میں کیا خرابی تھی۔ میں نے تو اب اسے سٹارٹ کرنے کی کوشش کی تو یہ سٹارٹ ہو گیا''...... عمران نے جواب دیا۔

''اوہ۔ حیرت انگیز۔ بہت ہی حیرت انگیز۔ بہرحال جو کچھ بھی ہوا بہت اچھا ہوا۔ سب کو مبارک ہو''...... خالد نے کہا۔

''اپنے خیمے سمیٹو اور سامان اٹھاؤ۔ ہم نے ابھی کوہ ہمالیہ کی طرف بڑھنا ہے''...... عمران نے تنویر اور صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''عمران صاحب۔ کوہ ہمالیہ کی طرف جانا ہی خطرناک ہے۔ اب آپ اس سفر کا ارادہ ترک کر دیں۔ ہم واپس چلتے ہیں''۔ خالد نے کہا۔

''ہم واپس نہیں جا سکتے۔ ہمارا کوہ ہمالیہ جانا بہت ضروری ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم پر یہ ساری مصیبتیں آپ کے اسی ارادے کی وجہ سے آئی ہیں اس لئے میری استدعا ہے کہ آپ یہ ارادہ ترک کر دیں تا کہ ہم مزید مصیبتوں سے محفوظ

رہ سکیں“...... خالد نے کہا۔

”اگر ہم پر مصیبتیں آئی بھی ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان مصیبتوں سے بچایا نہیں ہے“...... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے ہمیں مصیبتوں سے بچایا“...... خالد نے اقرار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اگر آئندہ بھی کوئی مصیبت آئی تو اللہ تعالیٰ ہی ہمیں بچائے گا لہٰذا ان مصیبتوں سے گھبرانا نہیں ہے“...... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ میں آگے جانے کا رسک نہیں لے سکتا“...... خالد نے انکار کرتے ہوئے کہا۔

”کیا تم اس چھوٹی سی جگہ سے جہاز کو اوپر لے جا سکتے ہو“۔ عمران نے خالد سے پوچھا۔

”نہیں۔ جس طرح آپ نے لینڈنگ کی ہے فلائی بھی آپ کریں گے“...... خالد نے کہا۔

”جب آپ ہمارے ساتھ کوہ ہمالیہ جانے کے لئے تیار نہیں ہیں تو پھر میں آپ کو یہاں چھوڑے جا رہا ہوں۔ خالد کے ساتھ کون کون رہنا چاہے گا“...... عمران نے پہلے خالد اور پھر اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم یہاں کیسے رہ سکتے ہیں“...... خالد نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہمارا کوہ ہمالیہ جانا زیادہ ضروری ہے۔ جب ہم وہاں سے

واپس آئیں گے تو آپ کو لے جائیں گے“...... عمران نے کہا اور پھر اس نے تنویر اور صفدر کو اشارہ کیا کہ وہ خیمے اتاریں اور اپنا سامان جہاز میں لے آئیں۔ تنویر اور صفدر جہاز سے نیچے اتر گئے۔

”ٹھیک ہے عمران صاحب۔ ہم آپ کے ساتھ چلتے ہیں۔ آپ کے ساتھ جانے میں بچنے کی امید تو ہے۔ آپ کے بغیر یہاں رہے تو ہرگز نہیں بچ سکیں گے“...... خالد نے پھیکی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

”تھینک گاڈ۔ آپ نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے سر“...... سارہ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ نجمہ اور رضوان کے چہروں پر بھی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے ورنہ وہ بھی پریشان ہو گئے تھے۔

”اوکے۔ اب آپ لوگ بھی اپنا سامان لے آئیں“...... عمران نے کہا تو وہ چاروں بھی نیچے اتر گئے۔ پھر کچھ دیر کے بعد ہی جہاز فضا میں بلند ہو گیا۔ پائلٹ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا۔ کوپائلٹ کی سیٹ پر خالد تھا اور رضوان بھی ان کے قریب ہی کھڑا ہوا تھا۔ خالد نے اس پر اعتراض کیا تھا کہ وہ دوبارہ کوئی غلط حرکت نہ کر بیٹھے لیکن عمران نے اسے مطمئن کر دیا تھا۔ جہاز کو پرواز کئے ہوئے تقریباً پندرہ منٹ ہوئے تھے کہ سارہ پائلٹ کیبن میں داخل ہوئی۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ اس سے پہلے کہ عمران اس کے چہرے کے تاثرات کو سمجھتا سارہ نے مٹھی کھولی۔ اس کی مٹھی سے ایک کیپسول نیچے گرا اور کیبن میں یکدم تیز بو پھیل گئی۔

سارہ، خالد اور رضوان تو فوراً ہی بے ہوش کر گر پڑے لیکن عمران نے اپنا سانس روکنے کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کا سر بری طرح چکرانے لگا اور پھر اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھاتے ہی جہاز آؤٹ آف کنٹرول ہو کر زمین کی طرف گرنے لگا۔

''اوہ۔ اوہ''...... شالام خوشی سے ناچ رہا تھا کہ شلابو کی آواز سن کر چونک پڑا۔

''کیا ہوا۔ کیا ہوا۔ تو پھر پریشان ہو گیا ہے''...... شالام نے چونک کر شلابو کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''آقا۔ رضوان کے دماغ سے میرا رابطہ نہیں رہا۔ لگتا ہے کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے''...... شلابو نے پریشان لہجے میں کہا۔

''کیا گڑبڑ ہو سکتی ہے۔ رضوان نے سوئے ہوئے میرے دشمن نمبر ون پر فائر تو کر دیا ہے''...... شالام نے کہا۔

''ہاں آقا۔ فائرنگ تو کر دی ہے۔ تمہارا دشمن تو یقیناً مارا گیا ہو گا لیکن رضوان کے ساتھ بھی کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے''...... شلابو نے بدستور پریشان سے لہجے میں کہا۔

''اس کے ساتھ ہوتی رہے گڑبڑ۔ ہمارا مقصد تو پورا ہو گیا ہے

نا''...... شالام نے کہا۔

''آقا۔ یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ اس کے ساتھ کیا گڑبڑ ہوئی ہے''...... شلابو نے کہا۔

''میں بتاتا ہوں کہ اس کے ساتھ کیا گڑبڑ ہو سکتی ہے۔ ہوا یہ کہ جیسے ہی رضوان نے میرے دشمن نمبر ون پر فائرنگ کی میرے دشمن نمبر ون کے ساتھیوں کی آنکھ بھی کھل گئی اور انہوں نے فوراً ہی جوش میں آ کر رضوان پر جوابی فائرنگ کر دی جس سے رضوان بھی مارا گیا''...... شالام نے اپنا اندازہ بیان کرتے ہوئے کہا لیکن شلابو مطمئن نہ ہوا۔

''تمہاری بات تو ٹھیک ہو سکتی ہے آقا۔ لیکن''...... شلابو بات کرتے کرتے رک گیا۔

''کتنی بار کہا ہے کہ بات ادھوری نہ چھوڑا کر''...... شالام نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''لیکن آقا۔ یہ وہاں جا کر معلوم کرنا ضروری ہے کہ کیا ہوا ہے اور پھر آپ کے دشمن نمبر ون کے باقی ساتھیوں کا خاتمہ کرنا بھی ضروری ہے۔ جس میں جہاز کا پائلٹ اور اس کے ساتھی بھی شامل ہیں''...... شلابو نے کہا۔

''ہاں۔ تیری بات بالکل ٹھیک ہے۔ تو جا اور حالات کا جائزہ لے کر آ''...... شالام نے کہا اور اس کی بات سن کر شلابو نے سر جھکایا اور پھر وہ یکدم ہی غائب ہو گیا۔ اس کے جانے کے بعد

شالام نے اپنی جیب میں ایک چھوٹا سا شیطانی بت نکالا اور اسے اپنے سامنے رکھ لیا۔ پھر اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور کچھ پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ وہ کافی دیر تک پڑھتا رہا اور پھر اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور سامنے دیکھنے لگا۔

آدھی سے زیادہ رات گزر چکی تھی لیکن پھر بھی ستاروں کی روشنی میں دھندلا دھندلا نظر آ رہا تھا۔ ابھی چند ہی لمحے گزرے تھے کہ اسے کتے کے بھونکنے کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز سن کر شالام چونکا اور اگلے ہی لمحے ایک سیاہ رنگ کا کتا اسے دکھائی دیا جو تیزی سے دوڑتا ہوا اس کی طرف آ رہا تھا۔ بہت جلد وہ کتا اس کے قریب پہنچ گیا۔ جیسے ہی وہ کتا شالام کے قریب پہنچا تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور وہ کتے کے سامنے جھک گیا۔ جیسے ہی وہ کتے کے سامنے جھکا کتا یکدم ہی تبدیل ہو گیا اور اب کتے کی جگہ ایک سیاہ اور خوفناک شکل والا آدمی کھڑا تھا۔ اس کی آنکھیں انتہائی سرخ تھیں۔ اس کے کان کتے کے کانوں جیسے تھے اور ہونٹ بہت ہی بھدے اور موٹے موٹے تھے۔

''میرے دوست۔ تو نے آج سونیر کو کیسے یاد کیا ہے''۔ بھیانک شکل والے نے شالام سے مخاطب ہو کر کہا۔ یہ سونیر تھا شیطان کے دربار کا خاص نمائندہ جو شالام کا دوست بھی تھا۔ وہ چونکہ شیطان کے دربار کا نمائندہ تھا اس لئے دوست ہونے کے باوجود شالام اسے عزت دیتا تھا اور اس کے سامنے جھک جاتا تھا

کیونکہ شیطان کے دربار میں اسے خاص مقام حاصل تھا۔

"سونیر۔ تو جانتا ہے کہ میں اپنے استاد شاتام کے تابوت کی حفاظت کر رہا ہوں اور تو اس پورے واقعہ سے آگاہ ہے"۔ شالام نے کہا۔

"ہاں۔ میں جانتا ہوں۔ تیرے استاد شاتام کی بڑا آقا بہت قدر کرتا ہے بلکہ شاتام تو بڑے آقا کا بہت ہی قریبی دوست تھا"...... سونیر نے کہا۔

"میرے استاد شاتام کا تابوت خطرے میں ہے۔ کچھ انسان اس تابوت کو تباہ کرنے کے لئے یہاں کوہ ہمالیہ پر آ رہے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ وہ یہاں تک نہ پہنچیں"...... شالام نے کہا۔

"کون ہیں یہ لوگ جو تیرے مقابلے پر آ رہے ہیں"...... سونیر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک انتہائی تیز طرار اور چالاک ترین انسان ہے جو بڑے آقا کا خاص دشمن ہے اور بڑے آقا کے کئی مقاصد کو نقصان پہنچا چکا ہے اور اس کا نام بھی ایسا ہے کہ میں اس کا نام بھی نہیں لے سکتا"...... شالام نے کہا۔

"اوہ۔ میں سمجھ گیا کہ تو کس انسان کی بات کر رہا ہے۔ وہ واقعی بڑے آقا کا خاص دشمن ہے۔ لیکن بڑا آقا اپنی بے پناہ مصروفیات کی وجہ سے کبھی خود اس سے مقابلے کے لئے نہیں آیا۔ جس دن بڑے آقا کو تھوڑی سی بھی فرصت مل گئی تو اس دن اس

انسان کا عبرتناک انجام ہو گا"...... سونیر نے کہا۔

"میں نے اس پر کئی شیطانی حملے کئے ہیں لیکن وہ ہر بار ہی میرے حملوں سے بچ جاتا ہے۔ اب بھی تازہ ترین حملہ ہوا ہے۔ مجھے تو امید ہے کہ وہ انسان مر گیا ہو گا لیکن شلابو کو کچھ شک ہے اور وہ اپنا شک دور کرنے کے لئے گیا ہوا ہے"...... شالام نے کہا۔

"تو سارے حالات اور واقعات مجھے تفصیل سے بتا"...... سونیر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو شالام نے اسے تمام واقعات تفصیل سے بتا دیئے۔

"بظاہر تو اس انسان کا بچ جانا ناممکن نظر آ رہا ہے لیکن جس انسان کا ذکر ہو رہا ہے وہ ناممکن کو ممکن بنانا جانتا ہے اور اتنی آسانی سے وہ مرنے والا نہیں ہے"...... سونیر نے کہا۔

"میں نے اس لئے تجھے بلایا ہے کہ اگر میرا وہ دشمن اس وار سے بھی بچ گیا تو پھر میں کیا کروں۔ یہ مجھے تو بتائے گا"...... شالام نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ دونوں مل بیٹھ کر سوچ لیں گے۔ اب پہلے شلابو کو آنے دے"...... سونیر نے کہا۔

"ہاں۔ شلابو آ جائے تو پھر آئندہ کے بارے میں سوچتے ہیں"۔ شالام نے کہا اور سونیر نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ دونوں کے درمیان خاموشی طاری ہو گئی۔ اس خاموشی میں نجانے کتنی دیر گزر گئی کہ صبح کا اجالا ہر طرف پھیل گیا۔ ان دونوں کو شلابو

کی واپسی کا انتظار تھا۔ پھر ان کا انتظار ختم ہوا اور شلابو یکدم ہی ان کے سامنے ظاہر ہو گیا۔ شلابو ظاہر ہوتے ہی سونیر اور شالام کے سامنے جھک گیا۔

''شالام میرا دوست ہے۔ مجھے یقین ہے یہ تیرا بہت اچھا آقا ثابت ہوگا''...... سونیر نے شلابو سے کہا۔

''ہاں۔ میں آقا شالام کے ساتھ بہت خوش ہوں''...... شلابو نے سیدھے ہوتے ہوئے جواب دیا۔

''اب تو میرے دشمن کے بارے میں بتا''...... شالام نے اپنی تعریف سننے کے بعد بھی سخت لہجے میں کہا۔

''تیرا دشمن بچ گیا ہے آقا''...... شلابو نے دھیمے لہجے میں کہا تو شالام غصے سے آگ بگولہ ہو گیا۔

''وہ ایک بار پھر بچ گیا''...... شالام نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہاں آقا۔ وہ بہت ہی حیرت انگیز صلاحیتوں کا مالک ہے''۔ شلابو نے کہا۔

''لیکن اب اسے بچنا نہیں چاہئے۔ سونیر۔ تمہی بتاؤ مجھے کیا کرنا چاہئے''...... شالام نے سونیر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''وہ انسان ہے ہی ایسا لیکن تو فکر نہ کر۔ وہ عام انسان ہے۔ اس نے بہت جلد مارے جانا ہے''...... سونیر نے شالام کو تسلی دیتے ہوئے کہا تو اس کا غصہ کچھ کم ہو گیا۔

''پھر تو ہی مجھے کوئی مشورہ دے۔ مجھے کیا کرنا چاہئے''۔ شالام

نے کہا۔

''ہاں۔ میں تجھے نہ صرف مشورہ دوں گا بلکہ اس وقت تک تیرے ساتھ بیٹھا رہوں گا جب تک کہ یہ شخص مارا نہیں جاتا اور اگر یہ تیری کوششوں سے مارا گیا تو میں تجھے بڑے آقا کے دربار میں خاص مقام بھی دلاؤں گا''...... سونیر نے کہا تو شالام خوش ہو گیا۔

''شکریہ سونیر۔ تو میرا بہت اچھا دوست ہے''...... شالام نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''شلابو۔ تو ان میں سے کسی کے دماغ میں جھانک آیا ہے''۔ سونیر نے شلابو سے پوچھا۔

''ہاں آقا۔ جب دشمن نمبر ون جہاز میں سوار ہو گیا تو مجھے موقع مل گیا۔ جہاز کے سٹارٹ ہونے کی آواز سن کر وہ سب خیموں سے باہر نکلے تو مجھے موقع مل گیا اور میں نے سارہ کے دماغ میں جھانک لیا۔ اب میں اس کے دماغ سے معلومات حاصل کر سکتا ہوں''۔ شلابو نے کہا۔

''کیا۔ کیا انہوں نے جہاز سٹارٹ کر لیا ہے''...... شالام نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں آقا۔ دشمن نمبر ون نے جہاز بھی سٹارٹ کر لیا ہے''۔ شلابو نے کہا۔

''اچھا سن۔ تو نے فوری طور پر بے ہوش کر دینے والے کیپسول اس سارہ کے پاس پہنچانے ہیں اور اس کے دماغ کو ہدایت دینی

ہے کہ وہ اسے چھپا کر رکھے اور جب جہاز فضا میں اڑ رہا ہو تو وہ موقع پا کر کیپسول پائلٹ کے کیبن میں پھینک دے اور دوسرا کیپسول عمران کے قریب گرا دے۔ اس طرح وہ سب بے ہوش ہو جائیں گے اور جہاز زمین پر گر کر تباہ ہو جائے گا''...... سونیر نے شلابو سے مخاطب ہو کر کہا تو شالام اس کی بات سن کر خوش ہو گیا۔

''اوہ۔ یہ تو بہت ہی سادہ سا طریقہ ہے۔ شلابو۔ تو فوراً اس تجویز پر عمل کر''...... شالام نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو شلابو یکدم ہی وہاں سے غائب ہو گیا۔

''سونیر۔ اگر جہاز زمین سے ٹکرا کر تباہ ہو جائے تو ان دشمنوں کا خاتمہ ہو جائے گا''...... شلابو کے غائب ہونے کے بعد شالام نے سونیر سے کہا تو سونیر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ان دشمنوں کا خاتمہ ضرور ہو گا۔ تو پریشان نہ ہو''...... سونیر نے شالام کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''مجھے یقین ہے کہ ان کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پھر بھی تھوڑی سی بے چینی ہو رہی ہے اور دل میں یہ خیال آ رہا ہے کہ اگر یہ دشمن یہاں تک پہنچ گئے تو پھر مجھے کیا کرنا چاہئے''...... شالام نے کہا۔

''ہاں۔ میرا خیال ہے کہ کچھ ایسے اقدامات کر لینے چاہئیں کہ اگر وہ یہاں پہنچ بھی جائیں تو پھر بھی وہ شاتام کے تابوت کے قریب نہ پہنچ سکیں''...... سونیر نے کہا۔

''میں اپنی تمام غلام طاقتوں کو اکٹھا کر لیتا ہوں اور اس دنیا میں

بھٹکنے والی بدروحوں کو بھی بلا لیتا ہوں۔ اگر وہ دشمن یہاں تک پہنچ گئے تو پھر یہ غلام طاقتیں اور بدروحیں ان پر حملہ کریں گی۔ کسی نہ کسی کے حملے سے تو وہ مارے ہی جائیں گے''...... شالام نے کہا۔

''ہاں۔ تمہیں ایسا ضرور کرنا چاہئے اور اس کے ساتھ ہی تمہیں شاتام کے تابوت کو بھی کسی دوسری جگہ چھپا دینا چاہئے۔ کسی ایسی جگہ جہاں تک ان کی سوچ ہی نہ جا سکے''...... سونیر نے کہا۔

''ہاں۔ تیرا مشورہ بہت اچھا ہے۔ میں ابھی تابوت کو چھپا دیتا ہوں اور اس کے پاس برفانی سانپوں کی ایک پوری فوج چھوڑ دیتا ہوں۔ برفانی سانپ کسی کو بھی تابوت کے قریب نہیں پہنچنے دیں گے۔ اگر کوئی تابوت کے قریب پہنچنے کی کوشش کرے گا تو یہ برفانی سانپ اس کی بوٹیاں کھا جائیں گے''...... شالام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا جبکہ سونیر وہیں بیٹھا رہا۔ کچھ دیر بعد شالام واپس آیا تو وہ مطمئن دکھائی دے رہا تھا۔

''سونیر۔ میں شاتام کے تابوت کو ایک اور خفیہ غار میں رکھ آیا ہوں۔ اصلی برفانی سانپ، بچھو اور دیگر بہت سے زہریلے کیڑے غار میں پہنچا دیئے ہیں۔ اگر میرے دشمنوں میں سے کوئی غار میں داخل ہوا تو بچ نہیں سکے گا''...... شالام نے سونیر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اگر یہ دشمن نمبر ون ہماری وجہ سے مارا جائے تو مزہ آ جائے گا۔ بڑا آقا ہم پر نوازشات کی بارش کر دے گا۔ ہمیں اتنے انعامات

اور اعزازات ملیں گے جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے''...... سونیر نے کہا۔

''ہاں۔ میں اپنی پوری کوشش کر تو رہا ہوں اور اس پر مسلسل حملے کئے جا رہا ہوں۔ کوئی نہ کوئی وار تو کارگر ثابت ہو گا''۔ شالام نے امید بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ ضرور ایسا ہو گا۔ تو اب شلابو کو دیکھ۔ اسے گئے کافی دیر ہو گئی ہے''...... سونیر نے کہا۔

''ہاں واقعی۔ اسے گئے کافی دیر ہو گئی ہے۔ میں اسے دیکھتا ہوں''...... شالام نے کہا اور پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ کچھ دیر تک آنکھیں بند کئے بیٹھا رہا جبکہ سونیر اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیتا رہا۔

''اوہ۔ جہاز تباہ ہو کر زمین کی طرف جا رہا ہے''...... شالام نے آنکھیں کھول کر خوشی سے چلاتے ہوئے کہا۔

عمران کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا چکا تھا۔ اس نے دو تین بار اپنے سر کو جھٹکا اور اپنی تمام تر قوت ارادی کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے حواس پر قابو پانے کی کوشش کی۔ چونکہ اس نے اپنا سانس بھی روک لیا تھا اس لئے گیس کی بہت کم مقدار اس کے اندر گئی تھی۔ اپنے حواس کو قابو کرنے کی کوشش میں وہ کسی حد تک کامیاب ہو گیا۔

جہاز قلابازیاں کھاتا ہوا تیزی سے زمین کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے اور خالد نے بیلٹس باندھ رکھی تھیں اس لئے وہ سیٹوں پر ہی تھے جبکہ رضوان اور سارہ بری طرح قلابازیاں کھا رہے تھے۔ وہ بری طرح زخمی ہو چکے تھے۔

اپنے حواس پر قابو پانے کے بعد عمران نے فوری طور پر جہاز کو بھی کنٹرول کرنے کی کوشش کی اور چند سیکنڈوں میں ہی اس نے

جہاز کو کنٹرول کر لیا۔ جہاز کو کنٹرول کرنے کے بعد اس نے طویل سانس لیا اور پھر نیچے دیکھا۔ جہاز اس وقت سمندر کے اوپر سے گزر رہا تھا۔ اگر جہاز مزید دس پندرہ سیکنڈ تک کنٹرول میں نہ آتا تو سمندر میں گر چکا ہوتا۔

فضا میں مطلوبہ بلندی تک پہنچ کر اور جہاز کو درست سمت کرنے کے بعد عمران نے سارہ اور رضوان کی طرف دیکھا۔ ان کے چہرے دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا کہ ان کی سانسوں کی ڈوری ٹوٹ چکی ہے۔ ان کے سر بھی شدید زخمی ہو گئے تھے اور ان کا خون کیبن میں پھیلا ہوا تھا اور عمران کو ان کی گردن کی ہڈی بھی ٹوٹی ہوئی لگ رہی تھی اور شاید گردن کی ہڈی ٹوٹنے کی وجہ سے ہی ان کی موت واقع ہوئی تھی۔ عمران کو ان کی موت پر افسوس ہونے لگا۔ لیکن اب سوائے افسوس کے اور کچھ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ خالد کو ہوش میں لانا ضروری تھا اس لئے عمران نے اس کے منہ اور ناک پر ہاتھ رکھا۔ چند لمحوں بعد اس کے جسم کو ایک جھٹکا لگا تو عمران نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا۔ خالد کے جسم میں حرکت پیدا ہو چکی تھی۔ وہ ہوش میں آ رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ہوش میں آ گیا۔

”یہ۔ یہ کیا ہو گیا عمران صاحب“...... خالد نے ہوش میں آتے ہی وحشت زدہ لہجے میں عمران سے پوچھا۔

”تم نے دیکھا تھا کہ سارہ نے بے ہوش کر دینے والا کیپسول نیچے گرا کر ہمیں بے ہوش کر دیا تھا جس کی وجہ سے جہاز آؤٹ

آف کنٹرول ہو گیا۔ ہم نے بیلٹس باندھ رکھی تھیں اس لئے بچ گئے جبکہ سارہ اور رضوان کیبن کی دیواروں سے ٹکرانے کی وجہ سے مر گئے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ جب ہم بے ہوش ہو گئے تھے اور جہاز آؤٹ آف کنٹرول ہو گیا تھا تو پھر ہم زندہ کیسے ہیں اور جہاز صحیح سلامت کیسے ہے۔ اسے تو تباہ ہو جانا چاہئے تھا“...... خالد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیپسول کے پھٹتے ہی میں نے اپنا سانس روک لیا تھا جس کی وجہ سے مجھ پر گیس کا اثر بہت ہی کم ہوا۔ صرف چند سیکنڈوں کے لئے مجھے شدید چکر آئے اور اسی دوران جہاز آؤٹ آف کنٹرول ہو گیا۔ چند سیکنڈوں کے بعد میں نے خود کو بھی سنبھالا اور جہاز کو بھی کنٹرول کر لیا“...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ پہلے آپ کو رضوان نے مارنے کی کوشش کی اور اب ہم سب کو سارہ نے مارنے کی کوشش کی۔ مجھے یہ بات سمجھ نہیں آ رہی۔ آخر ان دونوں نے ایسا کیوں کیا“...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد خالد نے پوچھا۔

”ہاں۔ مجھے بھی یہ بات سمجھ نہیں آ رہی کہ ہمارے ہی ساتھی ہمیں مارنے کی کوشش کیوں کر رہے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”مجھے یقین ہے کہ آپ اس بارے میں جانتے ہیں لیکن مجھے بتانا نہیں چاہتے“...... خالد نے کہا۔

"میں واقعی نہیں جانتا اور اب آپ جہاز کنٹرول کریں۔ میں دیگر ساتھیوں کی خبر لے لوں۔ ان سب نے بیلٹس باندھی ہوئی تھیں۔ امید ہے انہیں کوئی نقصان نہیں ہوا ہو گا"...... عمران نے کہا۔ خالد کے سر ہلانے پر عمران اٹھ کر مسافروں والے حصے میں آ گیا۔ نجمہ سمیت اس نے تمام ساتھیوں کو سیٹ بیلٹس باندھنے کی ہدایت کی تھی اور سبھی نے اس کی ہدایت پر عمل کیا تھا سوائے سارہ کے اور رضوان ویسے ہی ان کے ساتھ کھڑا تھا۔

عمران سب سے پہلے جولیا کی طرف بڑھا۔ اس نے جولیا کا منہ اور ناک اپنے ہاتھ سے بند کر دیا۔ سانس رکنے کی وجہ سے جولیا کے جسم کو ایک جھٹکا لگا تو عمران نے اپنا ہاتھ ہٹایا اور پھر وہ صفدر کی طرف بڑھا۔ صفدر کے بعد تنویر اور نجمہ کے ساتھ بھی اس نے ایسا ہی کیا۔ ناک اور منہ پر ہاتھ رکھ کر کسی کو ہوش میں لانے کا یہ ان کا مخصوص طریقہ تھا اور جہاں کسی بے ہوش کو ہوش میں لانے کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہوتا تھا وہاں یہ لوگ یہی مخصوص طریقہ اپنے مخصوص انداز میں اپناتے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ سب مکمل ہوش میں آ چکے تھے اور حیرت سے عمران کو دیکھ رہے تھے۔

"اوہ۔ یہ کیا ہوا"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے تو تم بتاؤ کہ تمہیں کیا ہوا تھا۔ تم کیوں بے ہوش ہو گئے تھے"...... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہمیں تو بس اتنا ہی معلوم ہے کہ سارہ نے اپنی بیلٹس کھولیں

اور پھر وہ پائلٹ کیبن کی طرف بڑھ گئی۔ ہم میں سے کسی نے بھی اس پر توجہ نہیں دی کیونکہ یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی کہ اس پر توجہ دی جاتی۔ پائلٹ کیبن کے دروازے پر پہنچ کر اس نے اپنے ہاتھ کو جھٹکا دیا اور تیزی سے دروازہ کھول کر پائلٹ کیبن میں داخل ہو گئی۔ ہمیں تیز بو محسوس ہوئی اور پھر ہمیں ہوش ہی نہ رہا"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس نے تیز بو پھیلانے والا کام پائلٹ کیبن میں بھی کیا تھا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک بار پھر بچا لیا ہے"...... جولیا نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن سارہ نے ایسا کیوں کیا"...... نجمہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر وہ بے چاری زندہ رہتی تو میں اس سے ضرور پوچھتا"۔ عمران نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"اس نے ہم سب کو مارنے کی کوشش کی اور آپ کو اس کی موت پر افسوس ہو رہا ہے"...... نجمہ نے کہا۔

"ہاں۔ مگر وہ ہماری ساتھی تو تھی۔ نجانے کس مجبوری کے تحت اس نے یہ حرکت کی"...... عمران نے کہا۔

"آپ لوگ ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آ سکے"...... نجمہ نے دھیمے لہجے میں کہا مگر عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا

اور اٹھ کر پائلٹ کیبن میں آ گیا۔

"عمران صاحب۔ اب ہم کوہ ہمالیہ کے قریب پہنچنے والے ہیں"...... جیسے ہی عمران پائلٹ کیبن میں داخل ہوا خالد نے کہا۔ عمران نے جہاز میں لگے میٹرز اور نقشہ دیکھا اور پھر باہر جھانکنے لگا۔

"اوکے۔ اب کنٹرول مجھے دے دو۔ کوہ ہمالیہ کے دامن میں سرخاب نامی ایک وادی ہے۔ ہم نے اس وادی میں اترنا ہے"۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے جہاز کا کنٹرول سنبھال لیا۔

"سارہ اور رضوان کی ڈیڈ باڈیز کا کیا کرنا ہے"...... خالد نے عمران سے پوچھا۔

"کسی بھی ایمرجنسی کے لئے جہاز میں ایک دو تابوت تو ہوتے ہی ہوں گے"......عمران نے کہا۔

"ہمارے جہاز میں دو تابوت موجود ہیں"...... خالد نے کہا۔ اس کا لہجہ غمگین تھا۔ سارہ اور رضوان اس کے ساتھی تھے اور وہ نجانے کتنا عرصہ ساتھ رہے تھے اس لئے خالد کو ان کے مرنے کا افسوس اور دکھ ہو رہا تھا۔

"آپ میرے ساتھیوں کو بلا لیں اور ڈیڈ باڈیز کو تابوت میں رکھوا دیں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو خالد اٹھ کر پائلٹ کیبن سے باہر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد جولیا اور تجمہ اندر آئیں۔ انہوں نے سارہ کو اٹھایا اور باہر چلی گئیں۔ ان کے باہر جانے کے

بعد تنویر اور خالد پائلٹ کیبن میں آئے اور انہوں نے رضوان کی ڈیڈ باڈی کو اٹھایا۔ عمران نے نیچے جھانکا تو کچھ ہی دور بلند و بالا پہاڑ نظر آ رہے تھے۔ وہ کوہ ہمالیہ کے پہاڑوں تک پہنچ گئے تھے۔ عمران پہلے ہی ہوشیار تھا۔ اپنی منزل کو قریب دیکھ کر وہ مزید چوکنا ہو گیا اور اس کی توجہ مشینری اور ڈائل میٹر کی طرف ہو گئی۔ وہ جہاز کو کافی نیچے لے آیا۔ وادی کی نشاندہی رازش کی روح نے کرنی تھی۔ جب عمران نے وادی سرخاب کے قریب پہنچنا تھا تو اس کے دائیں ہاتھ نے گرم ہو جانا تھا۔ یہ رازش کی طرف سے عمران کے لئے اشارہ تھا اور پھر جلد ہی عمران کا دایاں ہاتھ گرم ہو گیا اور عمران کی ساری توجہ نیچے ہو گئی۔ پھر اسے پہاڑوں کے درمیان گھری ہوئی وادی نظر آئی۔ عمران نے وادی کا فضائی جائزہ لیا اور اس دوران اس کا جہاز وادی سے آگے نکل گیا۔ کچھ دور جا کر عمران نے جہاز موڑا اور پھر اس نے مائیک پر اعلان بھی کر دیا کہ اگر انہوں نے بیلٹس نہیں باندھی ہوئیں تو وہ فوراً بیلٹس باندھ لیں۔

"عمران صاحب۔ کیا آپ اپنی منزل تک پہنچ چکے ہیں"۔ خالد نے کو پائلٹ کی سیٹ پر بیٹھ کر بیلٹس باندھتے ہوئے پوچھا۔ جس کی تمام تر توجہ اب نیچے تھی۔

"جی ہاں۔ ہم نے کوہ ہمالیہ میں موجود وادی سرخاب میں پہنچنا تھا اور وہ سامنے نظر آنے والی وادی، وادی سرخاب ہی ہے"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر تھوڑی ہی دیر میں وہ جہاز کو

اس وادی میں اتار چکا تھا۔ جہاز کا انجن آف کرنے کے بعد وہ مسافروں والے حصے میں آ گیا۔ جہاں اس کے ساتھیوں نے بیلٹس کھول لئے تھے خالد بھی عمران کے ساتھ ہی آ گیا تھا۔

''پہلے ہم وادی کا ایک سرسری جائزہ لیں گے۔ اس کے بعد خیمے لگائیں گے''...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ وادی کا جائزہ لے لیں۔ یہ مناسب رہے گا''...... جولیا نے کہا۔

''خالد صاحب۔ آپ اور نجمہ جہاز میں ہی بیٹھیں۔ ہم کچھ دیر میں واپس آتے ہیں''...... عمران نے خالد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ کی غیر موجودگی میں ہمیں ڈر لگے گا۔ آپ ہمیں بھی ساتھ لے چلیں''...... نجمہ نے جلدی سے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب جہاز سے نیچے اتر آئے۔ کوہ ہمالیہ کی بلند و بالا چوٹیاں برف سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ ہر طرف برف ہی برف دکھائی دے رہی تھی۔ ان کے پیروں کے نیچے بھی برف تھی اور پہاڑ بھی پتھر کی بجائے برف کے لگ رہے تھے۔ وہ ان برفانی پتھروں پر چلتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ وہ ایک پہاڑ کے قریب پہنچے ہی تھے کہ پہاڑ کی دوسری طرف سے یکدم آٹھ دس آدمی نکل آئے جن کے

ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور ان مشین گنوں کا رخ ان کی طرف تھا۔ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ہی ان آدمیوں نے ان پر فائر کھول دیا۔ فائرنگ کے تیز آواز ان پہاڑوں میں گونجنے لگی۔ فائرنگ کی آواز میں انسانی چیخوں کی آوازیں بھی شامل تھیں۔

شالام کو خوش دیکھ کر سونیر بھی خوش ہو رہا تھا۔ ان کے بڑے آقا کا ایک بڑا دشمن ہلاک ہو گیا تھا اور یہ ان کے لئے بہت خوشی کی بات تھی اور اس سے زیادہ خوشی کی بات یہ تھی کہ وہ بڑا دشمن شالام اور سونیر کی وجہ سے ہلاک ہوا تھا۔ سونیر کو پہلے ہی شیطانی دربار میں خاص مقام حاصل تھا۔ اب اس کا مقام اور بلند ہو جانا تھا جبکہ شالام کو بھی شیطانی دربار میں اہم مرتبہ مل جانا تھا۔ وہ اس بات پر خوش ہو ہی رہے تھے کہ شلابو ان کے سامنے ظاہر ہوا۔ ظاہر ہوتے ہی وہ ان دونوں کے سامنے جھک گیا۔

''تو میرے دشمنوں کا جہاز تباہ کر کے آیا ہے۔ پھر تیرا چہرہ کیوں اترا ہوا ہے''...... جیسے ہی شلابو سیدھا ہوا شالام نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''آقا۔ ہمارا یہ وار بھی ناکام ہو گیا ہے''...... شلابو نے بجھے

ہوئے لہجے میں کہا تو شلابو کی بات سن کر شالام حیرت سے اچھل پڑا جبکہ سونیر نے بھی حیرت سے شلابو کی طرف دیکھا۔

''کیا بکواس کر رہا ہے تو۔ جب جہاز زمین سے ٹکرا کر تباہ ہو گیا تو پھر ہمارا حملہ ناکام کیسے ہو گیا''...... شالام نے غراتے ہوئے کہا تو شلابو کانپنے لگا۔

''آقا۔ جہاز سمندر میں گرنے ہی والا تھا کہ بلند ہو کر فضا میں پہنچ گیا اور اب جہاز کچھ دیر بعد اس وادی میں پہنچ جائے گا''۔ شلابو نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا تو شالام کا غصہ اور زیادہ ہو گیا۔

''تو نکما ہے۔ تجھ سے ایک کام نہیں ہو رہا''...... شالام نے بدستور غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''مجھے لگتا ہے یہ کام شلابو کے بس سے باہر ہے''...... سونیر نے شالام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ میرے لئے بے کار ہے اور بے کار چیزوں کو میں جلا دیا کرتا ہوں''...... شالام نے غراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ نہیں آقا۔ مجھے مت جلانا۔ مجھے ایک موقع اور دو''۔ شلابو نے گڑگڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اگر میں شاتام کے تابوت پر مامور نہ ہوتا تو مجھے ان نکموں کی مدد کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ میرے لئے مسئلہ یہ ہے کہ شاتام کے تابوت سے باہر آنے میں اب چند دن ہی باقی رہ گئے ہیں اور میں

ان دونوں تابوت سے زیادہ دور نہیں جا سکتا''...... شالام نے سونیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تو فکر نہ کر۔ اب میں حرکت میں آ رہا ہوں۔ میں یقینی طور پر ان دشمنوں کا خاتمہ کرا دوں گا''...... سونیر نے کہا۔

''سونیر۔ مجھ پر یہ تیرا بہت بڑا احسان ہو گا''...... شالام نے کہا۔

''اس کام کے لئے تجھے بھینٹ دینی ہو گی۔ تو جانتا ہے بھینٹ بہت ضروری ہے''...... سونیر نے کہا تو اس کی بات سن کر شلابو کا سیاہ چہرہ مزید سیاہ پڑ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سونیر کیا چاہتا ہے۔

''میں تجھے تیری پسند کی بھینٹ دینے کو تیار ہوں۔ بتا تجھے کیا چاہئے''...... شالام نے پوچھا۔

''یہ شلابو تیرے لئے بے کار ہے۔ میں اس کی بھینٹ لوں گا''...... سونیر نے شلابو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ شلابو کا چہرہ بالکل ہی بجھ گیا تھا جبکہ سونیر اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔

''ہاں۔ یہ میرے لئے بے کار ہے۔ میں نے تجھے اس کی بھینٹ دی''...... شالام نے کہا اور سونیر یکدم کسی درندے کی مانند اچھلا اور شلابو پر جا پڑا۔ شلابو کے حلق سے نہایت ہی کربناک چیخ نکلی اور وہ نیچے گر گیا۔ سونیر اس کے اوپر سوار ہو گیا اور اس نے اچھی طرح سے شلابو کو قابو کر لیا۔ پھر اس کے دانت شلابو کی گردن میں پیوست ہو گئے۔ شلابو نے نیچے تڑپنے کی کوشش کی لیکن سونیر

نے اسے اچھی طرح قابو کیا ہوا تھا اس لئے وہ تڑپ بھی نہیں رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد سونیر، شلابو کو چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ شلابو مردہ حالت میں نیچے پڑا ہوا تھا اور پھر اس کا مردہ جسم بھی غائب ہو گیا جبکہ سونیر مدہوشی کے انداز میں جھومنے لگا۔

''ہاں سونیر۔ اب بتا تو کیا کرے گا''...... شالام نے سونیر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''گریٹ لینڈ میں پیشہ ور قاتلوں کا ایک گروپ ہے جس کا نام ہے ڈیتھ فائٹر گروپ۔ اس گروپ کا ہر بندہ بہترین نشانے باز ہے۔ میں اس پورے گروپ کو اٹھا کر وادی سرخاب میں لے آتا ہوں اور ایک جگہ چھپا دیتا ہوں۔ جیسے ہی ہمارے دشمن یہاں پہنچیں گے یہ گروپ اچانک ان پر حملہ کر دے گا''...... سونیر نے کہا۔

''نہیں۔ ایسا حملہ میں پہلے کرا کے دیکھ چکا ہوں۔ صرف ایک لڑکی نے پورے وحشیوں کا خاتمہ کر دیا تھا''...... شالام نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو سونیر کے چہرے پر بھیانک مسکراہٹ پھیل گئی۔

''وہ حملہ وحشیوں نے کیا تھا جو غیر مہذب اور غیر تربیت یافتہ تھے۔ ان کے پاس جدید اسلحہ بھی نہیں تھا جبکہ ڈیتھ فائٹر گروپ تربیت یافتہ اور جدید اسلحے سے لیس ہے۔ وہ مہذب دنیا سے تعلق رکھتا ہے۔ جس طرح ہمارے دشمن لڑائی بھڑائی کے فن سے واقف

ہیں اسی طرح وہ گروپ بھی جدید لڑائی کے فن سے واقف ہے۔ وہ آسانی سے ان دشمنوں کا خاتمہ کر لیں گے''...... سونیر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ تو کہہ رہا ہے تو پھر ٹھیک ہی کہہ رہا ہے۔ اب جلدی جا اور اس گروپ کو لے آ''...... شالام نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''مجھے صرف چند منٹ لگیں گے''...... سونیر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ یکدم ہی غائب ہو گیا۔ شالام بے چینی سے اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگا اور پھر واقعی چند منٹ بعد سونیر اس کے سامنے ظاہر ہو گیا۔ اس کے چہرے پر بھیانک مسکراہٹ تھی۔

''میں ڈیتھ فائٹر گروپ کو لے آیا ہوں''...... سونیر نے مسکراتے ہوئے کہا تو شالام نے ادھر ادھر دیکھا۔

''کہاں ہے''...... شالام نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس گروپ کو میں نے ایک جگہ چھپا دیا ہے۔ ان سب کے ذہن میرے قبضے میں ہیں اور اس پوری وادی پر میری نظر ہے۔ جیسے ہی وہ دشمن یہاں آئیں گے میں ان پر اچانک اور بھرپور حملہ کرا دوں گا۔ یہ حملہ ایسا ہو گا کہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو گا اور وہ یقینی طور پر مارے جائیں گے''...... سونیر نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا تو شالام نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میں اب اس گروپ کے پاس جا رہا ہوں۔ دشمنوں کا خاتمہ

کر کے میں تجھے خوشخبری سنانے آؤں گا''...... سونیر نے کہا اور پھر وہ یکدم ہی شالام کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

شالام، سونیر کے اس اقدام سے کچھ مطمئن تھا۔ مکمل طور پر مطمئن نہ ہونے کے باوجود بھی وہ سونیر کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا۔ مکمل طور پر مطمئن وہ اس لئے نہیں تھا کہ اس قسم کا حملہ کر کے وہ پہلے بھی دیکھ چکا تھا۔ اس حملے کو صرف ایک لڑکی جولیا نے ناکام بنا دیا تھا اور تمام وحشیوں کا خاتمہ کر دیا تھا اور اب تو اس لڑکی کے ساتھ اس کے ساتھی بھی موجود تھے اس لئے اتنی آسانی سے ان کا خاتمہ نہیں ہو سکتا تھا۔ شالام، سونیر کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا کہ اچانک سونیر اس کے سامنے آ گیا۔

''ہمارے کچھ دشمن ہلاک ہو گئے ہیں اور کچھ بے ہوش پڑے ہیں۔ میں اور تم چونکہ ان کے قریب نہیں جا سکتے اور وہ جدید اسلحہ بھی استعمال نہیں کر سکتے اس لئے میں کسی عام انسان کو لینے کے لئے انسانی آبادی میں جا رہا ہوں۔ اس عام انسان کے ہاتھوں میں ان بے ہوش دشمنوں پر فائرنگ کرا دوں گا اور ان کا بھی خاتمہ ہو جائے گا''...... سونیر نے تیز لہجے میں کہا اور پھر غائب ہو گیا۔

سونیر نے شالام کو حوصلہ افزا بات بتائی تھی لیکن اس کے باوجود وہ بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ اسے اپنی اس بے چینی کی وجہ سمجھ نہیں آ رہی تھی اور پھر وہ یکدم ہی اچھل پڑا۔

فائرنگ ہوتے ہی عمران، صفدر، تنویر اور جولیا بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر ایک دوسرے سے دور جا گرے لیکن خالد اور نجمہ فیلڈ کے نہیں تھے لہٰذا وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی حرکت نہ کر سکے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حملہ آوروں کی فائرنگ نے ان کے جسم چھلنی کر دیئے اور فائرنگ کی آواز کے ساتھ ساتھ ان کی کربناک چیخیں بھی پہاڑوں میں گونجنے لگیں۔

ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے مشین پسٹل ان کے ہاتھوں میں تھے اور ان کی فائرنگ سے بھی کئی حملہ آور چیختے ہوئے ڈھیر ہو گئے اور باقیوں نے ادھر ادھر چھلانگیں لگائیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے دوبارہ فائرنگ کی اور اس مرتبہ مزید دو حملہ آور ہٹ ہو گئے۔ اب مقابلے پر صرف دو حملہ آور بچ گئے تھے اور پھر اچانک ہی وہاں دو تین بم دھماکے

ہوئے اور ہر طرف گہرا دھواں پھیل گیا۔ بچ جانے والے حملہ آوروں نے بے ہوش کر دینے والی گیس کے بم فائر کر دیئے تھے۔ گیس پھیلتے ہی عمران نے اپنا سانس روک لیا لیکن یہ گیس اتنی تیز تھی کہ سانس روکنے کے باوجود عمران کو یہ گیس ناک میں گھستی ہوئی محسوس ہو رہی تھی اور اس کا سر چکرانے لگا تھا۔ عمران نے فوراً ہی اپنی انگلیوں سے ناک بند کر لیا۔ دو تین منٹ وہ دھواں موجود رہا اور پھر دھواں چھٹ گیا۔ ناک بند کرنے کی وجہ سے عمران کا بچاؤ ہو گیا تھا اور وہ بے ہوش ہونے سے بچ گیا جبکہ اس کے ساتھی بے ہوش ہو چکے تھے۔

دھواں چھٹنے کے بعد عمران نے دو بچ جانے والے حملہ آوروں کو دیکھا جو مشین گنیں سنبھالے ان کی طرف بڑھ رہے تھے۔ عمران نے اپنے مشین پسٹل کا رخ ان کی طرف کیا اور فائر کھول دیا۔ دونوں حملہ آور ہٹ ہو کر پھرکی کی طرح گھومتے ہوئے نیچے گر کر تڑپنے لگے۔ اس وقت عمران کو ایک سایہ سا ایک طرف بھاگتے ہوئے محسوس ہوا۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ سایہ کسی شیطانی طاقت کا تھا۔ فوری طور پر اس کے پیچھے جانا ضروری تھا اور عمران نے اس کے پیچھے جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے اپنے بے ہوش ساتھیوں کو وہیں چھوڑا اور تیزی سے اس طرف بڑھنے لگا جدھر سایہ گیا تھا۔

دل ہی دل میں وہ قرآنی آیات کا ورد بھی کر رہا تھا۔ وہ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اس نے ایک پہاڑ کی چوٹی پر ایک انسان کو بیٹھے

دیکھا۔ اس کی پشت عمران کی طرف تھی۔ عمران نہایت احتیاط سے اس پہاڑ پر چڑھنے لگا۔ چند ہی لمحوں میں وہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گیا۔ جیسے ہی وہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا وہاں بیٹھا ہوا انسان اچھل کر اس کی طرف گھوما اور عمران اس کی شکل دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہی شالام ہے کیونکہ رازش نے شالام کا جو حلیہ بتایا تھا وہ اسی حلیئے کے مطابق تھا۔ عمران کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں حیرت پیدا ہو گئی تھی اور پھر اس نے کچھ پڑھنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ عمران کا ہاتھ گھوما اور شالام کی کنپٹی پر لگا۔ اس کے سر میں ایک دھماکہ ہوا اور اس کا ذہن تاریکیوں میں گم ہو گیا۔

شالام کے بے ہوش ہوتے ہی عمران نے جیب سے ست رنگی ڈوری نکال لی۔ اس نے ڈوری سے شالام کا منہ باندھ دیا اور پھر اس نے سیاہ پٹی نکالی اور شالام کی آنکھوں پر باندھ دی۔ اس کے بعد عمران نے شالام کی گردن پر پشت کی طرف ہاتھ رکھا اور اسے مسلنے لگا۔ اس عمل کے تھوڑی دیر بعد ہی شالام ہوش میں آ گیا اور غوں غوں کرنے لگا۔

"بولتا رہ۔ چند لمحوں بعد تو ٹھیک بولنے لگے گا"...... عمران نے کہا تو شالام نے اپنی غوں غوں جاری رکھی۔

"رازش کی روح کی مدد کرنے والا تو ہی ہے"...... جب شالام ٹھیک طرح بولنے کے قابل ہوا تو اس نے کہا۔

"ہاں۔ مجھ سے ہی اس نیک اور معصوم روح نے مدد مانگی ہے۔

میرا نام عمران ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو نے میرے ساتھ کیا کیا ہے۔ میں تو بہت بڑا ساحر ہوں۔ لیکن اب میری زبان پر کوئی بھی منتر نہیں آ رہا اور بہت سی طاقتیں میری غلام ہیں مگر وہ میری مدد کو کیوں نہیں آ رہیں"...... شالام نے کہا۔

"یہ ست رنگی لگام جو میں نے تیرے منہ میں ڈالی ہے اس کی وجہ سے تو کوئی منتر نہیں پڑھ سکتا اور تیری آنکھوں پر جو میں نے سیاہ پٹی باندھی ہے اس کی وجہ سے تیری غلام شیطانی طاقتیں تجھے دیکھ نہیں سکتیں اور تیرے قریب نہیں آ سکتیں"...... عمران نے کہا۔

"تو جلدی سے مجھے آزاد کر دے ورنہ میرا بڑا آقا تجھے تباہ کر دے گا"...... شالام نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"اگر میں تیرے لعین آقا سے ڈرتا تو گھر سے ہی نہ نکلتا اور تیرے آقا کی تاریخ بتاتی ہے کہ وہ اپنے دوستوں کو مشکل میں چھوڑ کر فرار ہو جاتا ہے"...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میرا آقا ایسا نہیں ہے۔ اگر تو نے فوری طور پر مجھے آزاد نہ کیا تو، تو دردناک موت مارا جائے گا"...... شالام نے ایک مرتبہ پھر عمران کو دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"وہ جب میرے سامنے آئے گا تو میں اسے بھی دیکھ لوں گا۔ فی الحال تو میں تجھے آگ میں جلا رہا ہوں۔ میرے سگریٹ لائٹر کا ایک معمولی سا شعلہ بھی تیرے لئے کافی ہے"...... عمران نے طنزیہ

لہجے میں کہا اور پھر اس نے جیب سے سگریٹ لائٹر نکال لیا اور اسے جلا کر شالام کے چہرے کے قریب کیا۔

"شالام۔ کیا تجھے آگ کی تپش محسوس ہو رہی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ ہاں۔ اسے پیچھے ہٹاؤ۔ شیطان کے واسطے اسے پیچھے ہٹا لو"...... شالام نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"اس خبیث کا نام بھی میرے سامنے نہ لے۔ شیطان مردود کی اولاد"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک زور دار تھپڑ بھی شالام کے منہ پر جڑ دیا۔

"تو۔ تو کیا چاہتا ہے"...... تھپڑ کھانے کے بعد شالام نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں تیرے استاد شاتام کے تابوت کو فنا کرنا چاہتا ہوں"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ یہ ناممکن ہے۔ تو ایسا نہیں کر سکتا۔ میں نے ہزاروں سال اس تابوت کی حفاظت کی ہے۔ تو اسے کیسے فنا کر سکتا ہے"...... شالام نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اسی طرح جس طرح میں تجھے فنا کر دوں گا۔ صرف اس ایک چھوٹے سے لائٹر سے"...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے لائٹر کا شعلہ شالام کے چہرے کے قریب کیا۔ جیسے ہی شعلہ اس کے چہرے کے قریب ہوا اس کی چیخیں نکل گئیں۔

"ہٹا۔ اسے پیچھے ہٹا اور مجھے بتا کہ تو کیا چاہتا ہے"...... شالام نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ میں شاتام کے تابوت کو فنا کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"کوئی اور بات کر۔ مجھ سے کھربوں ڈالر مانگ لے۔ دنیا کی حسین ترین عورت مانگ لے۔ لیکن شاتام کے تابوت کے بارے میں مجھ سے بات نہ کر"...... شالام نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"شاتام کا تابوت اسی وادی سرخاب میں موجود ہے۔ میں اسے ڈھونڈ لوں گا اور اسے جلا کر فنا بھی کر دوں گا۔ تو چھٹی کر"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور لائٹر کا شعلہ اس کے منہ کے قریب کر دیا۔

"رک جا۔ رک جا۔ میں بتاتا ہوں۔ اس سامنے والے غار کے دامن میں ایک غار ہے جس کا منہ ایک بڑے پتھر سے بند ہے۔ اس غار میں شاتام کا تابوت موجود ہے اور اسے آگ لگا کر ہی جلایا جا سکتا ہے۔ آگ لگنے سے تابوت کے ساتھ ساتھ شاتام کا جسم بھی جل جائے گا اور وہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا"۔ شالام نے تیز تیز لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ اگر اسے بولنے میں ایک لمحے کی بھی تاخیر ہوگئی تو عمران اسے آگ لگا دے گا۔ ست رنگی ڈوری کی وجہ سے شیطان کے پیروکار چونکہ جھوٹ نہیں بول سکتے تھے اس لئے عمران مطمئن تھا کہ شالام نے جو کچھ بتایا ہے وہ سچ ہی ہے۔

"اس غار میں شاتام کے تابوت کے علاوہ اور کیا کچھ ہے۔ تو نے غار کی حفاظت کے لئے کیا کیا انتظامات کئے ہیں"...... عمران نے کہا لیکن شالام نے عمران کی بات کا جواب نہ دیا اور وہ خاموش رہا۔

"اگر تو میرے سوال کا جواب نہیں دے گا تو میں تجھے جلانے میں ذرا بھی دیر نہیں لگاؤں گا"...... عمران نے ایک مرتبہ پھر سرد لہجے میں کہا اور لائٹر کا شعلہ اس کے منہ کے قریب کر دیا۔

"میں نے اس میں حقیقی برفانی سانپ، بچھو اور دیگر زہریلے کیڑے مکوڑے چھوڑے ہیں"...... جیسے ہی لائٹر کا شعلہ شالام کے منہ کے قریب پہنچا تو وہ فرفر بولنے لگا۔

"مجھے مزید اور کچھ نہیں پوچھنا اس لئے تو، تو اب جہنم کی طرف جا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لائٹر کا شعلہ اس کے منہ کو لگا دیا اور پھر جس طرح پٹرول آگ پکڑتا ہے اسی طرح شالام کا جسم بھی بھڑک اٹھا اور شالام کی دردناک چیخیں گونجنے لگیں۔ چند ہی لمحوں میں وہاں سے شالام کا وجود غائب ہو چکا تھا۔

عمران اب اپنے جہاز کی طرف جانا چاہتا تھا کیونکہ اس کے سامان میں بے ہوش کر دینے والی گیس اور پٹرول کا ایک کین بھی موجود تھا۔ تابوت کا سن کر ہی وہ پٹرول کا کین لے آیا تھا لیکن ابھی اس نے ایک ہی قدم اٹھایا تھا کہ اس کی جیب میں رنگ ٹون کی آواز سنائی دینے لگی تو عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور اپنا

موبائل فون سیٹ نکال لیا۔

"ہیلو عمران۔ موبائل فون پر سگنلز آ گئے ہیں"...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"موبائل فون پر سگنلز موصول ہو رہے ہیں تو تم مجھ سے بات کر رہی ہو"...... عمران نے کہا۔

"ہم یہاں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ چند لمحے پہلے ہمیں ہوش آیا ہے۔ تم کہاں ہو"...... جولیا نے کہا۔

"میں تمہیں محل وقوع سمجھا رہا ہوں تم لوگ ادھر آ جاؤ اور اپنے سامان سے پٹرول کا کین اور بے ہوش کر دینے والی گیس کے چند کیپسول بھی لے آؤ"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے جولیا کو محل وقوع سمجھا دیا۔ جولیا نے او کے کہہ کر کال ختم کی اور عمران ان کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ تینوں عمران کے قریب پہنچ گئے۔

"تم نے پٹرول کا کین کیوں منگوایا ہے۔ کیا تم نے شاتام کا تابوت ڈھونڈ لیا ہے"...... جولیا نے عمران سے پوچھا۔

"ہاں۔ میں نے شالام سے معلومات حاصل کر لی ہیں"۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے حملہ کرنے اور گیس بم پھینکنے کے بعد کے حالات انہیں بتا دیئے۔

"اب تو شیطان کی طرف سے خاموشی ہے۔ ہم تو سمجھے تھے کہ ہم پر زبردست اور خوفناک حملے ہوں گے"...... تنویر نے کہا۔

"ہمیں روکنے کی انہوں نے بہت کوشش کی ہے۔ ہم پر کیسے کیسے خطرناک شیطانی وار کئے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان شیطانی حملوں سے بچایا ہے اور اب بھی ہمیں اللہ کی تائید و نصرت حاصل ہے۔ ہماری زبانوں پر اللہ کا کلام جاری ہے اس لئے شیطانی طاقتیں ہمارے قریب نہیں آ سکتیں۔ وہ ہم سے خوفزدہ ہیں اور اس مشن کا اصل مہرہ پٹ چکا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ شالام ختم ہو چکا ہے۔ اب دوسرے شیطان بلاوجہ ہمارے مقابلے پر نہیں آنا چاہتے"...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے کیونکہ وہ عمران کی بات سمجھ چکے تھے۔ پھر اس پہاڑی سے نیچے اتر کر وہ شالام کی نشاندہی والے غار کی طرف بڑھنے لگے۔ چند لمحوں بعد وہ اس غار تک پہنچ گئے۔

"عمران صاحب۔ آپ نے یہ بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول کیوں منگوائے ہیں"...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اس غار میں بے شمار زہریلے جانور اور کیڑے مکوڑے ہیں۔ گیس سے وہ بے ہوش ہو جائیں گے تو ہم تابوت غار سے باہر نکال کر اسے آگ لگا دیں گے"...... عمران نے کہا۔

"اس تکلف کی کیا ضرورت ہے۔ غار میں ہی پٹرول ڈالو اور آگ لگا دو"...... تنویر نے کہا۔

"ان جانداروں نے ہمیں معمولی سا نقصان بھی نہیں پہنچایا۔ پھر

ہم انہیں نقصان کیوں پہنچائیں"...... عمران نے کہا اور پھر وہ سب مل کر پتھر ہٹانے لگے۔ جلد ہی غار کے منہ سے پتھر ہٹ گیا تو عمران نے کئی کیپسول غار کے اندر پھینک دیئے اور خود غار کے منہ سے دور ہو گیا۔ جولیا، تنویر اور صفدر بھی غار سے دور ہو گئے۔ تقریباً پانچ منٹ بعد انہوں نے غار میں جھانکا۔ غار بہت ہی کشادہ اور طویل تھا۔ غار میں انہیں بے شمار سانپ، بچھو اور کئی کیڑے مکوڑے نظر آ رہے تھے لیکن وہ سب بے حس تھے۔

"تابوت کے قریب کوئی جاندار نظر نہیں آ رہا اس لئے تابوت کو اندر ہی جلا دینے میں کوئی حرج نہیں ہے"...... عمران نے غار کا جائزہ لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب ہی قرآنی آیات کا ورد کرتے ہوئے غار کے اندر داخل ہو گئے۔ جولیا نے تابوت پر پٹرول چھڑکا اور اسی لمحے انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے بہت سی چڑیلیں مل کر رو رہی ہوں۔ چڑیلوں کے رونے کے ساتھ ساتھ اور بھی کئی خوفناک قسم کی آوازیں سنائی دینے لگیں لیکن انہوں نے ان آوازوں کی پرواہ نہ کی۔

جولیا پٹرول چھڑک چکی تو عمران نے سگریٹ لائٹر جیب سے نکالا اور اسے لا کر تابوت پر پھینک دیا۔ تابوت کو فوراً ہی آگ لگ گئی۔ جیسے ہی تابوت کو آگ لگی وہ غار سے باہر نکل آئے اور غار کے منہ پر کھڑے ہو کر تابوت کے جلنے کا نظارہ کرنے لگے۔ کچھ ہی دیر میں تابوت جل کر راکھ میں تبدیل ہو گیا۔ تابوت کے جلنے

کے بعد ان کے قدم اپنے جہاز کی طرف بڑھنے لگے۔ اچانک عمران کی نظر سامنے اٹھی۔ اسے فضا میں بلند رازش نظر آ رہی تھی جس کے چہرے پر اطمینان تھا، مسکراہٹ تھی، معصومیت اور پاکیزگی تھی۔ وہ ہاتھ ہلا کر عمران کو خدا حافظ کہہ رہی تھی اور پھر وہ آہستہ آہستہ دور ہونے لگی۔ وہ اب اس وادی میں جا رہی تھی جہاں نیک روحوں کا بسیرا تھا کیونکہ اب اس پر سے شالام کا سحر ٹوٹ چکا تھا۔ دور ہوتے ہوتے وہ عمران کی نظروں سے اوجھل ہو گئی اور عمران بدستور اپنے ساتھیوں سمیت جہاز کی طرف بڑھتا رہا۔

ختم شد

پاکستانی ڈائجسٹ ڈاٹ کام